ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش برادر مکرم جناب حاجی عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ ویلسلی اسکوائر نمبر ۱۶

رفاہ المسلمین

مسائل اربعین

باہتمام کمترین محمد قمر الدین ابن جناب حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب مالک مطبع احمدی کانپور

مطبع احمدی واقع کانپور دردن فیتھفل گنج کے مطبوع ہوا

ستودۂ آفاق ابو سلیمان محمد اسحٰق سلمہ اللہ تعالیٰ علی رؤس اہل الحق والاحقاق الی یوم
المساق جو نواسے اور جانشین ملک العلماء والمحدثین فخر العباد والزاہدین شرف العقلاء
واہل التمیز حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ کے ہین لاکر گذرانے اور
عرض کیا کہ اگر تمھاری توجہات سامی اور عنایات گرامی سے جواب باصواب ان چند مسائل
کا کتب فقہ واحادیث معتبرۂ مستندہ سے مع نقل عبارت کتب موصوفہ کے لکھا جاوے
تو امید قوی اور توقع کامل ہو کہ ابناے روزگار جو اکثر شادی وغمی مین پابند رسومات واہیہ اور
بدعات قبیحہ کے ہین اسپر مطلع اور خبردار ہوکر راہ راست سنت نبویہ پر آدین اور ہر
امور مین حتی المقدور والامکان سنت نبوی کا اتباع اختیار کرین اور رسومات مخترعۂ اہل شرک
و بدعت سے محفوظ رہین بعد ازان شان صاحب معزی الیہ نے واسطے تحریر املاے جواب اسولۂ
مذکورہ کے فضائل و کمالات دستگاہ حقائق ومعارف آگاہ متبع سنت رسول اللہ محترز از لوث خباثت
شرک وگناہ حامی شرع محمد عربی سید ابو محمد عرف امین الدین احمد جالیسری کو خدمت جناب
مولانا صاحب ممدوح مین معین فرمایا چونکہ جواب سوال سائلین کا بلحاظ ہدایت وارشاد سنت
سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام بذمۂ علماے ربانیین بحکم آیہ کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ واجب اور
متحتم ہی جناب مولانا ممدوح نے کہ سراپا مصروف ترویج سنت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشغوف
امحاے بدعت کے ہین باوجود لحوق عوارض جسمانی و لصوق عوائق روحانی لکھنا جواب سوالات مذکورہ کا لازم
جانکر مطابق سوالات موصوف کے کتب معتبرہ سے تلاش فرماکر جواب انکا ارشاد کیا اور اس خلاصۂ کتب معتبرہ
کو واسطے جمیع مسلمانان امت محمدی کے ہر ایک شادی وماتم مین دستور العمل ٹھہرایا بعد ازان سید صاحب موصوف
نے بموجب ایماے جناب مولانا پانچ سوال مع جواب در ایک مقدمہ اور ایک خاتمہ زیادہ کرکے یہ مسائل اربعین
فی بیان سید المرسلین موسوم کیا چنانچہ بعد تحریر و تسوید کے خان ممدوح کے پاس ارسال فرمایا وہان سے
عرصۂ قلیل مین نقلین اسکی اطراف وجوانب کو پہونچین تھی کہ ایک نقل قصبہ سہسوان مین بھی آئی وہان کے
اکثر صاحبون کو اسکے لکھنے اور پڑھنے کا بدل وجان شوق ہوا اور اسکے مطالب پر مطلع ہوکر کمال ذوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار بلکہ بیحد و بیشمار حمد و ثنا اُس خالق بیزوال اور صانع باکمال کو جسنے اپنی قدرت ظاہرہ
اور صنعت باہرہ سے انسان کو پانی سے بنایا اور اُن مین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کو اپنا نائب
اور رسول کر کے ساری مخلوقات کا سردار ٹھہرایا پھر سب آدمیون پر جمیع امور دینی و دنیوی و رشادی
و غمی مین اُس رسول مقبول کا اتباع فرض فرمایا اور بشرط اتباع سُنت اُس نائب برحق کے سب کو
وعدہ وصول نعمای بہشت برین کا سنایا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ
وَاَتْبَاعِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ وَاکْتُبْنَا
مَعَ الشَّاهِدِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ بعد حمد اور صلوٰۃ کے
بندۂ عاجز گنہگار شرمسار مغفرت پروردگار کا امیدوار خادم علماے ربانی محمد سعد الدین عثمانی ساکن
خطۂ ہمایون مشہور بہ بلدۂ بدایون صانہا اللہ تعالیٰ عن البلاء والطاعون عرض کرتا ہی کہ ۱۲۵۵ھ ایک ہزار
دو سو پچپن ہجریہ مقدسہ مین خان صاحب والا تبار عالی شان محمد خان زمان خان منجھلے بیٹے
خلاصۂ دودمان عالی مکان حاتم دوران فیض رسان عالمیان محمد باز خان مرحوم مغفور
ساکن و زمیندار موضع بھیکن پور متعلقہ پرگنہ اترولی ضلع کول علیگڈھ کے بلدۂ
طیبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین وارد ہوئے اور پانچ اوپر تین سوال بطور استفتا بجناب
مستطاب معلی القاب ذو المجد والعُلا عمدۂ محدثین و فقہا زبدۂ اہل فضل و کمال نقاوۂ ماحیان
جہل و ضلال مبطل شرک و بدعات مروج سُنن و مستحباب مولانا و بالفضل اولٰنا حمیدۂ خلاق

کتب معتبرہ کی روایات کا ترجمہ زیادہ کیا اور اُسکی پہچان کے واسطے کہین لفظ تفصیل کا اور کہین لفظ
تنبیہ کا یا فائدے کا یا تائید کا سُرخی سے یا روشنائی کے پُر قلم سے لکھا اور اُسکے آخر لفظ فقط کا تحریر
کر کے پھر اصل کتاب کا ترجمہ شروع کیا اور نام اسکا **رفاہ المسلمین فی شرح مسائل الاربعین** رکھا اللہ تعالے
اسکو منظور نظر جملہ انام اور مقبول خاطر ہر خاص و عام کا کرے اور مجکو اور سب مسلمانون کو اسکے مطالب و
مضامین پر عمل کرنے کی توفیق دے واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق چونکہ خلاصہ اس رسالہ متبرکہ کے
دیباچے کا اس شرح کے دیباچے مین یہانتک بطور اختصار مذکور ہو گیا اسواسطے اب اسکے مقدمے سے ترجمہ
شروع کیا گیا **مقدمہ** اس بیان مین کہ سب مسلمانون ذکور واناث پر واجب و لازم ہے کہ ہر شادی و غمی مین حضرت
سرور عالم احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی راہ و رسم اور
ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ جیسا کہ کُتب معتبرہ فرقہ ناجیہ اہل سُنت وجماعت مین موجود ہے جاری کرین
اور کسی جاہل بدمذہب اور خلاف شرع کے بُرا کہنے کا اور طعن وملامت کرنیکا اندیشہ نکرین چنانچہ عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم زمرۂ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان باتون پر بیعت
کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سُنین اور اُسپر عمل کرین تنگی مین اور فراغت مین رنج مین اور راحت مین
اور اس بات پر کہ اپنے اوپر کسی شخص کو سردار اور حاکم مقرر کرین اور اس بات پر کہ نزاع نکرین اور نکال نہ لین
کسی کام کو اُسکے اہل سے اور اس بات پر کہ کہدیا کرین حق بات جہان کہین ہو اور اللہ کی طاعت مین کسی کے
بُرا کہنے کا اور ملامت کرنے کا خوف نکرین پس سب مسلمانون کو چاہیے کہ جو رسمین جاہلیت کی کہ بطور شرک و
بدعت یا بطور گناہ و معصیت ہون سب کو موقوف اور مسدود کردین کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میرے طریق و سُنت کو مضبوط پکڑنا اور اسپر عمل کرنا نئی بات کے نکالنے سے بہتر ہے سو چاہیے کہ امور
شریعت پر چلنا اور بدعت کو چھوڑنا اور بُرا جاننا ہر شادی و غمی مین لازم جانین علی الخصوص اس زمانے
مین کہ اکثر لوگ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت بلکہ فرض سمجھکر کفار و مشرکین ہند کی رسمون پر عمل
کرتے ہین اور جو لوگ اُن رسوم جاہلیت اور خلاف شریعت کو بُرا جانکر اُنپر عمل نہین کرتے اور ان
رسمون پر عمل کرنے والون کو منع کرتے ہین تو وہ ان منع کرنے والون کو بُرا جانکر اُلٹے اُنپر طعن و ملامت

اُٹھایا چونکہ در نیولا کا ماہ شوال سنہ حال یعنی بارہ سو چھپن ہجریہ مقدسہ مین ہمراہ رکاب سعادت مآب
جناب مستطاب مخدومی اُستاذی برادر صاحب والا مناقب فیض رسان مستفیضان واثق الاتقیا وارشاد فرمائے
مسترشدان راسخ الاعتقاد واقف اسرار کاشف استار سر حلقہ علمای روزگار سر آمد فضلاے اعصار شفیق
محبان قدیم وجدید خلیق مسافران قریب وبعید جناب مولانا محمد عبد المجید زاد مجدہ ودام دوامہ کے
اس گنہگار قلیل البضاعۃ کے وارد ہونے کا اتفاق قصبہ مذکورہ مین ہوا اور جمیع دوستان صمیم اور محبان
قدیم کی ملاقات محبت سمات سے حظ وافر اور عیش متکاثر اُٹھایا اسی عرصے مین مخلص بیریا محب یکتا سعادتمند
ازلی سید کرم نبی مشہور بہ پیرجی سلمہ اللہ تعالی ساکن قصبہ مذکورہ نے بعض سوال وجواب مندرجہ
رسالہ متبرکہ موسومۃ الصدر پر اس عاجز کو مطلع کر کے بیان کیا کہ ہم لوگ فارسی خوان فہمید مطالب
ومضامین عبارت عربیہ سے مطلق عاری ہین اور یہ رسالہ عبارت عربی روایات کتب فقہ وحادیث
سے مالا مال ومملو ہے اگر اسکی عربی کا بھی ترجمہ بزبان فارسی لکھ جاوے تو بوجہ احسن سمجھ مین آوے پس
اس عاصی بانواع المعاصی نے یہ بات بہتر جانکر اُنکے پاس سے وہ رسالہ لیکر نقل کر لیا اور اُسکی عربی کو
فارسی زبان مین لکھنے کا ارادہ کیا بعد اسکے خیال مین گذرا کہ جیسا فارسی خوان فہمید معانی عبارت عربیہ
سے عاری ہین ویساہی جو لوگ کہ جاہل اور مطلق اَن پڑھے ہین وہ تو فارسی اور عربی دونون کی سمجھنے
سے محروم ہین پس اگر یہ سارا رسالہ یعنی اسکی عربی وفارسی سب اردو مین لکھ جاوے تو نہایت خوب اور
بہت بہتر ومرغوب ہے کہ ہر خاص وعام خواندہ وناخواندہ کو فائدہ برابر پہونچے اور بغیر سمجھائے سمجھ مین آوے
چنانچہ اسی لحاظ سے از اول تا آخر اردو زبان مین بعبارت سہل وسلیس اُسکا ترجمہ لکھا اور حتی الوسع ایراد لغت
غیر مانوس اور نا مشہور سے احتراز کیا اور ترجمہ ہندی مین مطابقت عربی وفارسی کا لحاظ نہ رکھا یعنی جہان
فارسی یا عربی کے معنی کو مقدم ہونا مناسب دیکھا وہان مقدم اور جہان مؤخر ہونا بہتر جانا وہان مؤخر کردیا
تاکہ بخوبی سمجھ مین آوے بلکہ بعض سوال کو بلحاظ مناسبت اور ترتیب بمد نظر بعض سے قبل اور بعض سے بعد
مقدم ومؤخر کردیا لیکن کوئی سوال یا کسی کا کچھ مضمون ومطالب اصلا فرو گذاشت نہ کیا بلکہ بعض مقام مین
جو اجمال اختصار تھا وہان تفصیل تمام بیان کیا اور بعض جگہ بمد نظر زیادت قوت اور تائید جواب کے بھی

انکار کرے فرمایا جو کوئی میری اطاعت کرے وہ بہشتی ہی اور جو میرے خلاف کریگا وہی منکر ہی جاننا چاہیے کہ اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعینہ اطاعت حق جل وعلا کی ہی چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید وفرقان حمید مین فرمایا ہی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَا اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ حَفِیْظًا ہ یعنی جس نے حکم مانا رسول کا[1] مقرر حکم مانا اللہ کا اور جو کوئی اُلٹا پھرا تو ہمنے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان اب بعد تمہید مقدمے کے تحریر وتحقیق جواب سوالات مرقومہ مین شروع کیا جاتا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمامیت کو پہونچاوے آمین وبہ نستعین پہلا سوال اُن چالیس سوالون مین یہ ہی کہ وقت تولد فرزند کے اُسکے دونون کان مین اذان اور اقامت کہنا واجب ہی یا سنت یا مستحب اور اُس لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھنا کیسا ہی جواب فرزند تولد کے کانون مین اذان اور اقامت کہنا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہی صحیح ترمذی اور سنن ابی داؤد مین لکھا ہی کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جسوقت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوے تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان مین اذان دی اور مفتاح النجاۃ مین تبصریح لکھا ہی کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے تولد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے سیدھے کان مین اذان دی اور بائین کان مین اقامت یعنی اُلٹے کان مین بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوٰۃ بھی کہا اور سیوطی نے جامع صغیر مین مسند ابی یعلیٰ سے نقل کیا ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جس کسی کے لڑکا پیدا ہو پھر اُسکے سیدھے کان مین اذان اُلٹے کان مین اقامت کہی جاوے تو اس لڑکے کو مرض اُم الصبیان کا ضرر نہ کرے اور رزین کی روایت مین سورۂ اخلاص کا پڑھنا بھی آیا ہی اور اس اذان اور اقامت کے کہنے مین طریق مسنون یون ہی کہ اول لڑکے کو غسل دیکر پاک اور سفید کپڑے مین لیکر اُسکا کوئی بزرگ اُسکے سیدھے کان مین اذان اور اُلٹے مین اقامت کہے اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہتے وقت اپنا مُنھ دونون طرف پھیرے جیسے نماز کی اذان

[1] فائدہ یعنی اگر کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانے گا اور خلاف حکم کے چلے گا تو اُنپر کچھ الزام نہین جو کوئی جیسا کریگا ویسا بھگتے گا یعنے منکر اور مخالف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دوزخی ہوگا نعوذ باللہ منہا

اکرتے ہین ایسے وقت مین تو اہل بدعت کے خلاف کرنا اور شریعت نبوی پر قائم رہنا اور سُنّت کے
رواج دینے پر چسپت و چالاک ہونا اور برا کہنے والون کے طعن و تشنیع کو برداشت کرنا بڑا ثواب اور
بہت فائدہ رکھتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کبھی میری اُمت مین فساد پڑے اور
اور بدعت اور خلاف سُنّت جاری ہون اُسوقت مین جو کوئی میری سُنّت پر عمل کرے اور بدعتیون سے
الگ رہے تو اُسکو سو شہید کا ثواب ملے سبب اسکا یہ ہی کہ جو شخص کافرون کے مقابلے مین تیر و تلوار کے
زخم کھا کر حق تعالی کی راہ مین اپنی جان عزیز کو قربان کرتا ہی سو وہ تو ایک ہی بار مر جاتا ہی سو اسواسطے اُسکو ثواب بھی
ایک ہی شہید کا ملتا ہی بخلاف اُس شخص کے جو ایسے نازک وقت مین کہ اسلام بہت کم ہو گیا بلکہ صرف نام رہ گیا
اور مفسدون اور بدعتیون کی کثرت ہوئی باوجود مخالفت اہل بدعت و گمراہی کے طریق و سنت نبوی کے
جاری کرنے اور رواج دینے پر چسپت و چالاک اور اُن مفسدون بدمذہبون کے طعن و تشنیع سے بیباک
ہی اور اُنکے تیر ملامت اور تلوار لعنت کے زخمون کو اصلا خیال مین نہین لاتا اسواسطے ثواب سو شہید کا پاتا
ہی کسی شخص نے کیا خوب شعر کہا ہی **فرد** زخم شمشیر جانستان نہ کند ؛ آنچہ زخم زبان کند بر مرد ؛ اور فی الحقیقۃ
اصل اس غمخوری و صبر کی اور بنیاد ترویج اسلام اور احیای سُنّت کی طریقہ انبیا اور اولیا علیہم الصلوۃ والثنا
کا ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آدمیون مین سب سے
زیادہ بلا اور سختی کو برداشت کرنے والے اور رنج و الم مین پڑنے والے انبیا ہین اُنکے
بعد جو اُن سے درجے مین کم ہین یعنی اُنکے اصحاب بعد اُنکے جو اُنسے کم ہین یعنی تابعین پھر تبع تابعین
علی ہذا القیاس غرضکہ رضای مولی از ہمہ اولی بقول شخصے دنیا روزے چند آخر کار با خداوند حاصل
یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرنا اور اُنکے حکم پر چلنا حق تعالی کی رضامندی
کا باعث اور بہشت برین مین داخل ہونے کا سبب ہی اور اُنکی سنت سے انکار کرنا اور حکم کی خلاف
چلنا اور مُنھ پھیرنا اللہ تعالی کی خفگی اور غصے کا موجب اور دوزخ مین پڑنے کا باعث ہی چنانچہ صحیح بخاری
مین اس مضمون کی حدیث منقول ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ساری بہشت
مین داخل ہوگی سوائے اُس شخص کے جو انکار کرے یارون نے پوچھا یا رسول اللہ کون ایسا ہی جو

نمین سے ایک کا بھی نام محمد نرکھا تو بڑی نادانی کی یعنی بسبب اپنی نادانی کے ایسی بڑی نعمت و برکت سے
محروم رہا تائید مشکوٰۃ شریف مین روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن سب نامون سے زیادہ
محبوب ہین اور یہ بھی مروی ہی کہ سب نامون مین بہتر وہ نام ہی جو مشتق حمد سے ہوا اور وہ نام جو منسوب بعبدیت ہو
یعنی محمد احمد حامد محمود اور عبد اللہ عبد الکریم عبد الرحمن عبد الرحیم وغیرہا علیٰ ہذا القیاس اور سنن نسائی در ابی داؤد
مین وہب جشمی سے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنے لڑکون کا نام انبیا علیہم السلام
کے نام رکھو تنبیہ احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ جس لڑکے کا نام انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے نام پر رکھا ہو تو
کسی کو جائز اور درست نہین کہ اس لڑکے پر لعنت کرے یا گالی دے یا چھوٹا نام حقارت سے زبان پر
لاوے لیکن اگر بلحاظ تادیب تنبیہ کچھ الفاظ سخت اور سست کہنا ضرور ہو تو اسکے روبرو اس طرح کہے کہ تو ایسا ہی
تو ویسا ہی نام لیکر برا اور زبون نہ کہے کہ فلانا ایسا اور ویسا ہی اور جس لڑکے کا نام محمد ہو اسکی تعظیم و تکریم کرنا چاہیے
کہ حدیث شریف مین آیا ہی جس لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسکی تعظیم کیا کرو دوسرا سوال جو شخص کہ لڑکے کے
کان مین اذان کہے تو اذان کہنے کے عوض مین شیرینی یا کچھ نقد اس اذان کہنے والے کو دینا درست
ہی یا نہین جواب اس اذان کے کہنے مین حدیث شریف سے اسیقدر ثابت ہوا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو
تو اسکا کوئی بزرگ اسکے کانون مین اذان اور اقامت کہے اور اگر سنت ادا ہونے کی نیت سے کوئی
غیر اذان کہدے تو بھی درست ہی اور نقد یا شیرینی اسکے عوض مین دینا مکروہ نہین چنانچہ حسنین شریفین
رضی اللہ عنہما کے پیدا ہونے کے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے کان مین اذان دینا ثابت ہی

ف فائدہ سبب اسکا یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام اشرف المخلوقات ہین سب سے اور اخلاق انکے اشرف الاسما اور اخلاق ہین اور اخبار و روایات مین وارد ہی کہ جس شخص کا نام محمد ہوگا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اسکی شفاعت فرما کر بہشت مین لاوینگے اور اشرف الوسائل شرح الشمائل مین لکھا ہی کہ انسان کو چاہیے اپنی اولاد کا نام قصداً اور
تاکیداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامون سے موسوم رکھے اسواسطے کہ حدیث قدسی مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای میرے رسول قسم کھاتا ہون مین اپنی عزت اور جلال کی
کہ جس شخص کا نام تیرے نام سے موسوم ہوگا مین اسکو ہرگز آتش دوزخ سے عذاب نہ دونگا اور ایک روایت مین یون وارد ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر عہد کر لیا ہی
کہ جس کسی کا نام محمد یا احمد ہوگا مین اسکو ہرگز دوزخ مین نہ ڈالونگا پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی اولاد کا نام بہت اچھا اور بہتر رکھے اسواسطے کہ قیامت کے دن آدمی کو
اسکے نام سے اور اسکے باپ کے نام سے پکارینگے اور صحیح ترمذی مین بروایت ابن عمرؓ کے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکون کا نام انکے پیدا ہونے سے
ساتوین دن رکھا کرو اتنی تو مناسب ہی کہ کوئی نام نامہاے مذکورہ سے رکھے یا کوئی اور نام جو ان نامون کے معنی سے قریب ہو مخصوص نامہاے مذکورہ کی صرف
واسطے تمثیل کے ہی اور جو نام کہ علو شان اور تکبر پر دلالت کرے اس سے احتراز و پرہیز کرے جیسے ملک الاملاک و شاہنشاہ صحیح مسلم مین حدیث مروی ہی
کہ مغضوب ترین اور خبیث ترین آدمیون کا روز قیامت کے حق تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہی جسنے اپنا نام ملک الاملاک رکھا ہو اسواسطے کہ ملک سواے
ذات پاک حضرت باری تعالیٰ کے کوئی نہین اور تلخیص اللغوا مین لکھا ہی کہ سب علما کا اتفاق ہی اس بات پر کہ کسی کا نام لفظ عبد کے ساتھ مضاف و منسوب طرف
نام غیر اللہ کے کرنا حرام ہی جیسے عبد النبی اور چاہیے کہ جو نام بدخوئی اور خصومت پر دلالت کرتا ہو اس سے بھی پرہیز کرنے کہ حدیث سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مین پھیرتے ہین چنانچہ کنز العباد مین بھی اسیطرح لکھا ہی تائید اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہی کہ جب الٹے کان مین اقامت کہہ چکے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ بَرًّا تَقِیًّا وَّ اَنْبِتْہُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کی کثرت کرے اُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادۃ سے لکھا ہی کہ فرزند نوتولد کے کان مین یہ آیت کہنا بھی مستحب ہی اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ قولہ اور چھوہارا یا کوئی اور میٹھی چیز چاب کر یا پیکر اُسکے تالو کے اندر ملنا مستحب ہی لیکن چھوہارا افضل ہی مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو اُسکو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور مین لاتے آپ اُسکو برکت کی دعا فرماتے اور چھوہارا چاب کر اُسکے تالو مین ملتے تائید جامع شتی مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ولادت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے چھوہارا دہن مبارک سے چاب کر اُنکے تالو مین ملا پس سب چیز سے پہلے اُنکے پیٹ مین لعاب دہن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہونچا انتہی یعنی جامع شتی کا مضمون تمام ہوا اور عینی شرح بخاری مین تحنیک کے مقدمہ مین یون لکھا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اُسکو کسی مرد صالح کے پاس لیجاوین وہ مرد چھوہارا چاب کر اُسکے تالو مین ملے کہ مستحب ہی اور سب چیز سے بہتر تمر ہی یعنی خرمائے خشک بعد اُسکے رُطب یعنی خرمائے تر بعد اُسکے شہد اور جو یہ چیزین میسر نہون تو کوئی اور چیز میٹھی جسکو اثر آگ کا نہ پہونچا ہو وہ ملے قولہ اور لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھنا مستحب ہی صحیح بخاری و مسلم مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑکون کا نام میرے نام پر رکھو اور سنن ابی داؤد مین منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑکون کا نام پیغمبرون کے نام پر رکھا کرو یعنی ابراہیم اسمٰعیل موسیٰ عیسیٰ اور طبرانی نے جامع کبیر مین اور عدی نے کامل مین بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص کے تین لڑکے ہون پھیر

۱؎ فائدہ لڑکے کے کان مین وقت ولادت کے اذان کہنا اسواسطے مسنون ہی کہ سب سے پہلے اُسکے کان مین پیدا ہونیکے وقت نام حق تعالیٰ کا اور کام من اسلام کا سنایا جاوے اور تخصیص اذان کی اسواسطے ہی کہ شیطان اذان کی آواز سے بھاگتا ہی فقط ۱۲

۲؎ فائدہ اور حکمت تحنیک یا تمر مین اسکے کیواسطے نقول ہے ساتھ ایمان کے یعنی تمر ایسے درخت کا پھل ہی جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے ساتھ تشبیہ دی ہی سو چاہیے کہ مولود کے پیٹ مین سب سے پہلے تمر یعنی حلاوت ایمان کی داخل ہو انتہی یعنی عینی کی روایت کا مطلب تمام ہوا بعد اسکے مناسب ہی کہ کسی عورت صالحہ کا دودھ اُسکو پلاوے لیکن مسنون یہ ہی کہ اسکی مان یعنی والدہ دودھ پلاوے اور شرعۃ الاسلام مین حدیث شریف منقول ہی کہ لڑکے کیواسطے اُسکی مان کے دودھ سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہین فقط ۱۲

کو پیدا ہو تو بروز سہ شنبہ وعلی ہذا القیاس اور روزون کو لحاظ رکھے اگرچہ کتنے ہی برس
گذر جاوین انتہی اور عقیقہ ساتوین دن سے قبل کرنا درست نہین فقط قولہ اور چاندی کے برابر لڑکے
کے سر کے بالون کو تول کر وہ چاندی صدقے کی نیت سے محتاج کو دینا مستحب ہی اور حجام کی اجرت
مین دینا امر تصدق کے خلاف ہی اور جو لوگ مالدار اور صاحب مقدور ہین اگر اسکے بالون کو سونے
سے وزن کر کے وہ سونا تصدق کرین تو بھی جائز ہی اور اُن بالون کو زمین مین دفن کر دینا مستحب ہی
چنانچہ طیبی جو شرح مشکوٰۃ شریف کی ہی اسمین بھی اسی طرح لکھا ہی پس ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ
مستحب کے واسطے ادا کرنے کی نیت سے عقیقہ کرے مشکوٰۃ کے باب العقیقہ مین لکھا ہی کہ
احمد و ترمذیؒ نے اور ابو داؤدؒ و نسائیؒ نے لکھا کہ سمرۃ بن جندبؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک لڑکا گرو ہے اپنے عقیقے کے عوض مین تفصیل یعنی ممنوع اور محبوس
ہی اپنے والدین کی شفاعت سے یعنی اگر وہ لڑکا ایام طفولیت مین بغیر عقیقہ ہوئے مر جاوے
تو بروز قیامت مان باپ کی شفاعت نکرے یا یہ معنی کہ اپنی صحت و سلامت سے ممنوع و
محبوس رہے یعنی اکثر علیل و بیمار رہے تائید اور جامع المتفرقات مین لکھا ہی کہ علما کا اتفاق
ہی کہ جو کوئی لڑکے کا عقیقہ نکرے تو وہ اُس لڑکے کی شفاعت سے محروم رہے اور بعضون
نے کہا ہی کہ اگر قدرت ہوتے ہوئے عقیقہ نکرے تو شفاعت سے محروم رہے فقط قولہ
ساتوین دن پیدا ہونے سے اُسکا عقیقہ کرین اور نام رکھین اور سر کے بال اُتارین اور افضل و بہتر
یون ہی کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری ذبح کرین اور لڑکی ہو تو ایک بکری نر ہو یا مادہ ہو بھیڑ ہو یا دنبہ ہو
سب درست ہی تفصیل لیکن بکری اور بھیڑ ایک برس سے کم نہو اور دُنبہ چھ مہینے سے
کم نہو اور کچھ عیب دار بھی نہو یعنی جو شرطین اور صفتین قربانی کے جانور مین لازم ہین وہ
سب عقیقے کے جانور مین بھی لازم ہین تنبیہ شرح المقدمہ مین لکھا ہی کہ گائے اور اونٹ
بھی عقیقے مین درست ہی اُسکا ساتوان حصہ ایک بکری کے برابر ہی بشرطیکہ سب
حصہ دارون کی نیت عقیقہ یا قربانی کرنے کی ہو فقط قولہ اور اُسکا گوشت اس طور پر تقسیم

کی حالت مین قرض کا بوجھ سر پر نہ لین عجب اندھیر ہی کہ لوگ نام کے مسلمان رسوم ہنود و کفار
کے پابند اولاد کے ابتداے حمل سے آخر عمر تک ہر ایک شادی و ماتم مین رسومات جہالت و کفر پر
سقدر مصروف و مصر ہو رہے ہین کہ انکو فرض و واجب سے زیادہ جانکر باغ و حویلی بیچکر زر خطیر قرض و ام
لیکر بے حکم خدا اور رسول علیہ السلام کے ان رسومات نہیہ مین اٹھاتے ہین اور دنیا کی ناموری کے
بدلے دین کو برباد کرتے ہین یہانتک کہ اگر کوئی بندہ خدا کا اسکے خوف سے اور شریعت حضرت
محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا کی اتباع کے لحاظ سے کوئی رسم رسومات منہیہ سے ترک کردے تو اسپر
ہزارون طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کرتے ہین اور فی الحقیقت اس لعن و طعن ناحق سے خود ملعون
و مطعون بلکہ کافر و مشرک ہوتے ہین خیر ہمنے کہدیا آگے تمھاری عقل و سمجھ ہی جیسا کروگے ویسا پاؤگے
جس چیز کا بیج ڈالوگے اسی کا پھل کھاؤگے عاقل کو اسیقدر کفایت ہی زیادہ طول ملالت ہی پانچوان
سوال اگر کسی سبب سے لڑکے کا عقیقہ ساتوین دن نہو سکے تو پھر کب تک درست ہی اور اسکے سر کے
بال چاندی یا سونے سے تول کر وہ چاندی سونا حجام کو دینا درست ہی یا نہین اور عقیقے کا گوشت
کس طرح تقسیم کرین اور سری پائے اسکے دے ڈالین یا کھال وغیرہ کے ساتھ زمین مین دفن
کردین اور جیسے کہ قربانی کے جانورون کی ہڈیان توڑنا درست ہی اسکی بھی توڑنا درست ہی
یا نہین جواب علماے حنفیہ کے نزدیک عقیقہ کرنا مستحب ہی وہ کہتے ہین اگر عقیقہ ساتوین دن
میسر نہو تو چودھوین دن یا اکیسوین دن کرین اور اگر بسبب تنگدستی اور تکلیف کے ان دن بھی نہو سکے
تو فرض یا واجب نہین کہ قرض کا بوجھ اپنے ذمے پر لیجیے تنبیہ فتاوای خانیہ مین لکھا ہی کہ علما کا اتفاق
ہی اس بات پر کہ اگر عقیقہ ساتوین یا چودھوین یا اکیسوین دن میسر نہو تو جب میسر ہو تب کرے
اگرچہ سو برس گذر جاوین اسواسطے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ پچاس برس کی
عمر مین کیا تھا انتہی اور رسالۃ الدقیقہ فی مسائل العقیقہ مین لکھا ہی کہ اگر عقیقہ ساتوین دن میسر نہو تو جب
میسر ہو تب کرے لیکن ساتوین دن کا لحاظ رکھے یعنی اگر لڑکا بروز جمعہ پیدا ہو تو جب کرے تو
عقیقہ پنجشنبے کے دن کرے اور جو بروز پنجشنبہ پیدا ہو تو بروز چہارشنبہ اور جو چہارشنبے

تھوڑا یا بہت قصاب کی اجرت مین دینا درست نہین اگر دین تو ضحیہ او عقیقہ درست او مقبول نہ ہو
اب جاننا چاہیے کہ لڑکے کا باپ اگر آپ عقیقے کو ذبح کرے تو بہتر ہے اور جو وہ نہ ہو تو دادا یا چچا یا ان کا
نائب ذبح کرے اور جو یہ بھی نہون تو جو چاہے سو ذبح کرے اور بعد ذبح کے لڑکے کا سر منڈوا کر
چاندی یا سونے کے برابر تول کر بالون کو زمین مین دفن کر دین اور وہ چاندی سونا محتاجون کو خیرات
کر دین اور لڑکے کے سر پر زعفران یا صندل یا کوئی اور چیز خوشبودار ملین عقیقے کا خون اسکے سر پر ملنے
سے پرہیز کرین ہرگز نہ لگا دین کہ یہ رسم جاہلیت کی ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین لکھا ہے کہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ ایام جاہلیت مین ہمارے کسی کے جو لڑکا پیدا ہوتا تو ایک بکری ذبح کرتے اور اسکا خون
لڑکے کے سر کو لگاتے پھر جب سے کہ وقت اسلام کا آیا تب سے ہم لوگ ساتوین دن لڑکے کے پیدا
ہونے سے ایک بکری ذبح کیا کرتے ہین اور لڑکے کا سر منڈوا کر زعفران ملتے ہین اور رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ
اور اسی دن اسکا نام بھی رکھتے ہین فقط قوله اور کتب فقہ مین لکھا ہے کہ عقیقے کے ذبح کے قریب یہ دعا پڑھنا بہتر ہے

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيقَةُ ابْنِي فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُ
هَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّي وَاجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي مِنَ النَّارِ اور رسالہ
عجالة الدقیقة فی مسائل العقیقہ مین لکھا ہے کہ بعد اس دعا کے یہ بھی پڑھے اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

تنبیہ اگر لڑکے کا باپ خود ذبح کرے تو لفظاً لفظاً بعینہ دعای مرقومہ پڑھے اور لفظ فلان کی جگہ اس
لڑکے کا نام کہے اور جو کوئی اور ذبح کرے تو عقیقۃ ابنی کی جگہ عقیقۃ فلان بن فلان کہے یعنی پہلے
فلان کی جگہ اس لڑکے کا نام اور دوسرے فلان کی جگہ اسکے باپ کا نام کہے مثلاً لڑکے کا نام عبداللہ اور
اسکے باپ کا نام عبدالرحمن ہو تو غیر شخص ذبح کرنے والا یون کہے اللّٰهم هذه عقيقة عبد الله بن عبد الرحمن
اور تقبلها منی کی جگہ تقبلها منه اور فداء لابنی کی جگہ فداء لابنه اور جو عقیقہ لڑکی کا یعنی دختر کا ہو

کرنا مستحب ہی کہ سر اُسکا حجام کو اور ایک ران ساری دائی کو یعنی جسنے وہ لڑکا جنایا ہی اُسکو دین باقی گوشت کو تین حصّے کرین خواہ تول کر خواہ اندازے سے پھر ایک حصّہ محتاجون اور مسکینون کو دیکر دو حصّے جو باقی رہے اُسکو پکا کر قریبون اور پڑوسیون کو کھلا دین اسواسطے کہ علما نے لکھا ہی کہ عقیقے کا اور اضحیہ یعنے قربانی کا ایک حکم ہی تائید شرح المقدمہ مین لکھا ہی کہ حکم عقیقے کا مثل قربانی کے ہی اور جو شرطین قربانی مین ہین وہ سب شرطین عقیقے مین بھی ہین اور جیسا کہ گوشت قربانی کا آپ کھانا اور لوگون کو کھلانا اور تصدق کرنا اور رکھ چھوڑنا درست ہی ویسا ہی عقیقے کا بھی درست ہی اور فتاوای تاتارخانیہ مین لکھا ہی کہ عقیقے کے گوشت کو چار حصّے کرین ایک حصّہ فقیرون کو تصدق کرین تین حصّے خویش و اقارب کو کھلا دین اور اگر کسی کو نکھلا دین بلکہ سب آپ ہی کھاوین تو بھی جائز ہی اور مصابیح کی شرح مین اور ملا علیؒ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مین لکھا ہی کہ جو شرطین قربانی مین ہین وہی شرطین عقیقے مین بھی ہین اور جس طرح گوشت قربانی کا آپ بھی کھانا درست ہی ویسے ہی عقیقے کا گوشت بھی آپ کھانا درست ہی اور فتاوی رحمانی مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو جواب مین فرمایا کہ عقیقہ مثل قربانی کے ہی تو آپ بھی کھا اور لوگون کو بھی کھلا فقط **قولہ** اب جاننا چاہیے کہ جب علما نے فرمایا کہ عقیقے اور قربانی کا ایک حکم ہی پس اس صورت مین عقیقے کا گوشت لڑکے کے ماں باپ اور دادی دادا اور نانی نانا کو سب کو کھانا درست ہی اگرچہ مشہور اسکے خلاف ہی اور جس مشہور کی اصل شریعت مین نہو اُسکا کچھ اعتبار نہین اور اُس ذبیحے کی ہڈیان نہ توڑین تو بہتر ہی اور جو اتفاقاً ٹوٹ جاوین تو کچھ قباحت نہین اسواسطے کہ قربانی کی ہڈیان توڑنا کتب فقہ سے ثابت ہی **قولہ** اور دفن کردینا ذبیحے کے پاؤن کا درست نہین کہ مال ضائع ہوتا ہی اور ضائع کرنا مال کا شریعت سے ناجائز ہی پس اگر سری پاؤن کا ساتھ جاتین لیا لے بھی سری کے ساتھ حجام کو دین نہین تو اپنے خرچ مین لاوین ہرگز دفن نہ کرین اور اُسکے چمڑے کو بعد دباغت کے کتابون کی جلد مین یا کسی اور حاجت مین صرف کرین **تنبیہ** عقیقہ اور اضحیہ کا پوست یا گوشت

فائدہ چاہیے کہ اُسکی ہڈیان پھر سے مین بیٹ قربانی طرح گوشت کو دفن کر دین جہان رہگذر نہو فقط ۱۲

فائدہ مثلاً ڈھول یا مشک یا چھلنی یا زین یا مصلی بنا دین یا خیرات کر دین ۱۲

شریک ہو تو وہ بچہ حرام ہو جاوے انتہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگر اونٹ کو نحر کیا یا گائے
بکری کو ذبح کیا پھر اُسکے پیٹ مین بچہ زندہ پایا تو اُسکو بھی ذبح کرکے کھانا درست ہی اور جو مردہ
نکلا اگرچہ ہاتھ پاؤن مین اور سب باتون مین اُس کی خلقت تمام ہو چکی ہو وہ بچہ امام اعظم رحمہ اللہ
کے نزدیک حرام ہی اور بعض کے نزدیک درست ہی چھٹا سوال چھوٹے لڑکون کو زیور
اور حریر پہنانا درست ہی یا نہین اور اگر عورتین اپنے پاس سے مردون کی بغیر اجازت لڑکون
کو زیور یا حریر پہنا دین تو درست ہی یا نہین جواب زیور اور حریر لڑکون کو پہنانا مکروہ ہے
چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ چھوٹے لڑکون کو سونا چاندی اور حریر پہنانا مکروہ ہی اسواسطے کہ جب
استعمال ان دونون کا بڑے مردون کے حق مین حرام ثابت ہوا تو اسیطرح چھوٹے مردون کو
بھی پہنانا حرام ٹھہرا کہ جس کا آپ پہننا حرام ہی اُسکا پہنانا بھی حرام ہی جیسے شراب کا پینا حرام ہی
پلانا بھی حرام ہی اور نصاب الاحتساب مین شرح طحاوی کبیر سے منقول ہی کہ بڑے چھوٹے مردونکو
حریر کا اور سونے چاندی کا استعمال مکروہ ہی انتہی اور اس مقام مین مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد
ہی نہ تنزیہی اور اگر بالفرض عورتین اپنے پاس سے بے حکم اور بے اجازت مردون کے لڑکونکو
زیور یا حریر پہنا دین تو مردون کو لازم ہی کہ فوراً دیکھتے ہی وقت اُنسے اُتار کر دور کرین کہ دور
کرنا حرام چیز کا واجب ہی اور نہین تو عورت اور مرد دونون گنہگار ہونگے مشکوٰۃ شریف
مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے کوئی چیز خلاف شرع دیکھے
تو اُسکو لازم ہی کہ وہ چیز اپنے ہاتھ سے بگاڑ دے اور دور کردے اور جو اتنی طاقت نہ ہو اور
دور نہ کر سکے تو زبان سے منع کر دے اور جو منع بھی نکر سکتا ہو تو اپنے دلمین ضرور ہی برا جانے
سوا ایسے شخص کا ایمان بہت سست اور ضعیف ہی ساتوان سوال رواج ہی کہ جب لڑکا چار برس
اور چار مہینے اور چار دن کا ہوتا ہی تب اُسکا مکتب کرتے ہین اس کی اصل کہان سے ہی جواب
لڑکون کا مکتب کرنا جسکا ہندوستان مین رواج ہی اسطور پر اصول شرع سے یعنی کتاب و سنت
اور اجماع اُمت اور قیاس ائمہ مجتہدین سابقین سے اصل اسکی ثابت نہین پس جب چیز کی اصل

اور اُسکا باپ ذبح کرے تو ابنی کی جگہ بنتی کہے اور مذکر ضمیروں کی جگہ ضمیرین مؤنث کی کہے اور
فقط فلان کی جگہ اس دختر کا نام لے اور جو باپ کے سوا کوئی غیر ذبح کرے تو بنتی کی جگہ فلانۃ بنت فلان
کہے یعنی اگر لڑکی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو یون کہے اللّٰہم ہذہ عقیقۃ فاطمۃ بنت عبدالرحمٰن اور فداءٌ لابنہ کی جگہ
فداءٌ لبنتہ کہے جب یہ دعا پڑھ چکے تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتا ہوا ذبح کرے اور مُنہ ذبیحے کا قبلے کیطرف
ہو غیر طرف کو اُسکا مُنہ کرنا مکروہ ہے اور چار رگین ٹھوڑی کے پاس سے تیز چھری سے قطع کرے یعنی مری
اور حلقوم اور دونون شہ رگ پس اگر چارون رگین کٹین تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہوا اور جو تین
کٹین تو اُسکے حلال ہونے مین اختلاف ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حلال ہے اور
دو ہی رگین کٹین تو بالاتفاق حرام ہوا اور ذبح کرنے مین شرط ہے کہ ذبح کرنے والا اور اُسکا
مددگار مسلمان ہون اور بسم اللہ کہنے سے اور ذبح کرنے کے طریق سے خوب واقف ہون
اگرچہ لڑکا نابالغ یا عورت یا دیوانہ ہو اگر کوئی ناواقف یا کافر و مشرک ذبح کریگا یا ذبح کرنے والا قصداً
بسم اللہ کہنا ترک کریگا تو ذبیحہ حرام ہے اُسکا کھانا درست نہین اور جو سہواً بسم اللہ ترک ہو گئی تو حلال ہے اور
در مختار مین لکھا ہے کہ ایک شخص ذبح کرتا ہو اور دوسرا شخص اُسکی مدد کے واسطے اپنا بھی ہاتھ
رکھکر جلد تر ذبح ہونے کے واسطے زور کرے تو اُسکو بھی بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر دونون
مین ایک بھی بسم اللہ ترک کرے اس گمان سے کہ ایک کا بسم اللہ کہنا کافی ہے تو ذبیحہ حلال نہین اور
بسم اللہ کہنا وقت ذبح کے چاہیے انتہی اور فوائد مین خزانۃ المفتیین اور فتاوی قاضی خان کبیر سے
یون منقول ہے کہ اگر دو شخص ملکر ذبح کرین تو دونون کو بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر کوئی ترک کریگا تو ذبیحہ
حرام ہوگا اُسکا کھانا درست نہین لیکن اس مسئلے کو انواع مین یون بیان کیا ہے کہ اگر بسم اللہ کہنے والا
قوت اور زور کرنے مین قوی ہے تو ذبیحہ حلال ہے اور جو نہ کہنے والا قوی ہے تو مردار ہے اور جو دونون
برابر ہین یا کمی زیادتی قوت کی معلوم نہین تو احتیاط کے واسطے اُسکو نہ کھاوین اور ذخیرے کی
عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ذبح کرنے مین ذابح کا معین و مددگار ہو اگرچہ صرف
ہاتھ یا ٹانگ پکڑے رہے اُسکو بھی بسم اللہ کہنا ضرور ہے اور جو کافر و مشرک یا ہندو اُس ذبح مین

اور دوستون آشناؤن کو تقسیم کرے جیسے طعام ولیمہ بعد نکاح کے اور عقیقہ بعد تولد فرزند
کے مقرر ہی لیکن کسی نعمت کے حاصل ہونے کی اُمید موہوم پر خوشی کرنا مقرر نہین کیا پس اس رسم
مروجہ ہند کے وقت شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا مسنون نہین لیکن بشرطیکہ اپنے فخر اور ناموری کا یا لوگون
کو دکھانے سنانے کا خیال یا رسم کے ادا ہونے کا مطلق دل مین نہو تو کچھ تقسیم کرنا مباح کی
قسم سے ہوگا نہین تو بیشک ممنوع اور مکروہ ہی اور تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہی کہ جب حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورۂ بقرہ سیکھ چکے تو اُنھون نے اداے شکر نعمت کی نیت سے
ایک اونٹ نحر فرماکر دوستون اور یارون کو کھلایا اس روایت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ بعد حصول
نعمت دینی کے خوشی کرنا اور دوستون مین شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا جائز بلکہ مسنون ہی غالب
کہ اسی دلیل سے یورپ وغیرہ کے شہرون مین ختم کلام اللہ شریف کے بعد شیرینی وغیرہ تقسیم کرکے
خوشی کرتے ہین اور اسکو نشرہ کہتے ہین سو یہ بھی جائز اور مباح بلکہ مستحب ہی اور تحصیل علوم
فقہ وحدیث وغیرہ سے فراغت ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوستون آشناؤن
مین تقسیم کرنا اسی قبیل سے ہی واللہ اعلم بالصواب نوان سوال لڑکون کی ختنے مین اور لڑکیون
کے گوشوارے مین شیرینی اور طعام تقسیم کرنا جائز ہی یا نہین جواب لڑکون کے ختنے کے بعد
دعوت کرنا اور کھانا بانٹنا جائز بلکہ مستحب ہی چنانچہ شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ شریف کی عربی
شرح مین ایسا ہی لکھا ہی پس اسی طرح شیرینی تقسیم کرنا بھی جائز اور مباح ہوگا اور لڑکیون کے
گوشوارے یعنی کنچھیدن کے وقت کچھ چیز تقسیم کرنا کسی کتاب مین نہین دیکھا بحسب ظاہر
یہ بھی رسوم اہل ہند سے ہوگا درمختار وغیرہ کتب فقہ مین تو اسی قدر لکھا ہی کہ لڑکیون کے
کان چھیدنا مضائقہ نہین اور فتاوای حمادیہ مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہی کہ لڑکیونکے کان
چھیدنا مضائقہ نہین کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف مین بھی اُسوقت کے لوگ
اپنی لڑکیون کے کان چھیدا کرتے تھے اور آنحضرت نے کبھی کسی کو منع نہین فرمایا اور نصاب الاحتساب
مین بیان کیا ہی کہ لڑکیون کے کان چھیدنا مباح اور لڑکونکا مکروہ ہی پس جو کوئی لڑکون کا

شریعت سے ثابت ہوئی ہین سعی اور رکند ولیمہ نکاح کی طرح پر کرنا مناسب نہین حدیث سے تو
البتہ اسقدر ثابت ہر کہ عبدالمطلب کی اولاد مین جب کوئی لڑکا باتین کرنے لگتا تب البتہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو کلمۂ توحید اور پچھلی آیت سورۂ بنی اسرائیل کی یعنی
قُلِ الحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی لَم یَتَّخِذ وَلَدًا وَّلَم یَکُن لَّہٗ شَرِیکٌ فِی المُلکِ وَلَم یَکُن لَّہٗ وَلِیٌّ
مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرہُ تَکبِیرًا سکھاتے تھے چنانچہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث مین اسطرح لکھا ہر اور
لڑکون کے بولنے کا وقت کوئی مقرر نہین بعض لڑکا دو برس مین اور کوئی کم یا زیادہ مین بولتا ہر
اور حدیث کی متابعت کو علما و فقہا نے بھی فرمایا ہر کہ جب لڑکا بولنے اور باتین کرنے لگے تو اُسکو
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آیۂ کریمہ قُلِ الحمدُ للہِ الذی آخر تک سکھانا اور یاد کرانا چاہیے اور جب
سات برس کا ہو تو اُسکا ختنہ کیجیے سات برس سے زیادہ ختنہ کرنے مین دیر اور توقف کرنا مناسب
نہین اور اسی عمر مین نماز پڑھنے کو بھی حکم کرنا مستحب ہر تاکہ ابھی سے نماز کی عادت پڑے اور لہو و لعب
سے بچے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے لڑکے
سات برس کی عمر کو پہونچین تو انکو نماز پڑھنے کا حکم کرو اور جب دس برس کے ہون تو مار کر نماز پڑھاؤ
اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہر کہ چار برس اور چار مہینے اور چار دن کی عمر مین مکتب کرنے کی
بعض لوگ یون توجیہ کرتے ہین کہ جسوقت پہلی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو
شق کیا تھا اُسوقت عمر شریف آپ کی اسیقدر تھی لیکن اُسکے لکھا ہر اور مشہور یون ہر کہ فی الحقیقۃ
سن شریف آپکا اُسوقت تین برس کا تھا پس اس قول مشہور سے اُن بعض کی دلیل ضعیف ہوگئی
پس ثابت اور صحیح ہوا کہ لڑکون کے پڑھانے کو وقت اور عمر مقرر کرنا شریعت نبوی سے بے اصل
ہر تنبیہ پس جس کام کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو وہ کام لغو ہر فقط آٹھوان سوال مکتب
کی تقریب مین قبل یا بعد شیرینی اور کھانا برادری مین تقسیم کرنا جائز ہر یا نہین جواب شرع شریف
مین یون مقرر ہر کہ جب کسی کو کچھ نعمت دین کی یا دنیا کی حاصل ہو تو حصول نعمت پر خوشی کرے
بلکہ اداے شکر کی نیت سے بقدر طاقت و ہمت کچھ نذر حق تعالی کی نکال کر محتاجون کو

اور قاضی خان مین لکھا ہی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجکو اُسکے وقت کے تقرر کا علم نہین اور کوئی دلیل قطعی اُسکے تعین پر قائم نہین اور صاحبین سے بھی اس باب مین کچھ بیان یہ ثبوت نہ پہونچا اور شمس الائمۃ الحلوائی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ جس وقت لڑکے کو وقت بلوغ تک اُسکی سختی اور درد کے تحمل اور برداشت کی طاقت حاصل ہو اُسوقت اُسکا ختنہ کرنا چاہیے انتہی اور بعضون نے سات برس اور بعضون نے نو برس اور کسی نے دس برس بھی لکھے ہین اور بعض نے ساتوان روز تولد سے تجویز کیا ہی اور قاضی خان مین منقول ہی کہ ختنہ کرنا نو برس کی عمر مین مناسب ہی اور جو اس سے کم مین ہو تو زیادہ بہتر ہی اور اگر نو برس سے کچھ دن زیادہ ہو جاوین تو بھی کچھ قباحت نہین اور بعض شافعیہ لکھتے ہین کہ لڑکے کے ولی پر واجب ہی کہ قبل بلوغ کے ختنہ کردے اور مجمع البرکات مین کنز العباد سے نقل کیا ہی کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ختنہ کرنے کا کوئی وقت معین نہین لیکن لڑکے کا حال دریافت کرے اور اگر اُس مین اتنی طاقت ہی کہ اُسکے درد و رنج کی سختی اور مصیبت کو اُٹھا سکتا ہی تو تاخیر نہ کرے اور جو ضعیف و ناتوان ہی تو وقت طاقت آنے تک تاخیر اور انتظار کرے اور یہی بات سب سے خوب اور صحیح ہے اور صحیح بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ختنہ اسّی برس کی عمر مین اتفاق ہوا اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم کا ختنہ اسّی برس کی عمر مین اور حضرت اسحٰق کا پیدا ہونے سے ساتوین دن اور حضرت اسمٰعیل کا تیرہ برس کی عمر مین ہوا علی نبینا و علیہم السلام پس یہ سنت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اُنکی اولاد مین جاری رہی کہ تیرہ برس کی عمر مین ختنہ کیا کرین شرح سفر السعادۃ مین ایسا ہی لکھا ہی اب جاننا چاہیے کہ قاضیخان مین لکھا ہی کہ جس شخص کا ختنہ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ جسقدر کھال کاٹنا سنت ہی اُس سے کم کٹی پس اگر نصف سے زیادہ کٹ گئی ہی تو البتہ اُسکو حکم مختون کا ہی اور جو نصف سے کم کھال کٹی ہی تو اُسپر حکم مختون کا نہ ہوگا اور جس لڑکے کا ابھی ختنہ نہین ہوا اور اُسکی کھال حشفے کے اوپر کو چڑھ گئی کہ حشفہ نمودار رہی یعنے دیکھنے مین بظاہر ایسا معلوم

کان چھیدے اُسکو تنبیہ اور تعزیر کیا چاہیے تنبیہ چونکہ یہ سوال ختنے کے باب مین تھا اسواسطے
بعض مسائل ضروریہ متعلقہ ختنے کے بیان کرنا اور اِس مقام مین لکھنا بہت مناسب ہی جاننا
چاہیے کہ جمع البرکات مین جو شیخ عبدالحق قدس سرہٗ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح کا منتخب کیا ہی
ینابیع سے نقل کیا ہی کہ باپ کو چاہیے اولاد کا ختنہ کرے آور فتاواے قاضی خان مین
محیط سے منقول ہی کہ ختنہ کرنا امام اعظم اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اور
علماے حنفیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک سنت اور شعار اسلام سے ہی حتی کہ اگر کسی شہر کے
لوگ متفق ہو کر ختنہ کرنا موقوف کردین تو حاکم وقت کو اُن پر جہاد کرنا چاہیے جیساکہ اور
سُنتون کے موقوف کردینے پر کرنا ہی آور اکثر شافعیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے
آور مسند امام احمد حنبل مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختان سُنت ہی مردون کے
واسطے اور موجب کرامت ہی عورتون کیواسطے سو یہ حدیث بھی ختنے کے سُنّت ہونے کی مؤید ہی
قاموس مین لکھا ہی ختان بالکسر کے معنی ختنہ اور اندام نہانی مرد اور عورت کے کاٹنے کی جگہ اِس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتون کا بھی ختنہ کرتے ہین آور خزانۃ الفتاوی مین شرعۃ الاسلام سے منقول ہی
کہ مردون کا ختنہ کرنا سُنّت ہی اور عورتون کے ختنہ کرنے مین اختلاف ہی آدب القاضی مین
مکروہ اور بعض علما نے سُنّت اور بعض نے واجب اور بعض نے فرض لکھا ہی آور عین العلم مین
لکھا ہی کہ عورتون کا ختنہ کرنا مسنون ہی حدیث مین وارد ہی کہ عورتون کا ختنہ کرنا موجب کرامت
کا ہی کہ اُنکا ختنہ کرنے سے اُنکے چہرے پر تازگی اور خوبصورتی آتی ہی اور شہوت سُست ہوتی
ہی اور مجامعت مین لذت زیادہ ہوتی ہی اور خاوند اُسکو بہت دوست رکھتا ہی انتہی آور جیسا
کہ ختنہ کرنے کے سُنت اور واجب اور فرض ہونے مین اختلاف ہی ویسا ہی اُسکے وقت
مین بھی اختلاف ہی کہ کس عمر مین ختنہ کیا چاہیے عین العلم مین لکھا ہی کہ اُس کا وقت سات برس
عمر ہی آور بعض نے پیدا ہونے سے ساتوان دن بھی لکھا ہی اور بعض کہتے ہین کہ ساتوین
روز سے توقف اور دیر کرنا بہتر ہی کہ اِسمین یہود سے مخالفت اور رفع خوف ضرر کا ہے

کے روز بعد زوال کے مسنون اور بروز یکشنبہ مکروہ ہے فقط دسوان سوال ختنے کے وقت
طفل صغیر کو کوئی دوا نشے دار کھلانا اور اُسکے ہاتھ پاؤن کو مہندی لگانا درست ہے یا نہین جواب
جیسا جوان عورت و مرد کو کچھ چیز نشے دار کھانا اور کھلانا حرام ہے ویسا ہی چھوٹون کو بھی حرام ہے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز نشہ لاوے وہ حرام ہے اور جس چیز کے کھانے یا پینے سے
عقل دور ہو اور بیہوشی آوے وہ شراب اور نشہ ہے قولہ اور جیسا کہ مرد جوان کو ہاتھ پاؤن مین
مہندی لگانا حرام ہے ویسا ہی مرد نابالغ کو بھی حرام ہے اور جسطرح جوان عورت کو مہندی کا استعمال
روا ہے ویسے ہی چھوٹی عورت کو بھی روا ہے اسواسطے کہ چھوٹا لڑکا بڑے مرد کا تابع اور اُسکے حکم مین ہے
اور چھوٹی لڑکی بڑی عورت کے اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہے کہ لڑکون کے ہاتھ مین مہندی لگانا
سزاوار نہین اور لڑکون اور لڑکیون کو شراب پینا اور مُردار جانور کھانا حرام ہے اور گناہ مہندی لگانے
کا اور نشہ دار چیز کھلانے کا لگانے اور کھلانے والون پر ہے غرضکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو چیز بڑون کو درست
ہے وہ چھوٹون کو بھی درست ہے اور جو اُنکو ناروا ہے وہ انکو بھی ناروا ہے اور جو چیز فقط مردون کو جائز ہے
وہ لڑکون کو بھی جائز ہے اور جو کہ صرف عورتون کو حلال ہے وہ سب لڑکیون کو بھی حلال ہے پس جب کہ
نشے کی چیز کا استعمال کرنا بڑون کو حرام ٹھہرا تو چھوٹون کو بھی بہرحال حرام ٹھہرا مہندی لگانا صرف
عورتون کو درست ہوا تو چھوٹے بڑے مردون کو حرام ہوا کہ چھوٹے تو بڑون کے تابع ہوتے
ہین گیارھوان سوال دستور ہے کہ نکاح کا دن مقرر کرنے کو دُلھن کی طرف سے دولھا کے
گھر کو حجام اور بھاٹ کے ہاتھ کپڑے بھیجے جاتے ہین اُسکے عوض مین حجام اور بھاٹ کو دولھا کیطرف
سے کچھ نقد یا جنس دیا کرتے ہین یہ دینا درست ہے یا نہین جواب اگر دولھا کی طرف سے بطریق
انعام کچھ چیز حجام اور بھاٹ کو دین تو جائز ہے واجب اور ضرور نہین یعنی دینے والے مختار ہین چاہین
دین چاہین نہ دین اگر نہ دین تو کسی کو زور اور جبر نہین پہونچتا کہ یہ تو ہمارا نیگ اور دستور ہے یا ہمارا حق ہے
سواسطے کہ خوشی کے وقت کچھ انعام دینا تبرع اور احسان کے اقسام سے ہے اور احسان پر کسی کو جبر
اور زور نہین پہونچتا کہ اُسکو دستاویز اور دستور پکڑے چنانچہ تیسرے سوال کے جواب مین بھی اسکا

ہوتا ہی کہ اُسکا ختنہ ہوچکا ہی اور اب اُسکا ختنہ کیا چاہتے ہین تو بغیر سختی اور ایذا کے اُس کی کھال نیچے کو نہین اُترتی اِس صورت مین اگر حجام حاذق سے کہے کہ اسکے ختنہ کرنے مین جسقدر کھال کاٹنا منظور ہی بیشک اُس سے زیادہ کٹ جاویگی تو اس حالت مین اُسکا ختنہ کرنا نچاہیے اس صورت مین اس عذر کے سبب سے ختنہ کرنا مسنون نہین بلکہ یہ سُنت اُسکے ذمے سے ساقط ہی اور اگر کوئی کافر بڈھا ضعیف مسلمان ہوا اور حجام حاذق کہتا ہی کہ اسکو طاقت ختنہ ہونے کی نہین تو اُسکا ختنہ نکرین علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی مسلمان بڈھا ضعیف ہوگیا اور اب طاقت ختنے کی نہین تو اُسکا بھی یہی حکم ہی اور جو شخص کہ قبل ختنہ ہونے کے بالغ ہوگیا اور طاقت ختنے کی رکھتا ہی قدماے حنفیہ اُسکا ختنہ کرنے کو منع فرماتے ہین کہ سُنت کے ادا ہونے مین ترک فرض یعنی کشف عورت جائز نہین اور متاخرین حنفیہ کہتے ہین کہ اگر اس شخص کے مُرتد ہونے کا اور دین اسلام سے پھر جانے کا اندیشہ ہو تو اُسکا ختنہ کرنا بعد بلوغ کے بھی مصلحت وقت ہی اور شافعیہ کے نزدیک ختنہ کرنا فرض ہے اُنکے نزدیک تو بالغ ہو یا نابالغ سبھی کا ختنہ کرنا چاہیے اور عالمگیری مین لکھا ہی کہ جو شخص قبل ختنہ ہونے کے بالغ ہوگیا تو اگر وہ آپ اپنا ختنہ کرسکے تو آپ کرلے اور نہین تو اگر میسر ہو تو عورت ختانہ کے ساتھ نکاح کرے یا اُسکو مول لیوے تو وہ عورت اُسکا ختنہ کردے اسی طرح اگر کوئی شخص خنثیٰ مشکل ہی یعنی اُسکی علامت مرد اور عورت ہونے کی دونون موجود ہین اور وہ ختنہ کرنے سے قبل بالغ ہوگیا تو وہ بھی کسی عورت ختانہ کو خرید کرے یا اُسکے ساتھ نکاح کرلے پھر وہ عورت اُسکا ختنہ کردے اس حالت مین یعنی بالغ ہوجانے کے بعد مرد کو اُسکا ختنہ کرنا مکروہ ہی کہ شاید وہ عورت ہی ہو اور غیر عورت کو بھی اُس کا ختنہ کردینا درست نہین کہ شاید وہ مرد ہی ہو اور اگر خنثیٰ مشکل قریب بلوغ کے نہین پہونچا تو مرد کو اُسکا ختنہ کردینا کچھ قباحت نہین اسواسطے کہ اگر وہ لڑکا ہی تو مرد کو لڑکے کا ختنہ کرنا مضائقہ نہین اور جو لڑکی ہی تو بھی قباحت نہین کہ ابھی غیر مشتہاۃ ہی اور سبب حرمت کا شہوت ہی ہی چنانچہ مطالب المومنین مین ایسا ہی منقول ہی اور جواہر فتاوے مین لکھا ہی کہ ختنہ کرنا ڈرو شنبے

یا کسی اور سے یا کوئی اور فعل حرام دیکھا پھر اُسکو اچھا جانا اور تحسین کیا خواہ اعتقاد سے خواہ غیر اعتقاد سے تو وہ شخص فوراً مرتد ہوگیا اس سبب سے کہ اُسنے حکم شرع کو باطل کیا اور جو کوئی حکم شرع کو باطل کرے وہ مومن نہین کسی مجتہد کے نزدیک اور اللہ تعالی اُسکی بندگی قبول نہین کرتا اور سب نیکیان اُسکی دور کرتا ہی اور اُسکی جورو کو طلاق بائن ہوگئی پھر اگر توبہ اور استغفار کرے تو خیر اور نہین تو اسکو گردن مارنا اور قتل کرنا واجب ہی اسواسطے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنے دین اسلام کو بدل ڈالے تو تم اُسکو قتل کرو لیکن مناسب ہی کہ پہلے اُس سے کہین کہ تو توبہ کر اور ایسی کلمات اور افعال سے باز آ پھر اگر اُسنے توبہ کرلی اور از سر نو اسلام قبول کیا تو بہتر او نہین تو اُسکو قتل کرین اور اگر بر تقدیر کسی نے اُسکو توبہ کرنے کو نہ کہا اور پہلے ہی مار ڈالا تو یہ بات مکروہ ہی لیکن اُس قاتل پر کچھ گناہ نہین اور یہ بھی اُسی کتاب مین لکھا ہی کہ جو شخص شرع کے ایک حکم کا بھی انکار کرے تو اُسکا ایمان صحیح نہین اسواسطے کہ جبتک جمیع احکام شرع کو قبول نہ کرے گا اُسکی تصدیق بالقلب اور توحید یا اقرار زبانی کا صحیح ہونا ثابت نہ ہوگا چنانچہ محمد رحمۃ اللہ نے سیر کبیر مین لکھا ہی کہ جو شخص شریعت کے کسی حکم کا مُنکر ہو تو مقرر اُس شخص نے اپنے لا الہ الا اللہ کہنے کو باطل کیا حکایت کہ جب حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام غصے مین بھرے ہوئے افسوس کرتے اپنی قوم مین تشریف لائے اور سُناکر قوم آواز بلند سے راگ گاتے ہین اور گرد گوسالے کے جو سامری نے بنا دیا تھا ناچتے ہین اور دف اور مزامیر بجاتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہی صورت فتنے کی ہی انتہی پس جس جگہ امورات نامشروع مثل رقص اور آلات لہو یعنی نقارہ اور ڈھول اور تاشہ اور مزمار اور چنگ اور رباب اور آتشبازی اور آرایش وغیرہ موجود ہون خواہ مجلس نکاح مین ہون خواہ کسی اور شادی مین ہون تو اُس جگہ جانا اور اُس مجلس مین شریک ہونا شریعت سے جائز نہین بلکہ مطلق حرام ہی فقہ اور حدیث کی کتابون مین تفصیل تمام منقول ہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے

ف۱ یعنی حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا ۱۲ ف۲ ان شرائط مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس مجلس مین کوئی شخص فاسق موجود ہو مثلاً داڑھی منڈاتا ہو یا کپڑے اُسکی خلاف شرع ہون یا حریر یا زیور طلائی یا نقرئی سوا ے انگوٹھی مشروعہ کے پہنے ہو یا پائجامہ نیچا خلاف شرع ہو یا کوئی اور ایسی چیز ہو تو وہان بھی کسی کو جان بوجھکر جانا درست نہین اور جو نادانستگی سے چلا جاوے تو لازم ہی کہ اُسکو سمجھا کر وہ چیز خلاف شرع دور کرواکر اور آیندہ کو توبہ کروا دے اگر وہ فاسق توبہ کرے اور چیز خلاف شرع دور کرے تو وہان بیٹھے نہین تو ناخوش ہوکر چلا آوے اور جو منع نہ کرے گا اور وہان خوشی سے بیٹھے گا تو وہ بھی مواخذے مین پڑے گا ۱۲

بیان ہوچکا بار تھوان سوال اگر کوئی شخص دولہا کی یا دلہن کیطرف کا آپس مین یون کہے کہ ہمکو تو اس ملک کے رسومات مروجہ پر عمل کرنا ضرور ہی خواہ شریعت کے موافق ہون خواہ مخالف اسواسطے کہ جس شادی کی محفل مین راگ رنگ اور ڈھول تاشے اور آرایش وغیرہ نہون تو وہ شادی کب ہی بلکہ مُردے کا تیجا اور موت کی مجلس ہی سو ہم تو شادی وغمی مین پابند رسومات اہل زمانہ کے ہین ہم اپنے گھر جاتے ہین سو کرتے ہین اپنے فعل کے مختار ہین تم اپنے گھر جا ہو سو کرو عیسے بدین خود موسیٰ بدین خود ہم پر تمھارا زور اور حکومت نہین اس صورت مین ایسی باتین کرنے والے پر شرع شریف سے کیا حکم ہی اور طرف ثانی جو پابند حکم خدا ورسول کے ہین وہ اُس محفل مین شریک ہون یا نہ ہون جواب ایسے کلمات بیہودہ زبان پر لانا کمال بے ادبی اور بہت بُرا ہی اور خوف زوال ایمان کا ہی کہ خدا ورسول کے احکام باحترام کو رسومات اہل زمانہ کے مقابلے مین سبک اور سہل جاننا اور رسومات کا پابند ہوکر انکا حکم پکڑا اور امور دُنیا کو کار آخرت پر فضیلت دی باوجودیکہ اکثر ان رسومات مین بدعت اور گمراہی اور کفر ہی معاذ اللہ من ذلک ذخیرہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلانے قدے مین شریعت کفر کا حکم یون ہی وہ اسکے جواب مین کہے کہ ہم تو پابند رسومات کے ہین احکام شریعت کے پابند نہین وہ شخص بعض علما کے نزدیک کافر ہوگیا اور گناہ کبیرہ مین توکچھ شک ہی نہین پس اُسکو واجب ہی کہ جلد توبہ اور استغفار کرے اور رسومات خلاف شرع کو بد جانکر ان سے باز آوے اگر توبہ نہ کرے گا اور باز نہ آویگا تو مقرر یہ اصرار اسکا کفر کو پہونچا دیگا تائید اور تفسیر موضح القرآن مین لکھا ہی کہ اگر کوئی کسی سے تعرض نکرے اور رجانے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود یہ راہ مسلمانی کی نہین سوا اسلام مین کفر کی رسمین داخل نکرو اور اسی تفسیر مین یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کے فائدے مین لکھا ہی کہ معلوم ہوا سیاہ مُنھ اُنکے ہونگے جو مسلمانی مین کفر کرتے ہین یعنی مُنھ سے کلمۂ اسلام کہتے ہین اور عقیدہ خلاف اُسکے رکھتے ہین سب فرقے گمراہی حکم رکھتے ہین فقط قول اور فتاوای حمادیہ مین امام شہاب الملۃ والدین کے رسالے سے اور انھون نے نوادر البرہان سے اور انھین مبسوط سے نقل کیا ہی کہ ابو نصر دبوسی نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہی کہ جس شخص نے راگ سناڈ وم سے

تائید اور عین العلم مین لکھا ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جسوقت فتنہ غالب ہوا ور اُس فتنے کی
برائی اور قباحت کا جاننے والا چپ رہے تو اُسپر خدا کی لعنت ہو اور نہین تو یکسو ہونا لازم ہی یعنی عالم
کو چاہیے کہ چپ نہ رہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سناوے اور جو طاقت نہین رکھتا ہی تو الگ
ہو جاوے اور اہل فتنہ و فساد کے ساتھ شامل نہو اور روضہ مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بعض لوگ میری اُمت سے قیامت کے دن بندرون اور خوکون کی صورت مین اُٹھائے
جاوینگے اس سبب سے کہ طاقت اور قدرت ہوتے ہوتے اہل معاصی کو گناہ سے باز نہ رکھا
اور منع کرنے مین سُستی اور مداہنت کی اور رسالہ بدعت مین لکھا ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب
ہی اگر مقدور رکھتا ہو تو ممنوع اور خلاف شرع چیز کو ہاتھ سے بگاڑ دے اور جو نہین تو زبان سے
منع کر دے اور جو زبان سے منع کرنے کی بھی طاقت نہین رکھتا یا اپنا کہنا مفید اور مؤثر نہین جانتا تو
دل سے ضرور مکروہ جانے اور اُس اہل منکر کی صحبت ترک کرے اگر اسقدر بھی نہ کریگا تو اُس کے
وبال مین آپ بھی شریک ہوگا دنیا مین بھی دین مین بھی اسواسطے کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ فرض ہے
قولہ[۱] اور طرف ثانی یعنے جو لوگ کہ تابع حکم خدا اور رسول کے اور پابند احکام شریعت کے ہین اُن کو
کسی طرح اُس مجلس مین اور جس جگہ منکرات شرعیہ ہون جانا جائز نہین اور تفصیل اسکی ولیمۂ نکاح مین بخوبی
معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی تیرھوان سوال رسم اور دستور ہی کہ نکاح سے کئی روز پہلے دلھن
کو ایک علیحدہ مکان مین چھپا کر بٹھلاتے ہین یہانتک کہ اُس مکان کے صحن مین بھی نہین نکلنے دیتے یہ درست
ہی یا نہین اور یہ بھی رسم ہی کہ ہر ایک شادی مین اپنایت کے لوگ کچھ نقد یا جوڑے کپڑون کے بطریق نیوتہ

ف[۱] فائدہ یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑین تو اُس مجلس سے سرک جانا چاہیے اور اگر خطرہ اور اندیشہ ہو کہ باتون مین مشغول ہو کر سرکنا
بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت اُن مین بیٹھنا موقوف کرے اور یہ بھی سورۂ شعراء مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تو اپنے
بازو نیچے رکھ اُنکے واسطے جو تیرے ساتھ ہین ایمان والے پھر اگر تیری بے حکمی کرین تو کہدے کہ مین الگ ہون تمہارے کام سے فائدہ یعنی
ایمان والون کو شفقت مین رکھ اور جو کوئی خلاف حکم خدا کے کرے اُس سے بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ ف[۲] فائدہ ان سب آیات و
روایات کے مضمون سے ثابت ہوا کہ علما کو لازم ہی کہ حتی الامکان عوام کو امور نامشروع پر آگاہ اور خبردار کرے کہ اُنکو ارتکاب سے
باز رکھین اگر اُنکا کہنا مانکر خلاف شرع کو چھوڑ دین اور راہ راست پر آوین تو فہو المراد اور جو نہین تو علما اُنسے ملنا اور ملاقات کرنا چھوڑ دین اگر نہ
چھوڑینگے تو علما بھی اُسکے ساتھ وبال مین پڑینگے اور علمائے بنی اسرائیل کی طرح ملعون ٹھہرینگے واللہ اعلم بالصواب فقط ۱۲

تفسیر تحفۃ الطالبین میں فرمایا ہی کہ مجلس نکاح وغیرہ میں جانا درست ہی بشرطیکہ وہ مجلس منکرات شرعیہ سے
خالی ہو اور جو اُس مجلس میں کوئی چیز منکر یعنے خلاف شرع ہو مثلاً ڈھول یا تاشا یا بربط یا طنبور یا سنے
یا سباب یا سارنگی وغیرہ تو اُس مجلس میں بیٹھنا بلکہ جانا درست نہیں اسواسطے کہ یہ چیزیں سب
حرام ہیں پس ہر مسلمان کو واجب ہی کہ جمیع امورات منہیہ شرع سے دور بھاگے اور کسی مقدمۂ دینی
اور دنیوی میں ماں باپ اور بھائی بند اور دوست آشنا کی خاطرداری کو کبھی خلاف حکم خدا اور رسولؐ
کے نہ کرے تائید اللہ صاحب نے سورۂ مجادلہ کے آخر میں پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب
ہو کر فرمایا ہی کہ تو نہیں پاویگا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اسیون
سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اُسکے رسولؐ کے اگرچہ اپنے باپ ہون یا بیٹے ہون یا اپنے بھائی
ہون یا اپنے گھرانے کے اُنکے دل میں تو لکھدیا ہی ایمان اور اُنکی مدد فرمائی اپنے غیب کے فیض سے
اور اُنکو داخل کرے گا باغون میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں سدا رہیں اُن میں اللہ اُن سے راضی اور
وہ لوگ اللہ سے راضی وہ ہیں جتھے اللہ کے سُنتا ہی جو جتھا اللہ کا ہی وہی مراد کو پہونچے یعنی وہ
دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہون وہی لوگ سچے ایمان والے ہیں
اور اُنکو یہ کچھ درجے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اپنایت کے لحاظ سے یا کسی اور کی خاطر
سے خلاف شرع کام کریں اور مضائقہ نہ جانیں پھر دعویٰ ایمانداری کا رکھیں وہ جھوٹے ہیں ایمان اُنکا سلامت
نہیں فقط قولہ اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت بنی اسرائیل
گناہ کرنے لگے تو اُنکے علما نے اُنکو کہا کہ اعمال و افعال خلاف شرع سے باز آؤ اور گناہون سے
بچو اُنھون نے عالمون کا کہنا نہ مانا اور گناہون سے باز نہ آئے پھر عالمون نے اُنکو اپنے پاس بٹھایا اور
ساتھ کھانا کھلایا تب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک کا دل دوسرے کے دل پر مارا اور مختلط کر دیا یعنی اُنکے
درمیان میں دشمنی اور پھوٹ پڑ گئی پھر لعنت کی اللہ نے اُنکو داود کی زبان پر اور عیسیٰؑ کی زبان پر یہ
اس سبب سے کہ وہ لوگ بے حکم ہوئے اور حد پر نہ رہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی کہ تو بعد نصیحت سُنا دینے کے قوم بے انصاف کے پاس مت بیٹھ

اپنے ذمے پر قرض کرلینا بہتر نہین پس نیوتہ دینا بشرطیکہ نہ ہی ناموری اور فخر کا لحاظ نہو تو امر مباح ہو اُسکے
واسطے قرض لیکر دینا بُرا ہی **چودھوان سوال** رسم ہو کہ لڑکون اور لڑکیون کی شادی مین اُن کے
ننہال کی عورتین جمع ہوکر کچھ زیور اور کپڑون کے جوڑے اور نقد اپنے ساتھ لاکر اُنکے مان باپ کو دیتی ہین
اور کبھی کبھی ننہال والے اُنکی شادی کا سب خرچ اپنے ہی ذمے پر اُٹھا لیتے ہین یہ طور شریعت سے درست
ہی یا نہین **جواب** اسطرح کا دینا لینا موافق اصول شرع کے جائز ہی بشرطیکہ لینے والا نکوئی اور صلہ رحم کی نیت
سے دیوے اور قرض بھی لینا نہ پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نکوئی اور صلہ رحم کی راہ سے حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایسا معاملہ فرمایا کرتے تھے پس ایسے وقت مین اسطرح کی چیزین نیک نیت سے دینا
بلا کراہت مباح بلکہ مستحب ہی اور جو فخر اور ناموری کی نیت سے کچھ دے اور خرچ کرے کہ لوگون مین شہرت
اور بڑائی ہو تو ہرگز جائز نہین بلکہ مکروہ ہی اسواسطے کہ مال خرچ کرنے مین تفاخر اور ناموری ممنوع ہی مشکوٰۃ شریف
مین صحیح مسلم سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تمھاری صورتون اور مالون کو نہین
دیکھتا بلکہ تمھارے دلون اور عملون کو دیکھتا ہی **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ شادی مین اس دینے کا نام بھات ہی
اور فی الحقیقۃ اصل اس رسم کی مشرکین ہند کے یہان سے ہی ہنود کے یہان مقرر رہے کہ شادی
سے چند روز سابق دولھا اور دلھن کے ننہال والی عورتین یہ سب اسباب مذکورہ اپنے ساتھ لیکر
گاتی بجاتی ڈھول تاشون سے کوچہ و بازار مین شہرہ کرتی بڑی دھوم دھام سے آکر دولھا اور دلھن کے
مان باپ کو دیتی ہین اسی سبب سے اس رسم کا نام بھی مثل چھوچھک اور رنڈھا وغیرہ کے ہندی زبان
مین بھات مقرر ہوا ہی سو یہ رسم بھی مثل اور رسوم ممنوعہ کے ہند کے مسلمانون نے بھی پسند کرکے اپنے
یہان جاری کرلی ہی اور خوب ظاہر ہی کہ اس دینے مین سوائے اپنی ناموری اور فخر کے اور بجز
شہرہ و نمود کے نکوئی اور صلہ رحم کا نام و نشان بلکہ وہم و گمان بھی نہین اسواسطے کہ اگر صرف
نیکی اور رفع حاجت اہل شادی کا لحاظ ہوتا تو جو کچھ اپنے مقدور کے موافق ہوتا چپکے سے
اُنکے حوالے کرتے اور ہنود کے بھات کی طرح دھوم دھام اور ڈھول تاشے اور راگ و رنگ کے
ساتھ کوچہ و بازار مین ہر ایک خاص و عام کو دکھلاتے ہوئے کیون لیجاتے اور اپنی بےمقدوری

آپس مین دیا کرتے ہین سو جائز ہی یا نہین جواب قبل نکاح کے دلھن کو چند روز علیحدہ بٹھلانا مباحات کے اقسام سے ہی کرنا نکرنا دونون برابر ہی لیکن امر مباح کے کرنے یا نہ کرنے پر مُصر ہونا اور اُسکا جانانا اور کدکرنا بُری بات ہی ملا علی قاری نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مین لکھا ہی کہ جو شخص کسی امر مندوب و مستحب کے کرنے پر اسقدر مصر اور مؤکد ہو کہ اُسکا کرنا اور عمل مین لانا بطور فرض و واجب یا سنت مؤکدہ کے جانے اور کبھی کبھی ترک نہ کیا کرے اور جو امر کہ مباح ہو کہ اُسکے کرنے کی رخصت ہی اُسپر کبھی کبھی عمل نکرے یا رخصت پر عمل کرنا مکروہ جانے تو مقرر شیطان نے یہ اصرار اُسکے دل مین ڈالکر اُسکو گمراہ کیا ہی اور راہ راست سے بہکایا ہی سو اُسکا کیا حال ہوگا جو بدعت اور ممنوع بات پر اصرار کرے انتہی تنبیہ ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ جو امر مباح ہی یعنی جسکا کرنا نکرنا برابر ہی اُسکو بھی گاہ گاہ عمل مین لایا کرے تاکہ وہ امر مباح حرام ثابت نہو اور جسکا کرنا مندوب و مستحب ہی یعنی اُسکو عمل مین لانا موجب ثواب کا ہی اور نکرنے سے کچھ گناہ نہین اُسکو کبھی کبھی ترک بھی کیا کرے تاکہ اُسکا حکم فرض و واجب یا سنت مؤکدہ کا سا نہو جاوے لازم و واجب جاننا امر مباح و مستحب کا اور بطور فرائض و واجبات اُسکے کرنے پر مُصر ہونا اغواے شیطانی ہی بلکہ قطع نظر امر مندوب کے گاہ گاہ بہ نیت اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کو بھی ترک کرنا سنت ہی تاکہ اُسکا حکم واجب کا سا ثابت نہو مالابدمنہ مین لکھا ہی کہ اقامت اور اطمینان کی حالت مین نماز فجر اور ظہر مین طوال مُفصّل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر و عشا مین اوساط مفصل یعنے بروج سے سورۂ بینہ تک اور مغرب مین قصار مفصّل یعنی سورۂ بینہ سے آخر قرآن تک پڑھنا سُنّت ہی لیکن اُسکو لازم کرلینا اور ہمیشہ اسی طور سے پڑھنا مسنون نہین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نماز فجر مین معوذتین اور کبھی نماز مغرب مین سورۂ طور اور سورۂ نجم اور سورۂ مرسلات پڑھی ہین انتہی[1] قولہ اور رسم نیوتے کی جو آپس مین بطریق مدد و اعانت ہر ایک شادی کے وقت مقرر ہی سو مباح ہی بلکہ نیکی اور صلۂ رحم کی قسم سے ہی چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق صلۂ رحم کی نیت سے خرچ کرین اور بے مقدوری کی حالت مین قرض کا بار نہ اٹھاوین کہ ایسے مباح کامون مین قرض کا بوجھ اٹھاکر اُسکا ادا کرنا

[1] فائدہ یعنے گاہ گاہ اتفاقاً اُس کے خلاف بھی پڑھنا مسنون ہے فقط ۱۲

دس دینار اور دس درم اور ایک اوڑھنی اور ایک پیراہن یعنی کرتا اور ایک ازار یعنی لنگ
اور ایک چادر بڑی اور ایک من دس سیر یعنی سوا من جنس کھانے کی قسم سے اور تین صاع
یعنے تین من چھوہارے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجے انتہی اب جاننا چاہیے کہ یہ زید متبنی یعنے
لیپالک بیٹے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہ زینب بنت جحش آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھین جس دن اُن دونون کا نکاح آپس مین منعقد ہوا اُسی دن یہ چیزین
پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ متکفل اور ذمہ دار نکاح زید کے تھے زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجین
لیکن ان چیزون کے ساتھ کچھ زیب و آرایش اور دھوم دھام کا ہونا جو اس ملک مین رائج ہی
اصلا عمل مین نہ آیا اس سے ثابت ہوا کہ اس طرح کی چیزین دولہا کی طرف سے دُلہن کو بطور
ہدیہ بغیر زیب و آرایش وغیرہ محض بلحاظ ادائے سُنت بقدر طاقت بے آمیزش نیت اظہار فخر و
شوکت بھیجنا جائز بلکہ مستحب ہی پس مسلمان کو لازم ہی کہ جس بات کی اصل شریعت سے ثابت
ہو اسکو عمل مین لاوے اور بے اصل بات کے گرد نہ جاوے بلکہ بہت پرہیز کرے اور ناموری
و نمود کے واسطے یا بند رسومات جاہلیت کا ہو کر کسی بات مین اسراف نہ کرے یعنی مال وغیرہ
کو بیجا خرچ نہ کرے اور بے موجب شرعی کہین نہ اُٹھاوے اور آرایش وغیرہ مین صریح
اسراف اور بے ادبی اور گناہ ہی کہ جس کاغذ پر حق تعالی کا نام لکھا جاوے اُسکو جلادے یا آرایش
بنا کر پامال کرے مرآۃ الصفا فی سنۃ المصطفے مین لکھا ہی کہ کاغذ قرطاس ہی اور قرطاس پر نام حق تعالے
کا لکھتے ہین سو کاغذ کے درخت او آرایش وغیرہ بنانے والا اور بنوانے والا اور اس فعل پر
راضی ہونے والا سب عذاب مین گرفتار ہوتے ہین انتہی اور حنابندی یعنی مہندی لگانا مرد بالغ
بلکہ نابالغ کو بھی کسی وقت مین درست نہین شادی یا غیر شادی مین تھوڑی ہو یا بہت چنانچہ
ذکر اسکا دسوین سوال کے جواب مین تفصیل مذکور ہوچکا اور کتاب اشباہ و نظائر مین یون لکھا ہی
کہ جو چیز مرد پر حرام ہی وہ چھوٹے لڑکون کو بھی حرام ہی پس بڑون کو جائز نہین کہ چھوٹے
لڑکون کو شراب پلادین یا حریر و زیور پہنا دین یا ہاتھ پاؤن کو مہندی لگا دین اور نصاب الاحتساب

اور محتاجی کی حالت مین ڈوبے پڑے رہے سوائے دنیا قبول کرکے قرض کا بوجھ اپنے ذمے پر کس واسطے لیتے اور باغ و حویلی اور اسباب گھر کا کیون بیچتے اور رسم اگر نہ سمجھتے تو ادنی و اعلی غریب و امیر صرف یہی اسباب معینہ مذکورہ کو بھیجنا ضرور کیون جانتے بلکہ دولہا اور دلہن سگے اولیا اگر دولتمند ہوتے تو اُنکی دولتمندی کی صورت مین اُنکے ننہال والے اُنکو کچھ بھی نہ دیتے سُو اس ہندوستان کے مسلمانون نے رسوم ہنود و مشرکین کو اسقدر لازم پکڑا اور واجب جانا ہے کہ کسی حال مین اور کیسی ہی تکلیف و تصدیع مین گرفتار ہون قرض و دام لیکر مال و اسباب بیچکر رسومات معمولی پوری ادا کرتے ہین علی ہذا القیاس اس رسم کو بھی بہر حال پورا ادا کرتے ہین اولیا عروس و داماد کو کسطرح کی حاجتین کیون نہون وہ لوگ یہی اسباب معینہ بنام نہاد رسم قدیم انکو دیا کرتے ہین اگر رسم نجانتے اور بہ نیت صلۂ رحم کے دیتے اور فخر و ناموری کا خیال نہ ہوتا تو جس صورت مین کہ فریقین کے اولیا کنگال محتاج ہوتے اور کسی چیز کی اُنکو حاجت مشروعہ اور ضرورت شاقہ پیش ہوتی تو البتہ یہ لوگ اُسوقت بقدر اپنی حیثیت اور مقدور کے اُن کی حاجت روائی کرتے اور تعین و تخصیص اسباب مقررہ مسطورہ کی نکرتے اور اپنی بیمقدوری کی حالت مین یا اُنکی دولتمندی کی صورت مین قرضدار اور زیر بار ہوتے فقط پندرھوان سوال ساچق کا دن مقرر کرنا اور اُس دن میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑون کا جوڑا دولہا کی طرف سے دُلھن کے واسطے بھیجنا درست ہے یا نہین اور بعد ساچق کے مہندی کا دن مقرر کرکے اُس دن دُلھن کی طرف سے اُسکی بہن کے یا کسی اور لڑکی کے ساتھ دولہا کے گھر مہندی بھیجکر دولہا کے ہاتھ پاؤن کو مہندی لگانا درست ہے یا نہین جواب میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑے وغیرہ دولہا کی طرف سے دُلھن کیواسطے بھیجنا درست ہے بلکہ سنت لیکن کوئی دن مقرر نہین چنانچہ ان چیزون کا بھیجنا بطور ہدیہ و تحفہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رض کا نکاح زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا تو بی بی زینب رض زید کے پاس خلوت کے وقت داخل ہوئین اور جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے

صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید تھا اور آنحضرت لباس سفید کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہی کہ اے لوگو لباس سفید پہننا لازم پکڑو آپ بھی سفید لباس
پہنا کرو اور اپنے مُردوں کو بھی سفید کفن دیا کرو کہ سفید کپڑا سب کپڑون مین بہتر ہی اور ایک حدیث
مین یون وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ سفید لباس پہنا کرو کہ یہ تو بہت طاہر
اور طیب ہی اور اپنے مُردون کو بھی سفید ہی کفن دیا کرو اور بُستان فقیہ ابی اللیث مین لکھا ہی
کہ سفید کپڑا پہننا مستحب ہی فقط قولہ علی ہذا القیاس لباس سبز اور سیاہ اور زرد بھی جو زعفرانی اور
مشابہ بزعفرانی نہو جائز ہی اور لباس زرد کُسم کا رنگا ہوا بھی مکروہ ہی اور جو لباس سُرخ کہ سوائے
کُسم کے کسی اور چیز مین رنگا ہو اُسکے استعمال مین علما کا اختلاف ہی اُسکا بھی استعمال کرنا
بہتر نہین فتاوائے حمادیہ مین بروایت حسن رضی اللہ عنہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ سُرخ رنگ سے بچتے رہو کہ وہ تو شیطان کی زینت ہی اسواسطے کہ شیطان
سُرخ رنگ کو دوست رکھتا ہی اور تفصیل اسکی اٹھارھوین سوال کے جواب مین بھی معلوم ہوگی
انشاء اللہ تعالے اور دولھا کو سوار کرکے باجون کے ساتھ اظہار شان وشوکت کے واسطے
کوچہ و بازار مین پھرانا درست نہین چنانچہ مولنا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے اپنی بعض تالیفات
مین رسومات شنیعہ نکاح کی بیان کی ہین اُن مین یہ بھی ہی کہ دولھا کو سوار کرکے بے ضرورت
شہر مین پھرانا جائز نہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اے لوگو تم ویسے مت ہو جاؤ جیسے وہ لوگ
کہ نکلے اپنے گھرون سے اتراتے اور لوگون کو دکھلاتے یعنی جہاد عبادت ہی پر اترانے اور
اور دکھاوے کیلیے کوئی اگر جہاد کرے تو قبول نہین اسی طرح ضرورت کو سواری پر سوار ہونا جائز ہے
بے ضرورت شہر مین سوار ہوکر پھرنا اور اترانا اور لوگون کو دکھلانا جائز نہین اور مال کا بیجا خرچ
کرنا اور آتشبازی چھڑانا اور کاغذ کے درخت اور پھول اور جانور وغیرہ
سے آرایش کرنا اور ڈھول تاشے بجانا اور کھیل کود مچانا اور دیوارون اور چھتون کو زینت
زینت کیواسطے کپڑے سے چھپانا اور بعد نکاح کے دولھا کے پاس غیر عورتون کو آنا

مین یہ بھی لکھا ہی کہ ہاتھ پاؤن کو مہندی لگانا مردون کو درست نہین بڑے ہون یا چھوٹے اور
عورتون کو اپنے ہاتھ پاؤن مین لگانا مضائقہ نہین پس شریعت سے ثابت ہوا کہ جیسا مردون
کو سونے چاندی کا اور حریر کا استعمال درست نہین ویسا ہی مہندی کا بھی استعمال درست نہین اگرچہ چھوٹے
لڑکے ہون اور عورتون کو یہ سب مباح ہی اگرچہ چھوٹی لڑکیان ہون چنانچہ فتاوای حمادیہ مین کنز العباد
سے منقول ہی کہ مہندی کا لگانا عورتون کو سنت ہی اور سوائے عورتون کے سب کو مکروہ ہی یعنے
بڑے چھوٹے مردون کو اور خنثے کو اسواسطے کہ اسمین عورتون کے ساتھ مشابہت ہی اسیطرح
عورتون کو مشابہت مردون کی مکروہ ہی اور فتاوای کبری اور ظہیریہ مین لکھا ہی کہ لڑکون کے ہاتھ پاؤن
کو مہندی سے رنگین کرنا درست نہین کہ اسمین زینت ہی اور زینت عورتون کو مباح ہی انتہی پس تحقیق ثابت
ہوا کہ یہ رسم مہندی کی جو دلہن کی طرف سے دولہا کے ہاتھ پاؤن مین لگانے کو مقرر ہی سو سراسر
باطل اور مطلق حرام ہی او رفعل حرام ہی اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہی اور گناہ کبیرہ پر اصرار کرنا قریب
بکفر ہی تنبیہ شرح عقائد نسفی اور تکمیل الایمان وغیرہ کتب عقائد وکتب فقہ مین کسی گناہ کبیرہ یا صغیرہ کو حلال
جاننا یا سبک و سہل سمجھنا کفر لکھا ہی معاذ اللہ من ذلک فقط **ساٹھواں سوال** دولہا کو قبل نکاح کے
بے ضرورت شرعی غسل دینا اور لباس سفید یا رنگین سوائے سرخ رنگ کے پہنانا
اور سوار کرکے کوچہ وبازار مین گشت دینا درست ہی یا نہین **جواب** یہ غسل بیجا جت
مسنونات اور مستحبات شرعیہ سے نہین اگر صرف بدن کی صفائی اور خوبی کے لحاظ سے غسل
کرین تو مباح ہوگا اور جس مباح کو کہ اکثر جاہل لوگ واجب یا سنت سمجھکر عمل مین لاتے
ہین وہ امر مباح مکروہ ہوجاتا ہے چنانچہ بیان اسکا اوپر ہوچکا اور لباس سفید پہنانا
البتہ درست ہی فتاوای حمادیہ مین شرعۃ الاسلام سے نقل کیا ہی کہ سب رنگون مین
رنگ سفید بہتر اور مستحب ہی اور سبز رنگ مین نظر کرنے سے آنکھون مین روشنی اور
بینائی زیادہ ہوتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبز چادر اوڑھی ہی انتہی تائید اور
رسالہ آداب لباس مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ اکثر لباس آنحضرت

دھوڈالون آپ نے فرمایا بلکہ انکو جلادے اور حدیث صحیح مین انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مردون کو زعفرانی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے یہ سب
حدیثین مشکوۃ شریف مین موجود ہین اور فتاوای حماویہ مین خانیہ سے منقول ہے کہ مردون کو زعفران
و کُسم اور ورس مین رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا مکروہ ہے انتہی اور مرد کو استعمال چاندی کا سونے
کی طرح حرام ہے اسواسطے کہ چاندی بھی سونے کے حکم مین ہے چنانچہ ہدایہ کی عبارت سے
سابق معلوم ہوچکا تائید مالابدمنہ مین لکھا ہے کہ چاندی اور سونے کا زیور اور کسمی اور زعفرانی
کپڑا اور حریر یہ سب چیزین عورتون کو پہننا حلال ہے اور چھوٹے بڑے مُردون کو حرام ہے
مگر انگوٹھی چاندی کی اور گُندن سونے کا گرد نگینے کے اور حریر وغیرہ کا سنجاف بقدر عرض
چار انگشت کے جائز ہے اور زیادہ تکلف پوشاک پہننے مین واسطے تکبر اور اسراف کے
حرام ہے اور مکروہ آور ایک روایت مین جمیع رنگ سُرخ مردون کو مکروہ ہے انتہے اور شیخ عبدالحق
قدس سرہ نے بھی رسالۂ آداب لباس مین لکھا ہے کہ چھوٹے بڑے مُردون کو استعمال
حریر کا حرام ہے اور عورتون کو جائز ہے انیسوان سوال چاندی کا یا سونے کا سہرا اور پھولون
کا ہار یا سہرا دولھا اور دُلھن کے سر پر ڈالنا اور دونون کے ہاتھ مین کنگنا باندھنا
درست ہے یا نہین جواب سہرا سونے کا ہو یا چاندی کا مردون کو ہرگز جائز نہین مردونکو
استعمال سونے چاندی کا مطلق حرام ہے بیان اسکا چھٹے سوال کے جواب مین گذرا
مگر انگوٹھی چاندی کی جس مین مہر ہو قریب ایک مثقال کے اگر پہنے تو مباح ہے چنانچہ
مشکوۃ شریف مین صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ مین
انگوٹھی کس چیز کی بناؤن آپ نے فرمایا چاندی کی لیکن وزن مین ایک مثقال سے کم ہو
اسیطرح فقہ کی کتابون مین بھی لکھا ہے کہ مرد کو اس وزن کی انگوٹھی کے سوا
استعمال چاندی کا بھی سونے کی طرح ہے اور عورتون کو استعمال دونون کا جس قدر ہو جائز ہے
لیکن سہرا سونے چاندی کا عورتون کو بھی باندھنا مکروہ ہے کہ ایمین کفار کے ساتھ مشابہت ہے

اور اس سے باتین کرنا اور اسکے ناک کان کو ہاتھ لگانا اور دُلھن کے بدن پر نالون سے کے ٹکڑے رکھکر دولھا کے منھ سے گا سے بکری کی طرح چگوانا اور خلوت کے وقت دولھا دُلھن کے پاس غیر کو حاضر کرنا یا چھپ کر جھانکنا یہ سب بدعت اور حرام ہے انتہی یعنی مولنا شاہ عبدالعزیز کے قول کا مطلب تمام ہوا اور جو دُلھن کا گھر کسی اور شہر مین اور گانون مین یا دور محلے مین ہو تو سوار کرنا دولھا کو اور بسبب ناچاری کے براتیون کو پیادہ پا جانا مضائقہ نہین سترھوان سوال دولھا کو جسوقت لباس شہانہ وغیرہ پہناتے ہین تو اُسوقت برادری کے لوگ اپنے اپنے مقدور موافق حجام کو کچھ دیتے ہین یہ درست ہے یا نہین جواب اُسوقت مین کچھ حجام کو دینا احسان اور تبرع کے اقسام سے ہے درجہ اباحت رکھتا ہے چاہین دین چاہین ندین ندینے پر کچھ ملامت کسی پر عائد نہین اور حجام کو معمول سمجھکر جبر نہین پہونچتا چنانچہ اسکا مذکور بدعات ہو چکا اٹھارھوان سوال جسوقت نکاح کے لیے دُلھن کے گھر کو دولھا جاتا ہے اُسوقت سسرال سے کے کپڑے دولھا کو پہناتے ہین اور وہی کپڑے اپنے گھر آنے تک پہنے رہتا ہے یہ درست ہے یا نہین جواب اس لباس کا پہننا مباح ہے بشرطیکہ حریر کی قسم سے نہو اور رنگا ہوا بادلہ بھی نہو اور زعفران یا کُسم مین رنگین بھی نہ کیا ہو اسلیے کہ ایسا لباس مرد کو پہننا حرام ہے اور بشرطیکہ اسراف و تکبر بھی نہو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کھاؤ اور پیو اور خدا کی راہ مین تصدق کرو اور لباس پہنو جسمین اسراف اور تکبر نہو اور حریر اور سونے کے استعمال کی حرمت اس حدیث سے صریح ثابت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حلال ہوا سونا اور حریر میری اُمت کی عورتون کو اور حرام ہوا مردون کے واسطے اور کسمی اور زعفرانی کپڑے کے استعمال سے مردون کو باز رہنا اور منع ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مجکو دو کپڑے کُسم مین رنگے ہوے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ یہ لباس کفار کا ہے سو تو انکو مت پہن اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین ان دونون کپڑون کو

اُنمین بعض کا کرنا کفر اور بعض مین خوف کفر ہی اور بعض چیزین بدعت ہین سو جو کوئی اُن رسمون کو عمل مین لاوے تو نکاح اُسکا درست نہین اور علاقہ زوجیت کا یعنی جورو اور خاوند ہونے کا درمیان سے ٹوٹ جاتا ہی اور وہ نکاح اہل اسلام سے نہو اور اگر اُس نکاح سے فرزند پیدا ہو تو شریعت مین اُسکا نسب ثابت نہ ہو اور اگر نسب ثابت ہو تو وہ فرزند حرامزادگی کے ساتھ منسوب ہو اُن رسمون مین ایک کنگنا باندھنا ہی سو وہ صریح کفر ہی کہ اُسکا بنانے والا اور اُس پر راضی ہونے والا سب کافر ہین اور اُنمین ایک جلوہ دینا ہی سو اُسمین بھی طرح طرح کی فضیحتیان اور رسوائیان ہین اور اُنمین ایک یہ کہ دولھا کے سر پر اُسکی مان یا بہن یا کوئی اور عورت دامنی ڈالتی ہی اور دولھن کے سر پر پگڑی رکھتی ہی اس بات مین دولھا اور دولھن اور وہ سب عورتین لعنت مین گرفتار ہوتی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لعنت خدا کی اُس مرد پر جو آپ کو عورت بنا وے اور اُس عورت پر جو آپ کو مرد بنا وے اور اسطرح کی باتین نامشروع جلوے کے وقت بہت اور بھی ہوتی ہین اور ایک یہ کہ دولھن کا انگوٹھا دودھ اور پانی سے دھوکر دولھا کو پلاتے ہین یہ رسم بھی گبرون کی ہی اُنکی بھی ہم کفر ہی اور یہ کہ نبات کے ٹکڑے دولھن کے بدن پر جابجا رکھکر دولھا کے مُنھ سے گائے بکری کی طرح چگواتے ہین اور ایک یہ کہ کھیر یعنی شیر برنج پکا کر دولھن کے ہاتھ پر رکھکر کتے کی طرح دولھا کی جیبھ سے چٹواتے ہین یہ بھی رسم گبرون کی ہی اور مشابہ ساتھ چوپایون کے ہی اور ایک یہ کہ جلوے کے وقت سُرخ کلاوا دولھا کے گلے مین مشاطہ ڈالتی ہی اور دولھا کو مشاطہ بچھیا تخت پر لٹا کر اُسکے ہر ایک عضو کو بلکہ اندام نہانی کو بھی کلاوے سے ناپتی ہی اور سب عورتین ہیبا اِن حرکات ناشائستہ کو دیکھکر خوش ہوکر ہنسی ٹھٹھا کرتی ہین اور سب ملعون ہوتی ہین تائید حدیث شریف مین آیا ہی لعنت خدا کی ستر کے دیکھنے والے اور دکھلانے والے پر فقط قولہ اور ایک یہ کہ سب شادیون علی الخصوص نکاح کے بعد ڈومنیان وغیرہ گالیان قافیہ وار بنا کر ڈھول وغیرہ کے ساتھ گا کر عورتون اور مردون کو دیتی ہین اور مسجد اور محراب کی اور شملہ و دستار کی اہانت کرتی ہین اور اہانت اِن چیزون کی کفر ہی تنبیہ عجب حال اور طرفہ ماجرا ہی کہ سُننے والے خوش

اور مشابہت ساتھ کفار کے ہر چیز مین حرام ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص جس قوم کے ساتھ تشبہ کریگا اور اُسکی چال چلے گا وہ اُسی قوم مین ہی تائید اور تفسیر موضح القرآن مین لکھا ہی کہ جو لوگ مسلمانی مین کفر کرتے ہین یعنی مُنھ سے کلمہ اسلام کہتے ہین اور عقیدہ خلاف اسلام کے رکھتے ہین قیامت کے دن اُنکا منھ کالا ہوگا سب فرقے گمراہ یہی حکم رکھتے ہین فقط قولہ پس علی ہذا القیاس پھولون کے سہرے مین بھی مشابہت با کفار ہے اسواسطے وہ بھی باندھنا اور اُسکا بھی استعمال کرنا حرام ہی اور نا درست بلکہ پھولون کا ہار نکاح کے وقت دولھا یا دُلھن کے سر پر ڈالنا بدعت ہی اور ساتھ گبرون کے یعنی آتش پرستون کے مشابہت ہی اور گبر وغیرہ کفار کی مشابہت سے احتراز واجب ہی چنانچہ مرآۃ الصفا مین بھی بطور فتوی لکھا ہی کہ دولھا کے سر پر پھول رکھنا اور مقنع ڈالنا بدعت ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رسم گبرون کی ہی غرضکہ بہر حال بدعت اور حرام ہی اور دولھا اور دُلھن کے ہاتھ مین کنگنا باندھنا بھی رسم کافرون اور مشرکون کی ہی مرآۃ الصفا مین فتاوای مومنین سے نکاح کی فصل مین نقل کیا ہی کہ ایک قوم مین رسم متقرر ہی کہ سرسون اور سپند کو زرد یا سیاہ کپڑے مین باندھکر دولھا اور دلھن کے ہاتھ مین باندھتے ہین اور اُسکو کنگنا کہتے ہین سوایسے کام بڑے گناہ اور بدعت کے ہین اسواسطے کہ یہ طریق یعنی کنگنا باندھنا ہنود اور مشرکون کی شادیون مین لازم اور شرط ہی اور مسلمانون کو ہنود وغیرہ کفار کے ساتھ مشابہت کرنا کفر ہی یا گناہ کبیرہ اور اسی کتاب کی اسی فصل مین یہ بھی لکھا ہی کہ لال تاگا دولھا کے ہاتھ مین باندھنا گبرون کی رسم ہی اس مین بھی کفر کا اندیشہ اور خوف ہی اور منافع المومنین مین لکھا ہی کہ ایک قوم مین رسم ہی کہ کورے گھڑون اور لوٹون پر پھولون کے ہار اور لال تاگا باندھکر صندل کا تھاپا دیتے ہین یہ بھی حرام ہے کہ مشابہت گبرون کے ساتھ ہی اور یہ بھی اسی کتاب مین ہی کہ کنگنا بنانے والا اور باندھنے والا اور درست جاننے والا سب کافر ہین اور سید آدم بنوری نے اپنی کتاب مین کتاب علم الہدی سے نقل کیا ہی کہ نکاح مین جو رسومات غیر مشروعہ مقرر ہین

ہاتھ مین کنگنا باندھے اتھی اور ردشرع الرسوم مین لکھاہی کہ بعضے جاہلون بد دینون نے شادی
نکاح مین چند رسمین لازم کر لی ہین کہ وہ سب رسمین کفر اور بدعت اور گناہ اور مشابہ برسومات
کفار ہین اور انکو عمل مین لانے سے عقد نکاح مین فساد پڑتا ہی ان رسمون مین ایک یہ کہ برہمن
کو ہنود کی طرح بڑی تعظیم وتکریم سے بلاکر نکاح کا دن اور ساعت مبارک پوچھتے ہین اور اسکا
قول سچا جانکر پورے اعتقاد سے اسپر عمل کرتے ہین اسکا نام لگن مقرر کیا ہی اور ایک یہ کہ
بیاہ کی لگن دھرواکر چند روز سابق سے ایک ساعت نیک مقرر کرکے ڈھول کی رسم
کرتے ہین اس روز ڈھول کی رسم گلگلے وغیرہ پکاکر برادری مین تقسیم کرتے ہین اور ایک یہ کہ
ایک دن چاول پکاکر کورے کونڈے مین رکھکر شکر اور دہی اور گھی اور بیسے ڈالکر پان اور
مستی اسپر رکھکر سرخ کپڑے سے ڈھانک کر فاتحہ مروجہ اس دیار کی کرواکر برادری کی سہاگن
عورتون کو کھلاتے ہین اور عرف مین اس رسم کا نام بی بی کا کونڈا مقرر ہی اور ایک یہ کہ ایک دن
مقرر کرکے دلھن کی طرف سے دولھا کے واسطے کنگنا اور پھولون کے ہار وغیرہ بھیجتے ہین پھر
دولھا کو چوکی پر بٹھلاکر اسکے سر پر ہار اور ہاتھ مین کنگنا باندھتے ہین اور برادری کے لوگ جمع
ہوکر ان ہارون کی ڈلیا مین پیسے ڈالتے ہین اور اسکو بیل کہتے ہین اور ایک یہ کہ نکاح سے
ایک دن بیشتر بڑے دن سکے اور ملیدے کے خوان اور مہندی کا طبق رسمین چومکھا چراغ آٹے کا بناکر
روشن کرکے دلھن کی طرف سے دولھا کے ہاتھ پانون مین مہندی لگانے کو دلھن کی بہن دولھا کے
گھر لیجاکر اسکے ہاتھ پانون مین لگاتی ہی اور ایک یہ کہ دولھا کے سر پر پھولون کے ہار اور
مقنع ڈالتے ہین اور حریری لباس اور نقرئی اور طلائی زیور اسکو پہناتے ہین اور ایک یہ کہ
دولھا کو سوار کرکے کاغذ کے باغ اور آرائش اور مشعلون اور فانوسون کے ساتھ ڈھول
اور تاشے وغیرہ بجاتے آتشبازی چھڑاتے تختتا سے رودان پر مالزادیون کو نچاتے
کوچہ وبازار مین پھراتے دلھن کے گھر کو لیجاتے ہین اور دلھن کے دروازے پر دہان
سقا ایک گھڑا اور لوٹا پانی کا بھرا ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوتا ہی جیسے ہنود کی شادی مین

وخندان ہو کر گالیان سُنتے ہین بلکہ فرمایش کر کے نقد اور کپڑے اور انگوٹھی چھلے دے کر
گالیان کھاکر اور اشیاے معظمہ محترمہ کی اہانت کروا کر کافر بنتے ہین باوجودیکہ اُس مشاطہ کو اور
ڈومنیون وغیرہ کو ان حرکات کے عوض مین بلکہ گانے بجانے کے عوض مین کچھ دینا حرام ہی اشعار
چہ نکو گفت صوفی خوشرو * سخنش را بگوش جان بشنو * کہ بعلہ نعیم نپذیرند * بدرا ہم بجیم را گیرند * ذوقِ خویش را
بہر ننگ خوار کنند * نقص دارین اختیار کنند * فقط قولہ اور ایک یہ کہ دولھا کو سات بار دولھن کے
گرد قربان کرواتے ہین یہ بھی رسم کفار کی ہی اسمین بھی بیم کفر ہے اور ایک یہ کہ دُلھن کے اندام نہانی
کو شربت سے دھو کر اسمین اُس سے پیشاب کروا کر دولھا کو پلاتے ہین اس مین بھی خوف
کفر ہی اور ایک یہ کہ دولھا کی آنکھون مین کاجل لگا کر زینت دیتے ہین یہ بھی بالاتفاق مکروہ ہے
اور اگر کوئی کہے کہ یہ بھی ایک راہ و مذہب ہی وہ کافر ہی اور ایک یہ کہ دولھا کے گلے مین ہنسلی
اور بدھی چاندی کی اور بعض لوگ لباس رنگین عورتون کا سا پہناتے ہین یہ بھی بڑی بدعت ہے
انتہی یعنے جو عبارت علم الہدی کی سید آدم بنوری رح نے اپنی کتاب مین نقل کی اُسکا ترجمہ تمام
ہوا تائید اور تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق مین لکھا ہی کہ چاندی سونے کا سہرا اور کنگنا
باندھنا اور ٹیکا اور حنا بندی اور رنگ پاشی اور منڈھا اور سر تحبگا اور صحنک متعارف
اور بندھن وار اور مرد کو چاندی سونے کا زیور اور سونے کی انگوٹھی اور حریری اور زرین
کپڑے پہننا اور دُلھن کو گھر مین لانے کے وقت کوئی جانور بہ نیت دفع بلا ذبح کرنا اور
اُسکا خون دُلھن کے پانون مین یا کسی اور عضو مین ملنا اور ہنود کی طرح بھینسا مارنا اور جنتر
یعنی ٹونا اور ٹوٹکا دولھا اور دُلھن کی موافقت اور سازواری کے واسطے کرنا یہ سب
رسمین شرک اور کفر کی ہین انتہی اور جو چیز کہ ان چیزون کے مانند ہی سب سے پرہیز کرنا واجب ہے
اور ان کو عمل مین لانا اشد گناہ اور سخت حرام ہے انتہی اور جناب مستطاب اُستاذی مخدومی
مولوی محمد عبد المجید دام ہم نے اپنے رسالہ شہدی ہیرہ اسلام کی نونین سے شطا آخر کو جو جواب
کفو مین لکھا ہی اور بیاہ کے دنون مین کافرون کی رسمین کرنا جیسے کہ

دولہا دلہن کو لباس رنگین شادی کے روز پہناتے ہین کسی نے کوئی رنگ اور کسی نے کوئی رنگ مقرر کرلیا ہی اُس لباس کا نام جوڑا رسم ریت کا ٹھہرایا ہی اور بعض رسمین دلہن کے گھر ہوتی ہین جیسے دولہا سے سرونج گھسوانا اور دولہا دلہن کو بہت سے پان کھلانا اور قبل نکاح کے دولہا اور دلہن کو باہم نہلانا اور وقت رخصت کے دلہن کے ساتھ کھانا بھیجنا اور سواے انکے اور بہت رسمین مقرر کرتے ہین اور ان رسومات کے نہونے کو منحوس و نامبارک جانتے ہین اور فی الحقیقة یہ سب رسمین اور جو کچھ بدعت اور نامشروع ہو اُس کو عمل مین لانا دنیا اور آخرت کی خرابی کا موجب اور نحوست و نامبارکی کا سبب ہی بلکہ بعض اُن مین کفر ہی معاذ اللہ من ذلک غرضکہ یہ سب رسمین بدعت اور خلاف شرع شریف کے ہین کہ کچھ انکی اصل نہین اور سواے ہنود و مشرکین کے اور سواے ہندوستان کے مسلمانون کے کسی ملک اہل اسلام مین یہ رسمین جاری نہین ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ کوئی رسم رسومات مروجہ کفار سے عمل مین نہ لائین اور جمیع امور خلاف شرع سے توبہ اور استغفار کرین اور اگر بر تقدیر کوئی ایسی رسم جو مروجہ کفار سے ہو اور وہ از راہ سہو و خطا کسی مسلمان سے سرزد ہوجاوے تو اُسکو رسم مسلمانی کی نجانین اور باز آوین رسم مسلمانی کی تو وہی ہی جو جناب پیغمبر صاحب اور اصحاب آنجناب علیہم الصلوٰة والسلام سے ثابت ہوئی ہو اور قطع نظر اِن رسومات کے ایک بڑی آفت یہ ہی کہ عورت خاوند کے گھر جاکر بلحاظ شرم ناحق کے نماز فرض کو ترک کرتی ہی اور غسل کرکے وقت پر ادا نہین کرتی ہی اس صورت مین زن و مرد دونون مرتکب اشد گناہ کبیرہ کے ہوتے ہین حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ مقرر کافر ہوگیا اس بات مین حنفیہ کہتے ہین کہ اگر نماز کی فرضیت کا منکر نہین تو ترک کرنا قصداً قریب بکفر ہی چاہیے کہ اُسکو قید کرین جب تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھے اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کرین اور حنبلیہ کہتے ہین کہ باوجود اقرار فرضیت نماز کے قصداً ترک کرنا نماز کا موجب کفر ہی اُسکو قتل کرنا چاہیے اور مسلمانون کے مقابر مین اُسکو دفن نکرین اور

لگاتے ہین پھر اسیکر کھڑا ہوتا ہی اور اُسکو کلس کہتے ہین پھر دولھا کی طرف والے ہنود کی طرح اُس
کلس کی پوجا کے روپئے پیسے اسمین ڈالتے ہین اور ایک یہ کہ پھولون کا ہار جس کو سہرا کہتے ہین
بعد شادی کے ہنود کے مورتی کی طرح دریا مین بہاتے ہین اور ایک یہ کہ قبل نکاح کے دولھا
کو دلھن کے گھر مین لیجاتے ہین پھر وہان سات عورتین سات چھڑیان لکڑی اور پھولونکی
بناکر بڑے ناز و کرشمے سے دولھا کو مارتی ہین اور ہنسی ٹھٹھے کرکے کھیل کود مچاتی
ہین اور اُس نامحرم دولھا کے ساتھ کھیل کر اپنے خاوندون کو قلتبان اور طرح دیوث بناتیان
ہین اور ایک یہ کہ نکاح کے بعد چوتھی کے روز عورتین اکٹھی ہوکر دولھا اور دُلھن کے ساتھ
رات کو دُلھن کے باپ کے گھر جاکر دونون طرف کی عورتین دولھا کے ساتھ اور آپس مین
طرح طرح کے کھیل اور تماشے کرتیان ہین اُسکا نام چوتھی اور بہوڑا رکھا ہی علیٰ ہذا القیاس
اور بہت رسومات کفر و شرک کی اور بدعت و گناہ کی کرکے کافر اور مشرک اور بدعتی و گنہگار
ہوتے ہین لازم ہی کہ اِن سب رسومات منہیہ سے احتراز کرین اور طریقہ دین اور اسلام کا ہر ایک
شادی و غمی مین لازم پکڑین تو اللہ اور رسول کے آگے سُرخرو ہون اور عاقبت بخیر ہو
انتہیٰ یعنی دافع الرسوم کا مطلب تمام ہوا اور سیر الآفاق مین لکھا ہی کہ رسومات اور بدعات
شادی نکاح مین بہت جاری ہین اُنمین سے جو رسمین کہ لوگون نے اُنکا کرنا لازم
اور ضرور کرلیا ہی وہ بیان کی جاتی ہین تاکہ اہل ایمان اُن سے باز آوین اور پرہیز کرین
وہ یہ کہ ہنود سے سیکھکر دولھا اور دُلھن کے ہاتھ مین اور موسل مین کنگنا اور دونون کو
زرد رنگ کے کپڑے پہناتے ہین اور دولھا کے ہاتھ اور پانون مین مہندی لگاتے ہین
اور سونے کی انگوٹھی پہناتے ہین اور آم اور جامن کی پتی رسی مین باندھکر اپنے اور ساری
برادری کے دروازون پر لٹکاتے ہین اور اُنکی عورتین آپس مین رنگ پاشی ایک دوسرے پر کرتیان ہین
اور ایک روز مقرر کرکے فریقین اپنے اپنے صحن خانہ مین نگیرہ اور شامیانہ کھینچکر اُسکے نیچے کورے
گھڑے پانی سے بھرکر اور کرسی اور ٹکلا وا اُنمین باندھکر اپنے بزرگون کی فاتحہ دیتے ہین اور

اور بعد نکاح کے پھر باندھ لیتے ہین اور بسبب بے علمی اور جہالت کے یون سمجھتے ہین کہ نکاح کیوقت
کھول رکھنے سے نکاح صحیح ہوگیا اب بعد نکاح کے پھر باندھ لینے سے ایمان یا نکاح مین کچھ خلل نہین ہوا یہ نہین
سمجھتے اور نہ کسی عالم سے تحقیق کرتے ہین کہ اگر کوئی مسلمان ارادہ کرے کہ آیندہ کو بعد اسقدر مدت کے کفر
اختیار کرونگا تو وہ مسلمان فوراً یہ ارادہ کرتے ہی کافر ہوجاتا ہے پس جبکہ کسی نے قریب نکاح کے کنگنا
کھولتے وقت یہ ارادہ کیا کہ بعد نکاح کے پھر کنگنا باندھ لونگا تو جیسا کہ قبل کھولنے کے کافر تھا ویسا ہی بعد
کھولنے کے بھی اس ارادے کے سبب سے کافر ہی رہا ہان اگر کھولتے وقت پھر کنگنا باندھنے کو اور جمیع
منہیات شرعیہ کو برا جانکر سب سے توبہ کرتا اور آیندہ کو کبھی ارادہ گناہ کرنے کا اور کافر ہوجانے کا
ہرگز دل مین نہ رکھتا تو البتہ بیشک ایمان اسکا کامل ہوتا اور نکاح بھی موافق شرع کے درست ہوتا
غرضکہ ذرا دیر تک کنگنا کھول رکھنے سے نہ ایمان سلامت رہا اور نہ نکاح جائز ہوا اور اگر بتقدیر بالفرض اسوقت
ایمان اور نکاح درست بھی ہوتا لیکن اب پھر کنگنا باندھ لینے سے کافر ہوگیا اور نکاح ٹوٹ گیا اور ذرا دیر کے
کھول رکھنے سے کچھ حاصل نہ ہوا اب ایک ماجرا عجیب و غریب اور بھی بگوش دل سننا ضرور ہے وہ یہ کہ بعض دولہا
تو البتہ کسی کسی کی تعلیم و تنبیہ سے ذرا دیر کو کنگنا ہاتھ سے دور کرتے ہین بلکہ بعضے دولہا سمجھدار علما کے
سمجھانے سے کنگنا باندھنے کو کفر جانکر مطلق باندھتے ہی نہین اور توبہ و استغفار کرتے ہین لیکن دلہن کے ہاتھ مین
سے تو کوئی ذرا دیر کو بھی کنگنا دور نہین کرواتا اور نہ اسکو اول سے اور نہ قریب نکاح کے احکام شرع پر اور کلمات و
موجبات کفر و شرک پر آگاہ کرکے امور ممنوعہ سے توبہ و استغفار کرواتا ہے پس دلہن بہرحال کافر ہی رہتی ہے اور

حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ نکاح کے باب مین صرف دولہا کا اسلام اور تجدید ایمان اور توبہ و استغفار کام نہین
جب تک کہ دلہن کنگنا دور نہ کرے اور جمیع شرک و کفر سے اور بدعت و معصیت سے خلوص نیت
کے ساتھ توبہ نہ کرے اور احتراز واجب نجانے اسوقت تک نکاح جائز نہین یعنی جس حال مین کہ
دولہا اور دلہن کے ایمان مین کسی طرح کا خلل اور عقیدۂ باطل معلوم ہو تو لازم ہے کہ پہلے دونون کو شرک
و کفر سے اور سب منہیات شرعیہ سے توبہ و استغفار کرواکے از سر نو مسلمان کرلین اور وہ دونون
بصدق دل اور باعتقاد کامل آمنت باللہ کے معنی کو خوب دریافت کرکے جمیع احکام شرعیہ کو

امام شافعی رح کہتے ہین کہ تارک نماز اپنے گناہ کے جرم مین قتل کیا جاوے نہ مرتد ہونے کی سزا مین اور مسلمانون کے مقابر مین دفن ہو انتہی تنبیہ اب جاننا چاہیے کہ شریعت مین قاعدہ کلیہ مقرر ہے کہ اگر زن و مرد مین سے ایک بھی کافر ہو جاوے تو نکاح ٹوٹ جاوے پس جبکہ عورت نے بسبب شرم ناحق ایک وقت کی نماز قصداً ترک کی تو حنبلیہ کے نزدیک تو نکاح ٹوٹ ہی گیا اور حنفیہ کے نزدیک قریب ٹوٹنے کے ہو گیا تو اس صورت مین لازم ہے کہ عورت کو از سر نو مسلمان کر کے تجدید نکاح کرلین تو مصاجعت مین لادین نہین تو ہمیشہ زنا ہوگا چاہیے کہ ایسے امور مین شرم نہ کرین اور دنیا کی چند روز کی زندگی کے واسطے دین کو برباد نہ کرین آور سراج الآفاق مین یہ بھی ہے کہ عورات حنفی مذہب کو ہندوستان مین ایک اور آفت ہے کہ ظاہر مین نماز پڑھتی ہین اور وہ نماز انکی جائز نہین اسواسطے کہ حاجت غسل والی کو مذہب حنفیہ مین مضمضہ کرنا فرض غسل ہے اور ہندوستان کی عورتین بعد نکاح کے دانتون کو مسی لگاتیان ہین اور مسی ملتے ملتے تختین دانتون کی اس قدر بند اور مستحکم ہو جاتی ہین کہ ان مین پانی سرایت نہین کرتا اور اس سبب سے انکے ذمے سے غسل جنابت ساقط نہین ہوتا پس جبکہ غسل ہی سر سے نہ اترا تو نماز کیونکر جائز ہوئی اسواسطے عورتون کو لازم ہے کہ مسی لگانا ترک کرین کہ جو چیز موجب ترک فرض کی ہو اس چیز کا ترک کرنا فرض ہے اور اگر خاوند اسکا واسطے نظارگی اور خوشنودی خاطر اپنے کے یا عورت کی خاطر داری کے لحاظ سے مسی لگانے سے منع نہ کرے اور باز نہ رکھے تو وہ مرتکب کبیرہ گناہ کا ہوا اور اگر اس گناہ کو سبک اور سہل جانے اور بے پروائی کرے تو غالب احتمال اسکے کفر کا ہے انتہی تنبیہ یہان پر کنگنے کے مقدمے مین ایک بات بیان کر دینا ضرور ہے لکھتا ہون اسکو بھی سننا چاہیے وہ یہ کہ بعضے جاہل کنگنا باندھنے کو رسم قدیم سمجھکر اب اسکا موقوف کرنا باعث نقصان اور سبب مبارکی کا جانتے ہین اور علما کی تعلیم اور فہمایش سے کنگنا باندھنے کو باعث کفر کا اور نکاح کے درست نہونے کا سمجھتے ہین اور اجتماع ضدین یعنے دونون باتین جمع نہین ہو سکتین اسواسطے انھون نے چند سال سے یون حیلہ مقرر کر لیا ہے کہ قبل نکاح کے چند روز تک کنگنا باندھے رہتے ہین اور نکاح کے وقت کھول رکھتے ہین

اگر برادری مین یا کسی اور دوست آشنا کے یہان کسی شادی کے ہنگام مین راگ و رنگ ڈھول و مجیرا ہوتا ہی وہان کے جانے سے باز نہین رہتے بلکہ خود مُصر و مؤکد ہوکر آپ بھیجتے ہین شاید کہ وہ لوگ سمجھتے ہون گے کہ عورتون کو احکام شرع پر عمل کرنا اور شرک و کفر سے بچنا اور بدعت و گناہ سے باز رہنا فرض ہی نہین یہ نہین سمجھتے کہ اس بات مین عورت اور مرد ادنی اور اعلی سب برابر ہین اور سیکھنا سکھانا احکام شریعت نبوی کا اور اُسپر عمل کرنا سچے اعتقاد سے سب پر یکسان فرض ہی اس زمانے مین بسبب غفلت اور عدم تعلیم کے یہان تک نوبت پہونچی ہی کہ اگر احیاناً کوئی شخص کسی کے آگے احکام شرع کے بیان کرتا ہی یا رسومات خلاف شرع کی بُرائیان کہتا ہی تو متعجب ہوکر کہتے ہین کہ رسمین تو ہمیشہ سے ہمارے گھر بلکہ اکثر خاص و عام مین جاری ہین ہمکو تو آج تک کبھی کسی نے ان رسمون سے منع نہین کیا اب تو ان رسمون کا موقوف ہونا بہت مشکل ہی نہین سمجھتے کہ حضرت حق تعالی نے صرف شرک و بدعات کے مٹانے کو اور بعض رسومات کفر و ضلالت کے اُٹھانے کو پیغمبرون کے تئین بھیجا اور کلام اللہ نازل ہوا اور بعد پیغمبرون کے اُنکے نائب اور فرمانبردار لوگ بھی سب کو بُرے کامون سے ہمیشہ منع کرتے آئے اور سیکڑون ہزارون کتابین حدیث و فقہ کی اسی مقدمے مین لکھتے رہے اور لکھتے رہتے ہین اس مین جو عقلمند اور فہمیدہ ہوئے وہ نیک و بد سمجھکر اچھی باتین عمل مین لائے اور بُرے کامون سے باز آئے اور جو کہ جاہل و دبنگ اور بے عقل و سرہنگ ہوئے وہ ضد اور مخالفت سے پیش آئے اور نیک باتون کو خطرے مین نہ لائے چنانچہ اب تک یہی طور و طریق جاری ہی اگر بسبب تقاضائے وقت کے اور کم فہمی و کجروی جہال بدخصال کے اور مستعد جنگ و جدل ہو بڑے ضدیون بدمذہبون کے چند مدت سے علماء و فضلاء نے آپکو کمزور سمجھکر کنارا کیا ہی اور بلحاظ تخالف دین و ملت اور عدم تائید اور احتمال حکام وقت کے بتساہل و تجاہل پیش آتے ہین لیکن تاہم حتی الوسع و الامکان محبت و اخلاص اور منت و خوشامد سے پیش آکر بوقت ضرورت سمجھا دیتے ہین اور بموجب حکم خدا اور رسول کے اوامر و نواہی پر اطلاع کر دیتے ہین پس جو کوئی عقل سلیم رکھتا ہی سمجھکر عمل کرتا ہے نہین تو کچھ

بدل وجان قبول کرین اور کلمۂ شہادت لا شہاد زبان سے اقرار کرین کہ جو کچھ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والثنا جناب باری تعالیٰ کے پاس سے لائے ہین اور ہمکو خبر دی ہی ہم نے سب کو قبول کیا پھر بعد اس اقرار و اقبال کے نکاح باندھا جاوے اور جو اس صورت مین اول صرف دولھا کا تجدید ایمان کروا کے نکاح پڑھا کے پھر پیچھے دلھن کا تجدید ایمان کروادین تو نکاح مسلم کا ساتھ عورت مشرکہ اور کافرہ کے ہوا اور یہ بات جائز نہین غرضکہ اگر بسبب جہالت اور بد اعتقادی کے کسی کے ہاتھ مین کنگنا ہو یا کسی اور امر خلاف شرع کو درست جانکر عمل مین لاوے تو واجب ہی کہ بعد دریافت کے جلد اسکو برا جانکر دور کرے اور باز آوے اور پھر آیندہ کو اس سے اور سب ممنوعات سے توبہ کرکے از سر نو ایمان درست کرے اور کلمہ ردِ کفر و شرک کو بصدق دل پڑھے بعد اسکے نکاح کرے اور جو ایک کے بھی ہاتھ مین کنگنا ہوگا یا کسی امر خلاف شرع کو درست اور مباح جانے گا تو فی الحقیقہ نکاح باطل ہی ہمیشہ زنا ہوتا رہیگا اور اولاد حرام کی پیدا ہوگی اور شرعاً علاقہ زوجیت کا ثابت نہین اگرچہ ظاہر مین لوگون کے نزدیک جورو اور خاوند کہلادین اور جو شخص کہ اس مسئلے سے واقف نہین تھا اسکو اب چاہیے کہ واقف ہوکر جلد توبہ کرے اور اپنی جورو کو بھی از سر نو مسلمان کرے پھر آپس مین دو گواہ کے روبرو تجدید نکاح کرین یعنے ایجاب و قبول کے الفاظ کہہ لین تو نکاح بھی انکا شرعاً جائز ہوا اور آیندہ کو زنا سے بھی بچین اس بات مین ہرگز شرم نہ کرین کیا غضب کی بات ہی کہ ہندوستان کے مسلمانون نے دین اسلام کے مسائل عورتون کو تعلیم کرنا اور سکھانا مطلق چھوڑ دیا بلکہ انکو مطلق العنان کردیا جو چاہتی ہین سو اعمال شرک اور کفر کے اور افعال بدعت اور معصیت کے کرتی رہتیان ہین جہان چاہتی ہین بے دغدغہ بغیر پوچھے چلی جاتیان ہین اچھے برے کا محرم و نامحرم کا اپنے پرائے کا لحاظ و شرم نہین کرتین اور ان کے خاوند اور ولی سب جانتے دیکھتے ہین اور کسی بات مین ان عورتون کو تنبیہ و تادیب نہین کرتے بلکہ خود ان کی خواہش اور طلب کے موافق اسباب شرک و کفر اور پرستش اصنام کے اور لباس و پوشش عورات کفار کا جس طرح ہو سکتا ہے فوراً حاضر کردیتے ہین اور

احتیاط تمام بہر اہتمام عمل مین لانا ضرور ہی تاکہ ہر طرح کے خلل اور فساد سے بچکر ادا ے حقوق
و لوازم زوجیت سے سبکدوش ہوکر جو کچھ کہ مقاصد اور فوائد نکاح سے مقصود و منظور ہین
سو حاصل کرے اور زن فاحشہ و بدکار اور مرد اوباش و بد وضع کے ساتھ نکاح کرنے سے
دور رہے کہ ایسے شخص کے ساتھ نکاح کرنے مین جسقدر کہ قباحات و مفاسد متصور ہین سو
اظہر من الشمس ہین احتیاج لکھنے کی نہین پس جبکہ اپنے نکاح کا یا اپنی اولاد یا اقارب کے نکاح کا
ارادہ کرے تو طرف ثانی مین کئی باتون کو لحاظ کرے اول اور اولیٰ سب سے یہ کہ متدین ہو تاکہ
دین مین فساد نہ ڈالے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ کسی شخص کے جواب مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو عورت دیندار کے ساتھ نکاح کرنا لازم جان پس عورت کا دیندار
ہونا سب اوصاف پر مقدم جانے اور عورت غیر متدین کے ساتھ نکاح کرنے سے پرہیز کرے اور دوسرے
یہ کہ عورت خوبصورت اور خوش خلق اور کم مہر والی ہو حدیث مین آیا ہی کہ عورت کی خوش خلقی اور
اسکا مہر قلیل اور سبک ہونا موجب اسکی برکت کا ہی اور تیسرے یہ کہ عورت حسب نسب
مین افضل ہو یعنی آبا اور اجداد اسکے دیندار اور پرہیزگار اور صاحب تقوی ہون تاکہ ان کی
صلاحیت اور تقوی اُنکی اولاد مین سرایت کرے چوتھے یہ کہ عورت اُس خاندان کی ہو جسکی
اکثر عورتین صاحب اولاد ہوا کرتی ہین یعنے عقیمہ اور بانجھ ان مین نہ ہوتی ہون الا ماشاء اللہ
پس جس صورت مین کہ عورت پسندیدہ موصوف باوصاف حمیدہ مذکورہ میسر ہو تو سبحان اللہ
نور علی نور اس واسطے کہ جو عورت شوہر دوست اور صالحہ اور خوش خلق اور پارسا
اور خوبصورت ہی جس گھر مین قدم رکھے گی اُسکی روشنی سے وہ گھر روشن تر از آفتاب
ہو جائے گا قطعہ صلاح دنیا و دین نیست صحبت زن نیک ؛ زہے سعادت آن کس کہ زن
حسین دارد ؛ ز ہمنشین نکو کام دل تواند یافت ؛ کسیکہ طالع فرخندہ ہم چنین دارد ؛ شعر
روے خوب است و کمال ہنر و دامن پاک ؛ لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست شعر
زن خوب فرمان بر و پارسا ؛ کند مرد درویش را پادشا ؛ اور جو عورت ہر چند کہ خوبصورت

خیال مین نہین لاتا سو ہر ایک کو جو زمرۂ اہل اسلام اور امت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام مین ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو لازم ہے کہ شادی و غمی بلکہ ہر وقت دین و دنیا کے کام مین پابند شرع شریف کا ہو کر جمیع رسومات منہیہ کو چھوڑ دے اور خویش و بیگانے کے طعن و ملامت پر خیال نکرے صرف ملامت کے اندیشے سے ان چیزون کا چھوڑنا مشکل و دشوار معلوم ہوتا ہے نہین تو اللہ تعالیٰ نے کوئی بات مشکل جو نہو سکے سوا اپنے بندون پر مقرر نہین کی ہے چاہیے کہ ہر ایک آپ نیک چال چلے اور اپنے پرائے کو احکام شریعت پر خبردار کر دے جہانتک ہو سکے حتی المقدور سب کو رسومات کفر و بدعت سے باز رکھے تو ایمان بھی درست ہو اور نکاح بھی موافق شریعت کے منعقد ہو اور اولاد بھی نیکبخت اور سعادتمند پیدا ہو اور عاقبت بھی بخیر ہو اور کفر و بدعات بھی کم ہون نہین تو دنیا مین ہمیشہ زنا اور فسق مین رہے گا اور اولاد حرام کی جنے گا اور بسبب کفر و فسق کے عاقبت بھی خراب ہوگی ہمنے آگاہ و خبردار کر دیا آیندہ مختار ہو جیسا کوئی کرے گا ویسا پا دے گا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق راستی کی عنایت فرما دے اور شریعت نبوی پر چلا دے آمین ثم آمین اشعار

از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم ماند از لطف رب ٭ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ٭ **قولہ** اور آرسی مصحف دکھلانے کی رسم کا جو اس ملک مین رواج ہے سو فقہ اور حدیث مین کچھ اصل نہین اسکو بھی ترک کرنا مناسب ہے **تنبیہ** چونکہ اس سوال کے جواب مین ذکر اکثر رسومات منہیہ اور بدعات شرکیہ کا جو موجب زوال ایمان اور باعث فساد نکاح کی ہین بخوبی بیان ہوا اسواسطے مناسب بلکہ ضرور ہے کہ اب اس مقام مین جو چیزین کہ مشروع و متعلق بہ نکاح ہین اور وہ باتین جو نکاح کے باب مین بطریق سنت و مستحب ان کا عمل مین لانا حدیث و فقہ سے ثابت ہے انکو بھی لکھ دینا چاہیے تو کہ ہر ایک مسلمان اسی کے مطابق عمل کر کے سعادت دارین کی حاصل کرین سو بسمع قبول اور بگوش ہوش سنو کہ نکاح کرنا حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ و الثنا کی سنت ہے بہت فائدے ظاہری اور باطنی اس مین شامل ہین اور اندک خلاف سے نکاح مین خلل بھی آجاتا ہے اسواسطے نکاح کے باب مین

استخارہ کرے اور استخارہ کرنے سے فائدہ یہ ہو کہ بعد نماز استخارے کے جو کچھ کہ اُسکے حق مین اصلح اور بہتر ہوگا وہی ظہور مین آویگا اور خلاف اصلح کے انشاء اللہ تعالی سرزد نہوگا بعد اس سب کے جبکہ جانبین مین نسبت مقرر ہو چکے اور عقد نکاح کا وقت قریب آوے تو زوجہ یا زوج دونون طرف کے ولی آپس مین تعیین اور فیصلہ مہر کا کرین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین دس درم سے کمتر مہر جائز نہین جسکا وزن اکتیس ماشے اور چار رتی چاندی ہوتا ہی اور مہر کی زیادتی کی کوئی حد مقرر نہین یعنی جسقدر دس درم سے زیادہ ہو سو جائز ہی لیکن بہ نیت فخر اور ناموری کے اپنے مقدور اور طاقت سے زیادہ مہر مقرر کرنا مکروہ ہی اور جو یہ خیال کرین کہ مہر دینا نہ پڑے گا اسواسطے زیادہ استطاعت سے مہر مقرر کرین تو نکاح صحیح نہو ایسی سب باتون سے پرہیز کرنا چاہیے عورت کی خوبی اور نکاح مین برکت ہونا قلت مہر مین ہی اور سب مہرونمین اولی اور مسنون پانچ سو درم مطابق مہر ازواج مطہرات امہات المومنین کے یا چارسو مثقال چاندی موافق مہر بنات طیبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہن کے ہی اُن حضرات طاہرات کا مہر زیادہ اس سے نہ تھا اور مہر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا بھی چارسو مثقال چاندی مقرر ہوا تھا مگر مہر اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا چار سو دینار تھا سو نجاشی نے حبش مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وقت نکاح کے مقرر کر کے اپنے پاس سے اُسیوقت ادا کر دیے تھے الغرض بعد تقرر مہر کے ایک دن عقد نکاح کا مقرر کرین اور جو شوال کا مہینا ہو تو مسنون ہی پھر نکاح کے وقت خویش واقربا اور دوست وآشنا کو اکٹھا کرین کہ اظہار و اعلان نکاح بخوبی صورت پذیر ہوگا اگرچہ انعقاد نکاح دو شاہد عدل کے روبرو بھی کافی ہی لیکن اس مقدمے مین اجتماع جماعت کثیرہ کا واسطے شہرت کے بہتر ہی یہانتک کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ نکاح کو ظاہر کرو اگرچہ دف کے ساتھ ہو لیکن جمیع رسوم شرک وکفر اور بدعت ومعصیت سے اور حضور آلات لہو یعنی ڈھولک اور سارنگی اور ستار اور تاشا ونقارہ وغیرہ مزامیر ومعازف سے پرہیز واجتناب لازم جانین پھر ایک جگہ واسطے عقد نکاح کے معین کر کے سبکے

اور خوش طلعت ہو لیکن خوی خصلت مین بد ہو وہ عورت بلاے جان ہی اور عذاب جاودان
اسکی تزویج و مصاحبت سے کنارا کرنا اور دور رہنا لازم جانے اور خوش خلق نیک سیرت
کو تلاش کرے **قطعہ** زیار سازگار و ہمدم نیک * شود در خوب بود دیدہ روشن * بایرہیز
از رفیق ناموافق * دگر ہست از مجالش خانہ گلشن * **اشعار** زن بد در سرای مرد نکو *
ہمدرین عالمست دوزخ او * زینہار از قرین بد زینہار * وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ * غرض کہ
حتی الوسع والامکان وہ عورت تلاش کرے جسمین یہ سب خوبیان موجود ہون اور عیبون سے پاک
ہو اور جو سب طرح کی بھلائی نہو تو دیندار اور پرہیزگار ہونا بہرحال لازم ہی اور مردمین بھی رعایت
ان اوصاف ممدوحہ کی اولی اور انسب ہی یعنی اگر لڑکی کا یعنی دختر کا کسی کے ساتھ نکاح
کردینا منظور ہو تو مرد فراخ دست اور خوشخو اور دیندار موصوف باوصاف حمیدہ کے ساتھ نکاح
کردے لیکن دین حق یعنی اتباع سنت سنیہ جناب سرور انام خیر البریۃ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی اور
متابعت طریقہ اصحاب کرام اور اولاد عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی سب باتون پر مقدم رکھے بس
تعیین شخص موصوف الذکر مین استخارہ کرے اس طور پر کہ اول وضو کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھے
بعدہ حمد خدا اور درود بجناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرکے یہ دعا بحضور دل پڑھے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ
هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ
وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ
وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ
الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور جسوقت لفظ ہذا الامر کا پڑھے تو دل مین عقد نکاح کا ارادہ
کرے اس واسطے کہ صحیح بخاری و مسلم مین جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین کسی کو کوئی امر مہم پیش آوے تو بطریق مسلور

وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا
مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ
عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَقَالَ
تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ ۔ بعد ختم اس خطبے کے دولھا اور
دولھن اصالۃً بذات خود الفاظ ایجاب وقبول کے اور ذکر تعیین مہر کا ادا کرین یا اُنکے وکیل وکالۃً اُنکی
طرف سے حضار مجلس کے سامنے الفاظ ایجاب وقبول کے اُن دونون کا نام لیکر اور تعیین مبلغ مہر کا بیان
کرکے بخوبی ادا کرین اور جو عربی بولی سے واقف ہون تو الفاظ ایجاب وقبول کے عربی زبان
مین ادا کرنا مستحب ہے اب جاننا چاہیے کہ الفاظ ایجاب وقبول کے کہنے والے کئی طور پر ہین
ایک یہ کہ زوج اور زوجہ بحضور گواہان آپس مین عقد نکاح باندھین دوسرا یہ کہ دلھن کی طرف
سے وکیل ہو اور دولھا خود اصالۃً موجود ہو چنانچہ اکثر اور متعارف اس دیار مین یہی صورت ہے
تیسرا یہ کہ دولھا کی طرف سے وکیل آوے اور دلھن بذات خود اصالۃً حاضر ہو چوتھا یہ کہ دونون
کی طرف سے دو شخص علیحدہ علیحدہ وکیل ہون پانچوان یہ کہ دونون کی طرف سے صرف ایک
ہی شخص وکیل ہو چونکہ اس ملک مین حاضر ہونا زوجہ کا مجلس عقد مین شاذ ونادر بلکہ مطلق معدوم ہے
اور سواے صورت ثانیہ مذکورہ کے اور کوئی صورت متعارف اور رائج نہین اسواسطے
اسی صورت مروجہ کے ایجاب وقبول کا طریق اور الفاظ بیان کرتا ہون وہ یہ کہ جب زوجہ کا وکیل
نکاح کا خطبہ پڑھ چکے تو اگر عربی دان ہو تو عربی زبان مین علی رؤس الاشہاد زوج سے مخاطب
ہو کر یہ الفاظ کہے اَنْكَحْتُكَ نَفْسَ مُوَكِّلَتِيْ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ عَلٰى هٰذَا الصَّدَاقِ
اور فلانہ کی جگہ نام زوجہ کا اور فلان کی جگہ اسکے باپ کا نام اور ہذا الصداق کی جگہ نام تعیین مہر کا

طرفین کے وہان تنجین لیکن واسطے حصول خیر و برکت اور ادا ے سنت کے انعقاد نکاح مسجد مین ہو تو اولی و مستحب ہی پھر اگر دولھا اور دولھن نے اسی مجلس مین حضار مجلس کے روبرو الفاظ ایجاب و قبول کے کہکر باہم عقد نکاح کر لیا تو فہو المراد اور جو بنابت خود متعہد اس امر جلیل القدر کے نہوے تو اس صورت مین وکالت عقد کی ولی طرفین پر یا سلطان یا نائب سلطان یا قاضی یا نائب قاضی پر قرار پاوے تو سب سے بہتر اور جو نہین تو دونون طرف سے ایسا شخص وکیل مقرر کیا جاوے جو عروس و داماد مین نکاح باندھنے کی لیاقت اور صلاحیت خوب رکھتا ہوا در ایجاب و قبول کے الفاظ اور تفصیل مہر سے اور ناکح و منکوحہ کے نام سے بخوبی واقف ہو کہ موافق کتب فقہ کے جو باتین کہ اسوقت اظہار انکا ضرور ہی صاف صاف ادا کرے پس مستحب ہی کہ وقت شروع کرنے عقد نکاح کے عاقد اور ناکح اور منکوحہ یہ کلمات پڑھین بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بعد ازان ولی منکوحہ یا جو شخص کہ اسکی طرف سے تعقید نکاح کو وکیل مقرر ہوا ہی یہ خطبہ نکاح کا بحضور ناکح اس مجلس مین بیٹھکر قبل نکاح کے پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ نَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنَا مِمَّنْ يُّطِيْعُهٗ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

دوسرے کو وکیل مقرر کرے اور جو کر دیا اور اُس دوسرے نے پہلے کے سامنے نکاح باندھ دیا
تو بھی جائز ہی انتہی تنبیہ اس صورت مین وکیل کو لازم ہی کہ عاقد سے کہے کہ مین نے اپنی طرف سے تجکو عقد
نکاح کیواسطے وکیل مقرر کیا اور اپنے سامنے اُس عاقد سے عقد نکاح کرواوے اور عروس وولی عروس
کو چاہیے کہ جسکو عاقد کرنا منظور ہو اُسی کو وکیل کرین تاکہ وہ بحسب عہدۂ وکالت اپنے کے عقد
نکاح کا متولی ہو اور جس کام کے واسطے مقرر ہوا ہی اُسکا اثر ظاہر اور ثابت ہو ایسے کو وکیل نہ کرے
جو وہ محتاج دوسرے وکیل اور عاقد کا ہو اور فی الحقیقۃ احتیاط اسی مین ہی فقط **قولہ لیکن سُنت**
یون ہی کہ دُلھن کا ولی نکاح کا خطبہ جو مسنون ہی آپ پڑھے اور دولھا اور دُلھن سے ایجاب
قبول کروا وے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کا
نکاح مین ایسا ہی کیا تھا چنانچہ مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ ابو حاتم نے اور مناقب مین احمد نے
نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ اوّل ابو بکر بعد اُنکے عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس مین حاضر ہوئے اور دونون نے اپنے اپنے واسطے
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درخواست کی تب آنحضرت چُپ رہے اور کسی کو کچھ جواب
نہ دیا تو اُن دونون صاحبون نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے آکر کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اپنے واسطے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درخواست کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ مین نے بموجب ایماے اُن دونون کے اُٹھکر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا نبی صاحب صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ
عنہا کو میرے نکاح مین دیجیے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہی مین نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا
اور زرہ موجود ہی آپ نے فرمایا کہ تجکو گھوڑے کی ہر وقت حاجت رہتی ہی زرہ کو بیچ ڈال تو مین نے
چار سو اسّی درم کو زرہ بیچکر حضرت کی جناب مین حاضر کیے آپ نے وہ درم لیکر گود ہی مین رکھ لیے
پھر ان مین سے ایک مٹھی بھر درم اُٹھا کر بلال رضی اللہ عنہ کو دیکر فرمایا کہ ہمارے واسطے اسکی
خوشبو خرید کر لاؤ اور اہل بیت کو ارشاد کیا کہ فاطمہؓ کے واسطے جہیز تیار کرو جب وہ اُنکے واسطے

بیان کرے اور اگر بجاے انکحتک کے لفظ زوجتک یا ملکتک یا وہبتک کہے تو بھی روا ہی اور جو عربی نہ جانتا ہو تو فارسی مین یون کہے نکاح کردہ دام مو بنفس مو خود کہ فلانہ بنت فلان ست برین قدر مہر اور جو فارسی خوان بھی نہین ہو تو ہندی بولی مین بولے کہ نکاح کر دیا مین نے تیرے ساتھ نفس اپنے موکلہ کا جو فلانی بیٹی فلانے کی ہی اسقدر مہر پر پھر زوج اگر عربی دان ہو تو اسکے جواب مین یون کہے قَبِلْتُ نِكَاحَ مُوَكِّلَتِكَ وَتَزْوِيجَهَا مِنْ نَفْسِي عَلٰى هٰذَا الصَّدَاقِ والا فارسی مین کہے قبول کردم نکاح موکلہ تو بانفس خود برین قدر مہر اور نہین تو ہندی مین کہے قبول کیا مین نے تیری موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ اسقدر مہر پر پھر جبکہ طرفین سے یہ ایجاب قبول ہو چکے تو عاقد کو چاہیے کہ دولھا اور دلھن کے حق مین دعا خیر و برکت کی کرے اور کہے کہ اللہ تعالی تمھاری پراگندگی کو اوپر خیر کے جمع کرے اور تمپر برکت نازل کرے اور در صورتیکہ مہر سابق سے مقرر نہین ہو لیا تھا اور اتفاقا نکاح کے وقت بھی بیان مین نہ آیا تو اگر زوجہ کی قوم مین مہر رائج ہی تو مہر مثل لازم ہے اور جو نہین تو اقل مہر یعنی دس درم شرعی یعنی اکتیس ماشے اور چار رتی چاندی آب اتنا اور بھی جاننا چاہیے کہ مجیب ممدوح یعنی مولانا ابو سلیمان محمد اسحق ابقاہ اللہ تعالی علی رئوس اہل الحق الاحقاق نے جو طریق عقد نکاح کا بائیسوین سوال کے جواب کے ذیل مین بیان کیا ہی اسکا ترجمہ بھی اسی مقام مین بعض تنبیہات کے ساتھ لکھ دینا مناسب ہے کیونکہ ایک بات کو جگہ جگہ ذکر کرنا موجب انتشار طبیعت قاری و سامع کا اور مطلق قلم انداز کرنا باعث نقصان کتاب کا ہوتا ہی سو وہ یہ ہی کہ نکاح کے مقدمے مین اولی یہ بات ہی کہ دلھن کا وکیل ایسا شخص ہو جو دولھا اور دلھن مین نکاح باندھنے کی لیاقت رکھتا ہو اور ایجاب و قبول کے الفاظ کتب فقہ کے موافق دونون سے بوجہ احسن ادا کروادے تاکہ نکاح انکا چارون مذہب مین صحیح ہو اور اگر سواے وکیل کے قاضی یعنی عاقد کوئی اور شخص ہو اور وکیل کے روبرو وہ عاقد دونون سے ایجاب قبول کروادے تو بھی علماے حنفیہ کے نزدیک جائز ہی چنانچہ فتاوای حمادیہ مین فتاواے خانیہ سے منقول ہی کہ جو شخص نکاح کردینے کو وکیل مقرر ہوا ہو اسکو مناسب نہین کہ اپنی طرف سے

یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہِ الْمَرْهُوْبِ بِعَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہِ النَّافِذِ اَمْرُہٗ فِیْ سَمَائِہٖ وَاَرْضِہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَهُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَهُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ پھر فرمایا عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَقَضَاؤُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَّلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَّلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ بعدہ فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے نے مجکو فاطمہؓ کا نکاح علیؓ کے ساتھ کر دینے کو حکم کیا ہر سو تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ مین نے اسکا نکاح علیؓ کے ساتھ کر دیا اور چار سو مثقال چاندی کے اسکا مہر ٹھہرایا بشرطیکہ علیؓ بھی اسپر راضی ہو تو بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبق بھر کر خشک چھوہارے منگوائے اور حضار مجلس سے فرمایا کہ انکو لوٹ لو انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بموجب ارشاد عالی کے ہمنے وہ سب چھوہارے لوٹ لیے اتنے مین علی رضی اللہ عنہ بھی آپہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ کے روبرو مسکرائے پھر فرمایا کہ مجکو اللہ تعالی نے حکم بھیجا ہر کہ فاطمہؓ کو تمھارے ساتھ بمقابلہ چارسو مثقال چاندی کے نکاح کر دون کیون علی تم اسپر راضی ہو تو انھون نے کہا البتہ یا رسول اللہ مین راضی ہون پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی تم دونون کی پراگندگی کو دور کرے اور تمھاری کوشش عزیز کرے اور تم پر برکت نازل کرے اور تمکو اچھی ستھری اور بہت اولاد دے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی ان دونون سے اللہ تعالی نے بہت اور پاکیزہ بہتر اولاد پیدا کی انتہی یعنی مواہب لدنیہ کی عبارت کا ترجمہ تمام ہوا جو بائیسوین سوال کے جواب مین مجیب ممدوح سلمہ اللہ تعالی نے لکھا تھا آمدم بر سر مطلب یعنی جبکہ طرفین سے ایجاب قبول ہو چکے اور عقد نکاح سے فراغت حاصل ہو تو عاقد یعنی نکاح خوان دولہا اور دلہن کے

ایک پلنگ یعنی چارپائی کھجور کے بالون سے بنا ہوا اور توشک کھجور کی چھال سے بھر کر طیار ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ جب فاطمہ تمھارے پاس آوے تو جب تک کہ مین تمھارے پاس نہ پہونچون تم فاطمہ سے کچھ کلام نہ کیجیو حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو کر اندر آئین اور گھر کے ایک کنارے مین بیٹھین اور مین علیحدہ دوسرے کنارے مین بیٹھا اسی عرصے مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر فرمایا یہان میرا بھائی ہی اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا تمھارا بھائی موجود ہے کیا آپ نے اپنی بیٹی اُسکے ساتھ بیاہ دی ہی آپ نے فرمایا البتہ پھر آپ اندر کو تشریف لائے اور فاطمہؓ سے کہا تھوڑا پانی لاؤ فاطمہؓ اُٹھکر گھر مین سے لکڑی کا پیالہ لے کر اسمین پانی لائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی لیکر تھوڑا لعاب دہن مبارک اُس مین ڈال کر فاطمہؓ کو اپنے پاس بلایا جب فاطمہؓ پاس آئین تب آپ نے تھوڑا پانی اپنے ہاتھ مین لیکر فاطمہؓ کے سینے پر اور سر پر چھڑکا اور فرمایا یا الٰہی مین اسکو اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے پھر فاطمہؓ سے کہا کہ اپنی پیٹھ میری طرف کو پھیرو فاطمہؓ نے آپ کی طرف کو اپنی پیٹھ پھیری تب آپ نے تھوڑا پانی اُن کے دونون مونڈھون کے درمیان مین چھڑکا پھر یہی معاملہ میرے ساتھ بھی کیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اب تو اپنی بی بی کے پاس اللہ تعالے کے نام پاک کے ساتھ اور برکت کے ساتھ داخل ہو اور ابوالخیر قزوینی حاکمی کے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین یون روایت ہی کہ بعد درخواست حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام اپنے واسطے دیا تو آپ نے درجواب فرمایا کہ میرے رب نے مجکو بھی یہی حکم کیا ہی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ پھر مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز کے بعد بُلا کر فرمایا کہ ای انس تو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور عبد الرحمٰن کو اور کچھ لوگ انصار کو بُلا لا پھر جب یہ سب صاحب آکر جمع ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور علی اُسوقت وہان موجود نہین تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مُسْلِمًا سَوِيًّا وَّلَا تَجْعَلْهُ شِرْكًا لِلشَّيْطَانِ پھر بسم اللہ کہکر مجامعت مین مشغول ہو اور رسکے
اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْزُقْتَنِيْ بِهٰذِهِ الْوَقْعَةِ وَلَدًا اُسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا پھر جس وقت
انزال کو نوبت پہونچے تو کہے اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
تو بموجب حدیث کے اگر اُس جماع سے فرزند مقدر ہو تو ہرگز اُسکو شیطان ضرر نہ پہونچا وسے
شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر جماع کے وقت یہ دُعا نہ پڑھے تو مقر شیطان
کو دخل ہوتا ہی اور اسی سبب سے اولاد مین فساد اور تبہ کاری ہوتی ہی اور منقول ہی کہ اگر بسم اللہ کہنا
اول مین بھول جاوے تو بعد انزال سے اگر یاد آوے تو کہہ لے اور جو بسم اللہ کہنا مطلق ترک
ہو تو بوقت مباشرت شیطان اپنے ذکر کو مرد کے ذکر کے ساتھ ملا کر دخول مین شریک ہوتا ہی
اسواسطے قبل مجامعت کے بسم اللہ کہنا ضرور ہی نہین تو بہت قباحتین درپیش ہونگی اور بسبب
آمیزش نطفہ شیطان مردود اور دیو خبیث کے اولاد خراب اور بدچال پیدا ہوگی اس سبب
مین سعی اور احتیاط بہت ضرور ہی اور ہر مہینے کی پہلی اور پچھلی اور درمیان کی رات مین
مجامعت مکروہ ہی بعضے کہتے ہین کہ ان راتون مین شیاطین حاضر ہو کر مباشرت مین شریک
ہوتے ہین اور حالت جماع مین بہت باتین بھی نہ کرے کہ فرزند گونگا پیدا ہوتا ہی اور حتی المقدور
ایک دوسرے کی شرمگاہ کو بھی نہ دیکھے اگرچہ مباح ہی بعض نے لکھا ہی کہ عورت کی شرمگاہ دیکھنے
سے نظر کم ہوتی ہی اور کھڑے ہو کر جماع کرنا موجب ناتوانی کا ہی اور مناسب ہی کہ شروع شب مین
بعد نماز عشا کے فوراً وطی نہ کرے بلکہ بعد نماز عشا کے اول شب مین باوضو سو رہے پھر اُٹھکر
وطی کرے حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو شخص باوضو سو رہے اور اس رات مین مرجاوے
تو درجہ شہادت کا پاوے اور شب چہارشنبہ اور شب عیدین مین اور اُس شب مین کہ صبح کو ارادہ
سفر کا ہو صحبت کرنے سے فرزند مین کچھ عیب عارض ہوتا ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وصایا مین
لکھا ہی کہ دو شنبے کو جماع کرنے سے فرزند قاری پیدا ہوتا ہی اور شب سہ شنبہ مین جماع کرنے سے
سخی اور شب پنجشنبہ مین عالم اور متقی اور روز پنجشنبہ مین قبل دوپہر کے عالم اور حکیم

حق مین دعاخیر و برکت کی کرے کہ اللہ تعالی تمپر برکت نازل فرماوے اور تمھاری پراگندگی کو بر
خیر کے جمع کرے چنانچہ حدیث شریف مین یہ الفاظ وارد ہین بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَفِيْكَ وَعَلَيْكَ وَجَمَعَ
بَيْنَكُمَا عَلَى الْخَيْرِ بعد اسکے چھوہارے اور بادام اور شکر یا جو کچھ کہ شیرینی کی قسم سے موجود ہو نثار
کرین اور حاضرین مجلس اسکو لوٹین کہ سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد شریف مین اور بعد اسکے اسی طرح پر تھی چنانچہ خزانۃ الروایۃ وغیرہ سے ثابت ہے اور اسوقت
اعلان نکاح کیواسطے اگر دف بغیر جھانجھ کا بجایا جاوے تو کچھ مضائقہ نہین اور واسطے اظہار سرور
کے اسوقت اگر غنا بھی بلامزامیر واقع ہو بشرطیکہ زبان امرد اور جوان عورت یعنی مشتہات
سے نہو اور مضمون بد اور بیان خال وخط زن معین کا اور ہجو مسلم یا ذمی کی اور حضور وقت
نماز کا بھی نہو اور غنا کی اجرت بھی مشروط نہو تو بالاتفاق جائز ہے اور غنا بامزامیر بالاتفاق حرام
ہے اور غناے بادف بے جلاجل مین اختلاف ہے لیکن غنا اور لواز شادی دف مسجد سے باہر
چاہیے کہ غنا اور لہو اور حضور آلات لہو مسجد مین سخت حرام اور تعظیم وآداب مسجد کے منافی
ہے پھر جبکہ دلھن کو اپنے گھر مین لاوین تو دولھا اسکے دونون پانون اپنے ہاتھ سے دھوکر
وہ پانی گھر کے چارون کونون مین ڈالے تاکہ شتر برکتین اس گھر مین اور ستر رحمتین اس
دلھن پر نازل ہون اور گھر رحمت الہی سے مالامال ہوجاوے اور دلھن بیماری جذام
اور دیوانگی اور بادہاے زبون سے جو آدمی کے بدن مین عارض ہوتی ہین سب سے
محفوظ رہے بعد ازان اسکی چادر کے گوشے پر دولھا دو رکعت نماز پڑھے اور اسکی پیشانی پر ہاتھ
رکھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا
جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا پھر جسوقت کہ خلوت حاصل ہو اور آپس مین رغبت غلبہ کرے تو قبل مجامعت کے بسم اللہ اور تین بار
سورہ اخلاص ومعوذتین پڑھکر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
کہے اور بسم اللہ کہکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ
وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ قَضَيْتَ شَيْئًا مِّنْ رَّحِمِهَا فَاجْعَلْهُ بَارًّا تَقِيًّا

اوقات بسر کرنے مین اور کھانے اور پوشاک اور مکان اور خادم دینے مین اور شریعت کے احکام وآداب سکھانے مین حتی المقدور قصور نکرے ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہی کہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ اپنی جورو کو عقائد اسلام اور طریق اہل سنت وجماعت اور احکام شریعت تعلیم کرے اور عاقبت کی گرفتاری اور عذاب سے ڈراتا رہے اور اللہ تعالی کی مخالفت کی عقوبت سے اور اسکی بندگی وعبادت مین سستی کرنے کے خطرے سے مطلع کروے اور احکام وموجبات وضو اور غسل کے اور مسائل نماز وروزہ اور حیض ونفاس کے سکھاوے اور جو آپ ناواقف ہو تو پوچھ کر تعلیم کرے انتہی جس شخص کی کئی عورتین ہون تو کھانا اور لباس وغیرہ دینے مین اور شب باشی مین سب کے ساتھ برابری واجب ہی اگرچہ اُن مین کوئی غنی اور کوئی محتاج ہو لیکن مجامعت مین کہ بیجی اور پر نشاط کے ہے اور محبت مین کہ بے اختیاری ہو کمی اور زیادتی کرنا قباحت نہین اور عورت کو لازم ہے کہ خاوند کے حقوق ادا کرنے مین مثل حسن معاشرت اور اطاعت شوہر اور عفت وعصمت اور حفظ فرج اور پردہ نشینی اور حفظ ناموس حاضر وغائب اور نگہداری مال واسباب خاوند کی مین غفلت اور کوتاہی نہ کرے بلکہ بدیانت تمام حفاظت کرے اور ہر وقت آپ کو پاک وصاف رکھے اور جسوقت خاوند اُسکو مباشرت کے واسطے بلاوے بعذر شرعی فوراً حاضر ہو انکار اور تساہل نہ کرے اگر انکار کرے گی تو حق تعالی کی اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہو گی اور بغیر اذن اُسکے گھر سے قدم باہر نہ رکھے بلکہ والدین اور خویش واقارب کے گھر بھی بغیر اُسکے حکم نہ جاوے اور خویش واقارب کو بغیر اذن شوہر کے اپنے گھر مین آنے کی پروانگی نہ دے مگر ماں باپ بشرط عدم خوف فتنہ اور فساد کے اُسکے دروازے پر آکر ملجایا کرین کہ اُنکا بھی بڑا حق ہی اگرچہ خاوند کی مرضی نہو اور بعضے لکھتے ہین کہ خاوند کے حق جورو پر دس ہین ایک یہ کہ جسوقت خاوند کو مجامعت کی رغبت ہو جس حال مین ہو منع نہ کرے مگر حیض ونفاس مین دوسرا خاوند کے گھر سے کوئی چیز بے مرضی اُسکی کسی کو نہ دے تیسرا نفل کا روزہ بغیر اُسکے حکم کے نرکھے چوتھا بے اذن اُسکے گھر سے باہر نجاوے

پیدا ہوتا ہے اور شیطان اُس سے بھاگتا ہے اور بروز جمعہ قبل نماز کے وطی کرنے سے فرزند سعید پیدا ہوگا اور جب مرے گا تو شہید مریگا اور بشب جمعہ اگر وطی کرے تو فرزند مخلص پیدا ہوتا ہی اور جبکہ فارغ یعنے خلاص ہو تو چاہیے کہ عورت سے جلد علیحدہ اور جُدا نہو جاوے بلکہ اتنا توقف کرے کہ وہ بھی خلاص ہووے نہین تو عورت اسکی دشمن ہو جاوے گی پھر جب کہ دونون فراغت پاچکین تو دونون علیحدہ علیحدہ کپڑے سے اپنے اندام کو پاک اور صاف کرین دونون کو ایک ہی کپڑے سے پاک کرنا موجب جُدائی کا ہی اور بعد وطی کے مرد البتہ پیشاب کرے نہین تو درد لادوا عارض ہوگا اور ذکر کو آب نیم گرم سے دھووے کہ بدن کو صحیح کرتا ہی اور آفات سے دور رکھتا ہی اور جو گرم پانی نہو تو تھوڑی دیر کے بعد سرد پانی سے دھونا مضائقہ نہین اور حالت حیض و نفاس مین مجامعت حرام ہی اور جب کبھی ارادہ مباشرت کا ہو تو اس نیت سے کیا کرے کہ زنا سے باز رہون گا اور دل کو ادھر اُدھر بھٹکنے سے فراغت ہوگی اور اولاد نیکبخت پیدا ہوگی اور چاہیے کہ چار روز کے عرصے مین ایک دو بار مجامعت کیا کرے اور جو عورت کو خواہش ہو تو زیادہ بھی مضائقہ نہین اسواسطے کہ اُسکی خاطرداری واسطے تحصین اور حفاظت فرج کے واجب ہی کہ مبادا طبیعت اُسکی اور کیطرف راغب ہو جاوے اور خیال بد گذرے اور بغیر اذن زوجہ کے اور بغیر اذن اُس شخص کے جسکی باندی اسکے نکاح مین ہو عزل بھی نہ کرے اور اپنی مملوکہ سے عزل بلا اذن جائز ہی یعنی نچاہیے کہ حالت مجامعت مین وقت انزال کی عورت سے علیحدہ ہوکر آب منی کو باہر ڈالے مگر باذن زوجہ حرہ خود یا باذن سید زوجہ کہ مملوکہ غیر ہی نہین تو حال اسکا مانند اُس شخص کے ہی کہ مسجد مین بیٹھا ہی اور عبادت نہین کرتا یا مکہ معظمہ مین ٹھہرا ہی اور حج سے محروم ہی اب جاننا چاہیے کہ جب دولھا اور دلھن کو صحبت صحیحہ حاصل ہو اور زفاف سے فارغ ہو چکین تو رات کو یا دن کو طعام ولیمہ بطریق و شرائط کہ اٹھائیسوین سوال کے جواب مین مذکور ہوگا طیار کر کے دوستون اور عزیزون اور ہمسایون اور قریبون اور مسکینون کو کھلاوے بعد اسکے زوج کو لازم ہی کہ نکاح کے باقی رہنے کے وقت تک زوجہ کے حقوق ادا کرے یعنی اُسکے ساتھ اچھی طرح معاشرت

زیور چاندی سونے کا اور موتی جواہر جو کچھ میسر ہو سو اُسکو پہنا دے اور در صورتیکہ اُسکی عورت کو بسبب بے مائگی کے اُسکے باپ نے جہیز کم دیا ہو یا کچھ بھی نہ دیا ہو اور غیر عورتون کو جہیز مین زیور اور اسباب وغیرہ بہت ملا ہو تو چاہیے کہ اُن عورتون کے جہیز کا احوال اُسکے روبرو بیان کرکے شرمندہ نہ کرے اور اُس کے مان باپ اور بہن بھائی کی ساتھ احسان کرتا رہے اور کبھی اُس کو گالی نہ دے نہین تو فرشتے اُسپر لعنت کرین گے اور اگر جو رو کوئی چیز بغیر کہے خاوند کے ہمسائے کو دیوے تو چپ رہے اور جب سفر سے آوے تو اُسکے واسطے کچھ تحفہ ہدیہ لاوے اور اُسکو تا لطف و مہربانی اور میٹھی بولی سے خوش رکھے اور تعلیم احکام شرعیہ پر بے موجب زدوکوب نہ کرے بلکہ اگر وہ سیکھنے مین تساہل کرے تو پہلے بہ نرمی و آہستگی پند و نصیحت کرے بعد ازان علیحدہ سووے لیکن اُسی گھر مین پھر اگر اسپر بھی نہ سمجھے اور بے پروائی کرے تو مارے لیکن اسطرح سے کہ زخم نہو اور منھ پر بھی نہ مارے اگر مارنا بھی سودمند اور مفید نہ ہو اور موافقت نہ کرے تو آخر کو طلاق دے غرضکہ بہر حال مرد کو عورت کی خاطرداری اور ادائے حقوق ضروریہ مشروعہ ضرور ہے اور عورت کو امور مشروعہ مین اطاعت خاوند کی لازم ہی اطاعت اور فرمانبرداری خاوند کی موجب دخول بہشت کا اور نافرمانی اُسکی باعث نکالؔ دُنیا اور آخرت کا ہی ترمذی نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو عورت کہ مرا اور خاوند اس سے راضی ہی تو وہ عورت بہشتی ہی اور ابو نعیم نے حلیہ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ پانچون وقت کی نماز اور ماہ رمضان کے روزے ادا کرے اور پاکدامنی اور خاوند کی اطاعت اختیار کرے جس دروازے سے چاہے بہشت مین داخل ہو اور ترمذی اور ابوداؤد نے قیس بن سعد سے اور احمد نے حضرت عائشہ اور ابوہریرہ اور معاذ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسی کو حکم دیتا کہ کسی اور کو سوائے خدا کے سجدہ کرے تو مقرر عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اگر خاوند عورت کو حکم دے کہ کالے پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ پر اور سفید کے کالے پر لیجاوے

پانچوان خاوند کا عیب کسی کے آگے بیان نہ کرے چھپا وے قدر حاجت سے زیادہ کوئی چیز اُس سے نہ مانگے ساتوان اُسکی خوشی سے خوش اور اندوہ سے اندوہگین ہو آٹھوان خاوند کو کسی بات مین غیرت نہ دلاوے نوان ہمیشہ آپ کو پاکیزہ رکھے اور جو کام اُس کو مکروہ معلوم ہو سو نہ کرے دسوان اولاد کو بددعا نہ کرے اور بعضون نے زیادہ بھی بیان کیے ہین چنانچہ انیس لواعظین مین اکیس حق مرد کے جورو پر اور اسی قدر جورو کے حق مرد پر لکھے ہین سو اُن اکیس مین جورو پر یہ بھی لکھا ہی کہ اگر خاوند کسی سے کچھ سوال کیا چاہے تو منع کرے کہ سوال کرنا موجب ہتک حرمت کا ہی اور محل غضب مین جواب سخت اور درشت نہ کہے اور فقر و فاقے کی حالت مین اُسکی حقارت نہ کرے بلکہ تھوڑے پر قناعت کرے اور رضا کر رہے اور اگر خاوند بیمار ہو تو اُسکی خدمت گذاری مین دریغ نہ کرے اور جبکہ خاوند محتاج اور پیر و ضعیف ہو تو آپ پسائی اور محنت کرکے اُسکے واسطے کھانا حاضر کرے اور اسکے لیے ہمیشہ خیر و برکت کی دعا کرتی رہے اور ہمیشہ نماز اول وقت پڑھا کرے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے اور دہلیز کے نزدیک نہ بیٹھا کرے اور بالاخانے پر چڑھکر ادھر اُدھر نہ دیکھے اور باہر کو نہ جھانکے اور بعد مرجانے خاوند کے چار مہینے اور دس دن سوگ کرے کہ واجب ہی یعنی بناؤ سنگار موقوف کرے مہندی اور چوڑی سرخ اور زعفرانی کپڑا استعمال نہ کرے سر مین تیل آنکھون مین کاجل سرمہ نہ لگاوے اور خاوند کے گھر سے باہر نہ جاوے اور صبر و سکوت سے بیٹھی رہے چلا کر رونا اور نوحہ کرنا سر پیٹنا چھاتی کوٹنا سب حرام ہی جب چار مہینے اور دس روز تمام ہون سوگ دور کرے یعنی مہندی سرمہ وغیرہ استعمال کرے اس مدت مذکورہ سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہی پھر بعد سوگ کے اگر چاہے تو کسی نیک مرد خوش وضع کے ساتھ نکاح کرے اور جو سوا اے خاوند کے کوئی اور مرے تو تین دن تک سوگ کرنا جائز ہی واجب نہین چاہے کرے چاہے نہ کرے تین دن سے زیادہ کسی اور کے واسطے سوگ کرنا حرام ہی اور مرد پر اُن اکیس حقوق مین یہ بھی لکھا ہی کہ مہر اُسکا جلد ادا کرے اور اسباب غسل کا مثل کھلی اور تیل وغیرہ کے ہر ہفتے مین بفراغت مہیا کر دیا کرے اور مقدور رہو تو

واسطے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کو اور ماں باپ کو ایذا دینے کو گناہ کبائر مین ذکر کیا ہی
اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزون کی وصیت
فرمائی اُن مین سے یہ بھی ہی کہ شریک مت ٹھہرا اللہ کے ساتھ کسی کو اگرچہ تجکو مار ڈالین یا جلا دین اور
ماں باپ کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجکو حکم کرین کہ اپنی جورو لڑکون کو اور مال واسباب کو چھوڑ کر
نکل جا اور مسلمؒ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار
فرمایا خاک آلودہ ہو جیو ناک اُس شخص کی جسکے ماں باپ دونون یا ایک بوڑھے ہون اور وہ اُنکی
خدمتگزاری مین قصور کرکے بہشت سے محروم رہے اور یہ بھی حدیث شریف مین ہی کہ جو شخص اللہ تعالی
کی حکم برداری کے لحاظ سے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے تو اُسکے واسطے دو دروازے
بہشت کے کھولے جاوین اور جو اکیلا ماں یا باپ ہو تو ایک کھولا جاوے یارون نے پوچھا
یا رسول اللہ اور جو ماں باپ اُسپر ظلم کرین آپ نے تین بار فرمایا اگرچہ ماں باپ ظلم کرین اور یہ بھی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو نیک بیٹا اپنے باپ کی طرف مہر کی نظر سے دیکھتا ہے
تو اللہ تعالی اُسکے واسطے ہر ہر نظر کے بدلے ایسے ایک ایک حج کا ثواب لکھتا ہی جس مین کوئی گناہ
نہوا ہو یعنی ایسا حج کہ گناہ سے خالی ہو یارون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ہر روز سو بار دیکھے
تو بھی ہر روز سو حج کا ثواب پاوے فرمایا ہان اللہ اللہ بہت بڑا اور بہت خوب ہی اُسکے
یہان کس چیز کی کمی ہی اور یہ کیا بڑی بات ہی ترمذیؒ نے اور ابو داؤدؒ نے ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کی ہی کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ
میری ایک جورو ہی کہ مین تو اُسکو بہت چاہتا ہون اور میری ماں اُس سے ناراض ہین آپ نے
فرمایا تو اُسکو طلاق دے ایک شخص نے حضور مین آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ چاہتا ہی کہ میرا
مال مجھسے چھین لے آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اولاد تمھاری
تمھارے کسب کی سب چیزون مین اچھا کسب ہی تم کھاؤ اپنی اولاد کے کسب اور کمائی مین سے
ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کا ہی آپ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہی کہا زندہ ہی فرمایا تو

تو اُسکو چاہیے کہ ایسا ہی کرے اور ترمذیؒ و ابن ماجہؒ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ اپنے خاوند کو آزردہ اور ناراض رکھتی ہے اُس سے بہشت کی حورین کہتی ہین اے عورت لعنت خدا کی تجھ پر یہ شخص تو تیرے پاس چند روز کا مہمان ہے تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آوے گا انتہی اب بعد اسکے یہ بھی دریافت کیا چاہیے کہ جب اولاد پیدا ہو تو اونکی پرورش اور اپنے ہاتھ سے اُنکو کھلانا اور کپڑے پہنانا اور وقت حوائج یعنی حاضر ورا و پیشاب کروانا اور شفقت اور محبت سے تا بحدِ بلوغ پالنا ماں کے ذمے ہے اور دودھ پلانا بھی حق ماں کا ہے اگر وہ قبول نہ کرے تو باپ کو چاہیے کہ کسی اور عورت مسلمان نیکبخت پاکدامن سے دودھ پلواوے لیکن اِن سب چیزون کا یعنی کھلانے پلانے کا اور دوا دارو کا اور لباس و پوشاک کا اور دودھ پلانے کا خرچ اور اسباب موجود کر دینا باپ کا ذمہ ہے اور اولاد کا نام اچھا رکھنا اور عقیقہ اور ختنہ کرنا اور کلام اللہ وغیرہ علوم دینی پڑھانا اور تربیت و تادیب اور نماز روزے کی تاکید کرنا اور کتابت اور تیر اندازی اور شناوری سکھانا اور جس کتاب مین حدیث عشق اور اوصاف حسن و جوانی عورتون کے ہون اُسکے پڑھانے سے دور رکھنا اور جو اُستاد ادیب کہ اُسکو شعر و شاعری سکھاوے اُسکی صحبت سے بچانا آخرش جب سولہ سترہ برس کا ہو تو کسی نیکبخت بھلی مانس کے ساتھ نکاح کر دینا یہ سب باتین باپ پر واجب ہین باپ نہو تو دادا پر وہ بھی نہو تو بموجب ترتیب عصبات کے اور وارثون پر ہے جبکہ اولاد جوان اور عاقل و بالغ ہو تو ان سے حقوق والدین اولاد پر واجب ہے کسی وقت اور کسی حال مین اُنکی اطاعت اور خدمت گزاری مین حتی الوسع و الامکان کسی طرح کا قصور نہ کرے اور بعد ادائے حقوق حق تعالیٰ کے سب حق پہ ماں باپ کا حق مقدم رکھے حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین کئی جگہ انسان کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے از انجملہ ایک جگہ فرمایا کہ ہمنے حکم کیا انسان کو اُسکے ماں باپ کے ساتھ نکوئی کرنے کا ماں نے اُسکو پیٹ مین رکھا بمشقت و محنت اور دو برس اُسکو اپنا دودھ پلایا شکر کر میرے واسطے اور اپنے ماں باپ کے

اور عزت جان کر کسی وقت اور کسی حال مین سرتابی نہ کرے اور جمیع امور مشروعہ مین اُن کی خاطرداری
اور خدمتگذاری سب پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی امر خلاف حکم خداے تعالیٰ اور رسول
علیہ السلام کے فرماوین تو اُسکو ہرگز نہ کرے کہ اُنکا حق اور اطاعت ماں باپ کے حق اور
اطاعت پر مقدم ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا شکر ادا کر اور ماں باپ کا اور اگر جنگ کرین اور لڑین
تیرے ماں باپ تجھ سے اس بات پر کہ تو شریک ٹھہراوے میرا اُس چیز کو جس کا تجکو علم اور خبر نہین سو
اس بات مین تو اُنکی اطاعت مت کر اور دُنیا مین اُنکے ساتھ بخوبی مصاحبت رکھ جس طرح
شریعت مین روا ہے اور حاکم و احمدؒ نے عمرانؓ سے اور حکیمؒ نے عمرو الغفاریؓ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی مین کسی کی فرمانبرداری نہین
اور صحیح بخاری و مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمانبرداری کسی بندے کی
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مین درست نہین انتہی اور ماں باپ کے حقوق مین ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کی
اولاد کے ساتھ یعنی اپنے بھائیون اور بہنون کے اور اُنکی اولاد کے ساتھ اور ماں باپ کے بھائیون اور
بہنون اور چچاؤن اور پھوپھیون اور خالاؤن اور ماموٗن کے ساتھ اور اُنکی اولاد کے ساتھ اور
ماں باپ کے دوستون کے ساتھ دوستی اور نکوئی اور صلۂ رحم کرتا رہے لیکن جو ان مین زیادہ قریب
ہے اُسکا حق زیادہ اور جو قرابت مین کمتر ہے اُسکا حق بہ نسبت زیادہ قریب کے کمتر سمجھے چنانچہ
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صاحب قرابت کا حق ادا کر اسی واسطے ہر غنی پر نفقہ ذی رحم محرم کا واجب
ہے بشرطیکہ ذی رحم محتاج ہو اور طاقت کسب کی نہ رکھتا ہو اور مسلمان بھی ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وارث پر نفقہ واجب ہے مثل نفقۂ اولاد کے اور حق والدین کا یہ بھی ہے کہ جب تک زندہ رہین
اکثر اُنکی خدمت مین حاضر ہوا کرے اور بعد وفات کے ہر ہفتے مین ایک دو بار اُنکی قبر کی
زیارت کیا کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کی قبر کی یا دونون مین ایک
کی ہر ہفتے مین زیارت کیا کرے گا اُسکے گناہ بخشے جائینگے اور فرمانبردارون مین لکھا جائیگا اور جو کوئی
آگے پیچھے اُنکی بدگوئی اور عیب جوئی کرے تو اُسکو بھی دیگر بدگوئی سے باز رکھے اور اگر بر تقدیر

اسکی خدمتگزاری مین رہا کہ بہشت اُسکے قدمون کے پاس ہی ترمذیؒ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ کی رضامندی باپ کی رضامندی مین ہی اور اُسکی ناخوشی اُسکی ناخوشی مین اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ ای رسول میرے جو شخص مان باپ کی اطاعت مین ہی تو اُس سے کہدے کہ تو چاہے سو بُرے کام کیا کر اللہ تجکو بخشے گا اور جو کوئی اُن کو ستاتا ہو اُس سے کہدے کہ تو جو چاہے سو بھلے کام کیا کر اللہ تجکو نہین بخشے گا اور یہ بھی حدیث قدسی مین ہی کہ جس شخص سے اُسکے مان باپ راضی ہین تو مین بھی اُس سے راضی ہون کسی شخص نے پوچھا یا رسول اللہ مان باپ کا کیا حق ہی فرمایا وہ دونون تیری بہشت اور دوزخ ہین یعنے اگر تو اُنکی اطاعت اور خدمت کریگا بہشتی ہوگا نہین تو دوزخی آپ دریافت کیا چاہیے کہ نفقہ مان باپ کا اور اُنکے مان باپ کا جو مفلس ہون اگرچہ کمانے کی طاقت رکھتے ہون اُس اولاد پر جو آزاد اور عاقل و بالغ ہو واجب ہی بشرطیکہ اولاد کو کسب یطاقت و قدرت بھی ہو اور چاہیے کہ جب اُنکو طاقت نہ رہے اور نشست و برخاست سے عاجز ہون تو فرزندارجمند اُنکو اُٹھاکر جاے ضرور اور پیشاب کرواوے اور بول و براز کو دیکھکر اُف نہ کرے اور مکروہ نہ جانے اور ناک نہ پکڑے اور اپنی لڑکائی کو یاد کرے کہ اِس کے واسطے اُنھون نے کیا کچھ تکلیفین اُٹھائین اور مدتون جا ضرور و پیشاب اسکا اپنے ہاتھون سے پاک کرتے اور دھوتے رہے اور کبھی ہرگز دم نہ مارا بلکہ بہت خوشی اور محبت سے طرح طرح کی ایذا اور رنج اُٹھایا کیے اور لازم ہی کہ کبھی اُن پر ناخوشی سے آواز سخت نہ بولے اور اُنکے گھر مین بغیر حکم لیے چلا نہ جاوے اور نام لیکر نہ پکارے اور اُنکے آگے بڑھکر نہ چلے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین آہستہ نرمی سے رسائی مین سمجھاوے اگر ایک دو بار کے کہنے مین عمل کرلین تو خیر نہین تو چپ ہو کر اللہ تعالیٰ سے اُنکی لیے نیک توفیق کی دعا مانگے اور استغفار کرے غرضکہ انسان کو چاہیے کہ مان باپ کی اطاعت اور ادا ے خدمت کو موجب نجات کا اور اُنکی خلاف مرضی اور ایذا رسانی کو باعث عذاب دوزخ

کانون مین اُنگلیان دے لیتے تھے اور مکحول رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ملاہی سننا گناہ ہی اور جس مجلس مین ملاہی موجود ہو وہان بیٹھنا فسق ہی اور اُس سے لذت
اُٹھانا اور مزہ لینا کفر ہی تائید اور درمختار مین فتاوائے بزازیہ سے لکھا ہی کہ ملاہی کی آواز سننا
معصیت اور اُسپر بیٹھنا فسق اور اُس سے لذت لینا کفران نعمت الٰہی ہی کہ حق تعالی نے اعضائے
بشری کو ان کامون کے واسطے نہین بنایا ہی قولہ اور ترصیع جو رسالۂ منظومہ کی شرح ہی اُس سے
فتاوای حمادیہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ جس نکاح کی مجلس مین راگ و رنگ یا کھوا ور ملاہی ہو تو اُس نکاح کے
درست ہونے مین علما کا اختلاف ہی یعنی بعض عالمون کے نزدیک وہ نکاح درست نہین دو وجہ
سے ایک وجہ یہ کہ دولھا اور دُلھن کے اولیا نے راگ و رنگ اور معازف و مزامیر وغیرہ اسباب
ملاہی کے حاضر کرنے کو حکم دیا اور گانے بجانے والون کو بہت زر دیا اس سبب سے دونون
کے ولی فاسق ہو گئے اور دوسری وجہ یہ کہ حاضرین مجلس ان آلات ملاہی کے سننے اور دیکھنے
سے سب فاسق ہوئے پس کوئی ولی لائق ولایت اور کوئی حاضرین مجلس مین لائق گواہی کے
نرہا تو نکاح بغیر ولی اور بغیر گواہون کے ہوا اور ایسا نکاح بعض علما کے نزدیک جائز نہین ہی لہذا
نکاح ایسا چاہیے کہ بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہو اور خزانۃ الروایۃ مین فتاوائے ظہیریہ
سے منقول ہی کہ اس طرح کے مسائل مین تین قسم پر ہین بعض اُنمین وہ ہین جنکو عمل مین لانا سب کے
نزدیک خطا ہی کفر نہین اس صورت مین فقط توبہ اور استغفار کافی ہی تنبیہ بشرطیکہ توبہ خلوص نیت
کے ساتھ ہو اور اُسوقت پھر ایسا کام کرنے کا ارادہ اور خیال مطلق دل مین نہ رہے فقط قولہ اور
بعض اُنمین وہ اعمال ہین جنکو عمل مین لانا بعض عالم کے نزدیک کفر اور بعض کے نزدیک خطا ہی
اس صورت مین چاہیے کہ احتیاط کے واسطے بعد توبہ اور استغفار کے نکاح کی بھی تجدید کرے
اور بعض وہ عمل ہین جنکو عمل مین لانے سے بالاتفاق سب علما کے نزدیک کفر لازم آتا ہی پس جو
شخص قصداً ایسا کام کرے یا ایسا کلمہ اور بات بولے جسکے کرلے اور بولنے سے کفر لازم آتا ہو تو
فوراً اُسکے اعمال نیک سب حبط اور باطل یعنی ناچیز ہو گئے اور نکاح ٹوٹ گیا اس حالت مین

اتفاقاً ازراہ بشریت کوئی امر خلاف مرضی اُنکی اُس سے صادر ہو جاوے یا کسی نوع کا قصور اور حرف نامناسب اُنکے سامنے نکل جاوے یا اُنکی خدمتگزاری خاطرخواہ ادا نہوئی ہو تو لازم ہی کہ اُن سے حالت حیات مین جلد معاف کروالے حدیث مین آیا ہی کہ والدین کا فرمانبردار دوزخ مین اور نافرمان بہشت مین داخل نہوگا اور اگر ناخوش مرے ہون تو ہمیشہ اُنکے واسطے دعا مغفرت اور علو درجات کی کیا کرے اور اُنکے قریبون کے ساتھ صلۂ رحم اور دوستون کے ساتھ دوستی کرے اور بقدر طاقت اُنکی طرف سے صدقہ اور خیرات کرے تو نام اُسکا نیکون اور فرمانبردارون مین لکھا جاوے اور اگر ہو سکے تو بعد اشراق کے دو رکعت نماز اُن کی خوشنودی کے واسطے پڑھکر اُنکو ثواب بخشے ہر رکعت مین بعد الحمد کے چار قل ایک ایک بار آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے بعد سلام کے چند بار درود پڑھکر یہ دعا پڑھے یَا لَطِیْفُ الْطُفْ بِیْ وَبِوَالِدَیَّ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّ اغْفِرْ هُمَا وَارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا امید ہی کہ حق تعالیٰ اُنکو اس شخص سے راضی کر دے آمین ثم آمین ہنیوان سوال نکاح کے بعد دولہے کو برات کے ساتھ نقارہ بجاتے ہوئے دولھن کے گھر کو جانا درست ہی یا نہین جواب اسکا نقارہ بجانا حرام ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ مسئلے سے ثابت ہی کہ ملاہی سب حرام ہین اور نتاوا سے کبریٰ مین لکھا ہی کہ نقارے کا کانا اور سننا حرام ہی کہ ملاہی مین داخل ہی لیکن صرف جہاد مین اسواسطے درست ہی کہ اُسکی آواز سے جو غازی لوگ ادھر اُدھر متفرق ہون سو جمع ہو جاوین پس ایسے مقام مین نقارہ بجانا گناہ نہین بلکہ عبادت ہی اور ڈھول تاشے کا اور نقارے کا ایک حکم ہی کہ یہ سب آلات لہو مین داخل ہین اور فتاوا ے حمادیہ مین مذکور ہی کہ جس باجے کی آواز سے بغیر گانے طرب اور سرور کیا جاوے اُسکا بجانا حرام ہی جیسے بربط اور طنبور اور معزف یعنی ایباجہ اور نقارہ اور مزمار یعنی نائے اور مجاہد رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نقارے کی آواز سنکر اپنے دونون کانون مین اُنگلیان دے لین اور فرمایا کہ مینے جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسے وقت مین اسی طرح دیکھا ہی یعنے آنحضرت بھی

اُنکا لکھنا موجب طوالت کا ہی اسواسطے یہان پر صرف وہ دس شرطین ضرور جانکر لکھتا ہون پہلی شرط حق تعالی کی بزرگی بڑائی عظمت کا نگاہ رکھنا دوسری شرط اللہ کو اور اسکے دوستونکو دوست رکھنا تیسری شرط ہر امر مین اللہ تعالی پر توکل اور اعتماد کرنا چوتھی اللہ تعالی سے کے دیدار شریف کا شوق رکھنا پانچوین اللہ تعالے کے فضل اور رحمت کا امیدوار رہنا چھٹی اسکے قہر و عذاب سے ڈرتے رہنا ساتوین سب احکام شریعت کے قبول کرنا آٹھوین جو چیزین اللہ تعالی نے حلال کی ہین اُنکو حلال جاننا نوین جو چیزین اللہ تعالے نے حرام کی ہین اُنکو حرام جاننا دسوین اللہ تعالی کے ذکر سے آرام پانا یہ دس شرطین ایمان کی ہین انکے خلاف و ضد کا اعتقاد کرنا اور عمل مین لانا کفر ہی فقط قولہ اب جاننا چاہیے کہ صرف دف بجانا اعلان نکاح کے واسطے مباح ہی اور تفصیل دف بجانے کی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ متبرک مین معمول تھا چوبیسوین سوال کے جواب مین لکھی جائے گی انشاء اللہ تعالی اکیسوان سوال شادی نکاح وغیرہ مین تھوڑی یا بہت آتشبازی چھوڑانا درست ہی یا نہین جواب آتشبازی چھوڑانا بیشک اسراف ہی اور اسراف کسی چیز مین ہو شریعت سے ممنوع ہے اللہ تعالے نے سورۂ بنی اسرائیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ دے تو ناتے والے کو اُسکا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اُڑا بکھیر کر یعنے بیجا خرچ کر کے خراب نہ کر بیشک اُڑانے والے بھائی ہین شیطانون کے اور شیطان ہی اپنے رب کا ناشکر یعنی مال بڑی نعمت ہی اللہ کی جس سے عبادت مین خاطر جمع ہو اور بہشت مین درجے بڑھین سو اُسکو بیجا اُڑانا بڑی ناشکری ہی چنانچہ سولھوین سوال کے جواب مین مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کی تحریر سے معلوم ہو چکا اور اسراف مین تھوڑا ہو یا بہت ہو سب برابر ہی سو مسلمان دیندار کو لازم اور واجب ہی کہ جس مین خدا اور رسول کی ناخوشی ہو اُسکو ترک کر دے اگرچہ بھائی بند اُسکے ترک کرنے سے ناخوش ہو جاوین یا طعن و تشنیع کرین جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت مین خواہش نفس اور کفار کی لعنت اور نام کے مسلمانون کی ملامت کو خیال مین نہین لاتے وہ لوگ قیامت کے دن اپنے اعمال نیک سے

اس پر فرض ہی کہ جلد توبہ اور استغفار کرے اور کفر کے موجبات سے انکار لاوے اور
از سر نو صاف نیت سے مسلمان ہو جاوے خواہ عورت ہو خواہ مرد سب برابر ہین بعد اسکے اگر
حج کر چکا تھا تو پھر اعادہ کرے اور نکاح از سر نو باندھے نہین تو زنا ہوگا اور اولاد حرام کی پیدا ہوگی
جب تک کہ توبہ نکرے گا اور از سر نو مسلمان نہووے گا اور کفر کی بات کو نچھوڑے گا کفر اسکا برطرف
نہوگا اور خدا کے نزدیک ہرگز مسلمان نہین اگرچہ موافق عادت کے کلمۂ شہادت پڑھا کرے اور نماز و
روزہ ادا کرتا رہے کچھ فائدہ نہین اور یہی مذہب مختار ہی انتہی تائید چنانچہ اپنے رسالۂ ہندی مین مولانا
مخدومنا مولوی محمد عبد المجید دام افاداتہم نے لکھا ہی کہ آدمی کو چاہیے ہمیشہ شکر خدا کا بجا لاتا رہے
اور جو بات یا کام سبب کفر کا ہی اُس سے پرہیز کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ صبح کو آدمی گھر سے مسلمان نکلے گا اور کافر پھرے گا اس
سبب سے کہ اُسوقت مین علم کم ہو جاوے گا آدمی کلمات کفر کے بولین گے اور دریافت نکرینگے
اگرچہ قصد کفر کا نہوگا لیکن کافر ہو جاوینگے اسواسطے کہ نجاننا عذر نہین ہر مسلمان کو فرض ہی کہ کفر سے
اور اُن چیزون سے جو سبب کفر کا ہی پرہیز کرتا رہے اور کفر کے سببون سے پرہیز اُسوقت
ہو سکے گا کہ ایمان کی شرطین یاد رکھے اور شرطین ایمان کی دس ہین اگر کسی شخص مین ایمان کی دس
شرطون مین ایک شرط بھی کم ہو یا ایسی بات بولے کہ اُس شرط کے نہونے پر دلالت کرے
اور وہ اُسکا اعتقاد رکھتا ہو وہ شخص بسبب حاصل ہونے اُس شرط کی ضد کے کافر ہو اگرچہ
موافق عادت کے کلمہ کہے اور نماز روزہ بجا لاوے جب تک کہ دل سے اُس شرط کی
ضد کو دور نہ کرے گا اُس شرط سے موصوف نہوگا اُسکو ایمان سے کچھ حصہ نہین اسواسطے ہر مرد
مسلمان اور عورت مسلمان پر فرض ہی کہ دس شرطین ایمان کی یاد رکھے تا کہ اُسکی ضد سے
پرہیز کرے اور ایمان اپنا سلامت لیجاوے انتہی تنبیہ جس شخص کو حاجت ہو تو وہ شرطین
اور تفصیل اُن کے ضدون کی اُس رسالۂ ہندی سے یا رسالۂ سعادت
دارین تالیف اُس بندۂ گنہگار مین سے بتفصیل تمام یاد کرلے اس رسالۂ مختصر

کسی پاس نے یہ خبر پہونچائی اور عرض کیا کہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے ایمان و اسلام پر بدستور قائم ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنکر اپنے نکاح کا پیغام اُم حبیبہؓ کے ساتھ کرنے کو نجاشی کے پاس عمرو بن اُمیہ کے ہاتھ بھیجا نجاشی نے اُسیوقت اپنی چھوکری ابرہہ نام کی زبانی اُم حبیبہؓ کو کہلا بھیجا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نکاح تمھارے ساتھ کرنے کو پیغام کہہ بھیجا ہے سو اگر تم کو منظور اور قبول ہو تو تمھارا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ دون یہ خبر سنتے ہی وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے ہاتھ کے دونون کنگن اور ایک انگوٹھی اِس نوید کے انعام مین ابرہہ کو دیے اور نکاح کے مقدمے مین خالد بن سعیدؓ کو اپنی طرف سے وکیل کر کے نجاشی کے پاس بھیجا اُسنے شام کے وقت جعفرؓ بن ابی طالب کو ایک جماعت مہاجرین رضی اللہ عنہم سمیت بلوا کر حقیقۃ الحال بیان کیا پھر یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ اِس خطبے کے بعد نجاشی نے کہا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے سننا چاہیے کہ جس کام کا رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مجکو پیغام بھیجا تھا سو مین نے اُسکو اجابت کیا پھر چار سو دینار زر سرخ اُن سب صاحبون کے آگے ڈال کر کہا کہ اِس قدر مہر مین نے مقرر کیا بعد اُسکے خالد بن سعیدؓ وکیل اُم حبیبہ نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِیْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ اما بعد پس قبول کیا مین نے اُس امر کو جو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کیا ہے اور مین نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے ساتھ کر دیا سو اللہ تعالی یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک کرے بعد اسکے نجاشی نے وہ سب دینار خالدؓ کے حوالے کیے خالدؓ نے لیکر اپنی گانٹھ باندھی لوگون نے چاہا کہ اب اٹھکر اپنے اپنے مکان کو جاوین تو نجاشی نے کہا کہ تم سب صاحب ذرا دیر اور بیٹھو کہ سنت اور طریق انبیا علیہم الصلاۃ والسلام

بہرہ مند اور کامیاب ہونگے اور اُنکے مخالف اپنے بد اعمال کی سزا پاکر اندوہ و ملامت و ذلت و شرمندگی
و ندامت اُٹھا وینگے اور وا حسرتاہ و واندامتاہ پکارینگے **بائیسوان سوال** اس ملک مین
معمول ہی کہ قاضی یعنی نکاح خوان ایجاب و قبول سے پہلے دولہا کو کلمہ طیب اور آمنت باللہ
اور دعاے قنوت وغیرہ پڑھاتے ہین یہ طریق مسنون ہی یا نہین اور ایجاب و قبول کے الفاظ
ایک بار کہنا کافی ہی یا تین بار تکرار ضرور ہی اور متولی نکاح کو ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ پڑھنا
مسنون ہی یا نہین اور کونسا خطبہ پڑھنا مسنون ہی **جواب** طریق مسنون اسطرح پر ہی کہ اول دولہن
کا ولی خطبہ پڑھے بعد اُسکے لفظ ایجاب و قبول کے دونون طرف سے کہے جاوین جس طرح
کہ اُنیسوین سوال کے جواب کے ضمن مین یہ سب احوال بخوبی تمام مذکور و مرقوم ہوا اور ایجاب و
قبول ایک بار کہنا کافی ہی کچھ تکرار کی حاجت نہین جیسا کہ بیع و شراء وغیرہ عقود دین تکرار ضرور نہین اور
دولہا اور دولہن کو نکاح کے وقت کلمہ طیب وغیرہ پڑھانا صحابہ اور علماء سلف سے منقول نہین
لیکن درصورتیکہ اُنکے عقیدے مین کچھ خلل اور فساد آگیا ہو دونون کے یا ایک کے تو دونون کو عقیدہ
صاف و درست کرواکے تجدید ایمان کے واسطے آمنت باللہ وغیرہ کے مطلب پر آگاہ کرکے طریقہ اسلام
کا سکھا دینا ضرور ہی اور بلا جو درستی عقیدہ او رسلامت ایمان کے نکاح کے وقت کلمہ طیب وغیرہ پڑھانے کو لازم
ٹھہرانا جہالت سے خالی نہین اور کتب احادیث و تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نکاح کا خطبہ پڑھنے مین
جو معمول صحابہ و سلف متقدمین کا تھا وہ تین خطبے ہین ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے نکاح کے وقت پڑھا تھا جو اُنیسوین سوال کے جواب مین مذکور ہوا
دوسرا وہ جو نجاشی بادشاہ حبش نے حضرت اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کیوقت حبش
مین بوقت انعقاد نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھا تھا چنانچہ مواہب لدنیہ مین اسکا بھی احوال
مفصل منقول ہی یہان بھی اسکا خلاصہ بطور اختصار لکھا جاتا ہی جاننا چاہیے کہ جب عبید اللہ بن
جحش حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند اُنکو لے کر حبش کو ہجرت کر گیا وہان پہونچکر
شومی طالع سے نصرانی ہو گیا اور وہان ہی فوت ہوا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو

نکاح خوان کو یا وکیل اور شاہدون کو جو دلہن کی طرف سے نکاح کر دینے کو آتے ہین اپنی خوشی سے بغیر مانگے
کچھ دینا درست ہی یا نہین جواب ان لوگون کو بغیر مانگے کچھ دینا مباح ہی اور اگر جبر کرین اور کلدو
اصرار سے مانگین تو مباح نہین چنانچہ خزانۃ الروایات مین لکھا ہی کہ یہ جو قاضیون نے اہل اسلام
مین مقرر کر لیا ہی کہ پہلے اولیا ر نکاح و منکوحہ سے کچھ لینا ٹھہرا لیتے ہین تب اجازت نکاح
پڑھ دینے کی دیتے ہین اور جبتک کہ راضی نہین ہو لیتے ہین نکاح کر دینے کو حکم نہین دیتے
سو یہ بات ظلم صریح اور حرام ہی قاضی کو بھی اور نکاح خوان کو بھی یعنی قاضی کو اور نکاح خوان کو اور
وکیل اور شاہدون کو دولہا اور دلہن کے اولیا ر سے اُن کے بغیر خوشی اور رضامندی کے
بزور و جبر کچھ لینا حرام ہی اور خوشی خاطر اگر کچھ دیوین تو لینا مضایقہ نہین چوبیسوان سوال ڈومنیون
کو دف کے ساتھ عورتون کی مجلس مین گانا اور اُسکے عوض مین اُنکو کچھ نقد یا کپڑے یا کچھ اور دینا
جائز ہی یا نہین جواب جو راگ کہ بغیر مزامیر وغیرہ گاوین اُسکے گانے اور سننے مین عالمون کا اختلاف
ہی چنانچہ دُر مختار مین لکھا ہی کہ بعض علما مطلق مباح کہتے ہین اور بعض مطلق حرام لیکن بحر الرائق مین
یون ہی کہ اصل مذہب مین مطلق حرام ہی پس اختلاف موقوف اور منقطع ہوگیا بلکہ ظاہر عبارت ہدایہ
سے ثابت ہی کہ وہ گناہ کبیرہ ہی اگرچہ صرف اپنا ہی جی خوش کرنے کو گاوے انتہی یعنی دُر مختار
کا مطلب تمام ہوا اور رفتاوا ے حمادیہ مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہی کہ
جو شخص گانے کے واسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی تو اللہ تعالے دو شیطان اُسکے دونون
کندھون پر سوار کرتا ہی پھر وہ دونون شیطان اُسکو اپنے دونون پاؤن سے اڑی مارتے
اور ٹھکراتے ہین جبتک کہ وہ گانا موقوف کرے انتہی اب جاننا چاہیے کہ صرف دف بجانا بغیر
راگ کے نکاح کے ظاہر کرنے کو مباح ہی ہدایہ مین لکھا ہی کہ جہاد مین نقارہ بجانا اور نکاح کے
مشہور کرنے کو دف بجانا یہ دونون بالاتفاق مباح ہین اگر کوئی شخص غازی کے نقارے کو
یا نکاح کے دف کو ضائع کر دے تو اُسپر تاوان ہی بالاتفاق بلا خلاف انتہی پس
دُر مختار اور ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اصل مذہب مین راگ حرام ہے

کھلا دین ہے کہ بعد نکاح کے کچھ کھانے کی قسم سے دوستون کو کھلا وین پھر کھانا منگوا کر سب کو کھلا کر رخصت کیا پھر نجاشی رح نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرجبیل بن حسنہ رض کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین روانہ کیا یہ سب احوال مواہب لدنیہ مین مذکور ہے دو تیسرا خطبہ وہ ہے جو مشکوٰۃ شریف مین عبد اللہ بن مسعود رض کی روایت سے منقول ہے اور اُسی کو اب بھی قبل نکاح کے پڑھنا علما کا معمول ہے اور بعد اُس خطبے کے ایجاب وقبول کرواتے ہین وہ خطبہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ بعد اسکے قاضی یا وہ شخص جو تعقید نکاح کے واسطے مقرر ہوا ہے حاضرین جماعت کے روبرو دولھا سے کہے کہ فلانی عورت فلانے کی بیٹی اسقدر مہر کے عوض مین تیرے نکاح مین سینے دی دولھا اُسکے جواب مین کہے مین نے اُسکو قبول کیا پس جبکہ یہ ایجاب وقبول دونون طرف سے وقوع مین آیا تو نکاح منعقد ہوگیا اب یہ بھی دریافت کیا چاہیے کہ اُن الفاظ کو جو نکاح خوان نے بعد خطبے کے دولھا سے یا اُسکے ولی سے کہے ہین اُسکو ایجاب کہتے ہین اور وہ جو دولھا نے نکاح خوان کے جواب مین کہا اُسکو قبول کہتے ہین اور جو اتفاقاً دولھا یا اُسکا ولی دلھن سے یا اُسکے ولی سے درخواست نکاح کی کرے اُسکو بھی ایجاب کہتے ہین اور اُسکے جواب مین جو دلھن نے یا اُسکے ولی نے کہا اُسکو بھی قبول کہتے ہین غرضکہ پہلے کے قول کو ایجاب اور دوسرے کے قول کو قبول کہتے ہین تیئیسوان سوال نکاح کے بعد قاضی کو یعنے

درست نہین اسواسطے کہ یہ اجارہ اور ٹھیکا گناہ پر ہوا اور گناہ کی چیز اجارہ وغیرہ عقود کے مستحق اور لائق نہین اتنہی اور جبکہ صرف دف بجانا نکاح کی شہرت کو مباح ہی تو اسکی اجرت بھی دینا لینا مباح ہی غرضکہ خلاصہ اس جواب کا یہ ہی کہ مغنی اور مغنیہ یعنی ڈوم اور ڈومنی اگر دف بجانا راگ کے ساتھ جمع کرین تو گانا اور سننا اور اسکی اجرت مین کچھ نقد یا کوئی اور چیز لینا دینا سب حرام ہی **پچیسوان سوال** برات کی رخصت کے وقت یا اس سے پہلے دولھا کی طرف سے اپنے مقدور کے موافق دلھن کیطرف کے کمینون کو یعنی حجّام اور سقّے کو اور دھوبی اور بھنگی وغیرہ کو کچھ نقد وغیرہ دیا کرتے ہین درست ہی یا نہین **جواب** ایسے وقت مین مال خرچ کرنا اگر احسان اور سلوک کی نیت سے ہو تو درست ہی اور اگر اپنی ناموری کو اور لوگون کے دکھانے کو اور سنانے کو دین تو درست نہین اور اکثر لوگ ایسے وقتون مین صرف اور خرچ کرنے پر پابند رسومات مروجہ کے ہوتے ہین اس سبب سے اپنی ناموری اور شہرت اور ادائے رسم ودستور کی راہ سے خرچ کیا کرتے ہین حالانکہ مشکوۃ شریف کے باب الریا والسمعہ مین لکھا ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص کہ خلق کے دکھانے یا سنانے کو کچھ کام کرے تو اللہ تعالی اسکو سنوا دیگا اور نمایش کروادیگا یعنی اللہ تعالی اس شخص کو قیامت کے دن رسوا اور فضیحت کریگا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا تائیدا اور کلام مجید مین بھی سورۂ شوری مین اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ جو کوئی چاہتا ہو دین کی کھیتی بڑھا دین ہم اسکی کھیتی اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دین ہم کچھ اس مین سے اور اسکو آخرت مین کچھ حصہ نہین یعنے دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پھر اس محنت کا فائدہ آخرت مین کچھ نہین غرضکہ سارا کارخانہ نیک اعمال کا نیت پر موقوف ہی چنانچہ مثل مشہور ہی جیسی نیت ویسی برکت اور حدیث شریف مین بھی ہی اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ **چھبیسوان سوال** برات کی رخصت کے وقت فقرا اور مساکین قوم ہنود اور مسلمین کے جمع ہو کر دولھا کے ولی سے کچھ مانگتے ہین تو اسوقت انکو کچھ دیا کرتے ہین بلکہ بعضے لوگ اپنے مقدور موافق پیسے اور روپیے بانٹتے ہین

اور نکاح کے مشہور کرنے کو صرف دف بجا دینا مباح ہے اور تنبیہ الانام مین فتاوا ے سراجیہ سے
یون نقل کیا ہے کہ نکاح کی رات کو اعلان نکاح کے واسطے صرف دف بجا دینا مضائقہ نہین بشرطیکہ
دف مین جلاجل یعنی جھانجھ نہ لگے ہون اور اسکا بجانا کھیل اور خوشی کی نیت سے بھی نہو اسواسطے کہ
کھیل اور راگ دونون ممنوع اور مکروہ ہین اور تنبیہ الانام مین یہ بھی لکھا ہے کہ ملاہی کا سننا اور
اُسپر بیٹھنا بڑا گناہ اور فسق ہے لیکن دف کا مارنا صرف نکاح کے مشہور کرنے کو مباح ہے سو وہ
بھی اسطرح مارا جاوے جیسے نقارہ بجاتے ہین تائید اور مالابدمنہ مین لکھا ہے کہ ملاہی اور مزامیر اور
طنبورا اور ڈھول اور نقارہ اور دف وغیرہ سب بالاتفاق حرام ہین مگر غازیون کا نقارہ اور اعلان نکاح
کے واسطے دف مباح ہے انتہی اور فتاوا ے حمادیہ مین لکھا ہے کہ معلّیؒ نے بیان کیا کہ ابو المہاجرؒ نے کہا کہ ابان
بن ایاسؒ نے مغیرۃ بن شعبہؓ سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے
تمھارے واسطے شراب اور قمار اور زمار اور طبل اور دف مکروہ رکھا اور حرام کیا معلّیؒ کہتے ہین کہ
مین نے ابو المہاجرؒ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے عہد شریف مین دف کو کس طرح بجاتے تھے
ابو المہاجرؒ نے کہا ایک عورت تھی جب کسی کی شادی ہوتی تو وہ عورت ایک چلنی اور ایک چوب
لے کر ایک اونچے مکان پر چڑھکر چوب کو چلنی پر مارتی تا کہ لوگ اُسکی آواز سنکر جانین کہ شادی نکاح ہے
تفقطہ قولہ اور ڈومنیون کا دف کے ساتھ گانا اگرچہ صرف عورتون کی مجلس مین ہو تو بھی جائز نہین
اسواسطے کہ اس صورت مین مباح اور حرام کا جمع کرنا ہے اور قاعدہ اصول فقہ کا یون مقرر ہے کہ جس جگہ
مباح اور حرام جمع ہون وہان حرام کو ترجیح دین چنانچہ اشباہ ونظائر مین لکھا ہے کہ اگر حلال اور حرام
جمع ہون تو حرام غالب ہوتا ہے اور اسی معنی مین حکم اجتماع شے مبیح اور محرم کا بھی ہے یعنی کوئی
چیز مباح کر دینے والی اور دوسری حرام کر دینے والی دونون جمع ہون تو حرام کر دینے والی
چیز غالب ہے مباح کر دینے والی پر انتہی پس جبکہ اس صورت مین مباح پر حرام غالب ٹھہرا
تو نقد یا کپڑا وغیرہ ڈومنیون کو دینا راگ کی اُجرت ہوئی اور راگ پر اُجرت دینا لینا حرام ہے چنانچہ
ہدایہ کی کتاب الاجارہ مین لکھا ہے کہ گانے بجانے پر یا کسی اور ملاہی پر یا نوحے پر اجارہ کرنا

سے ثابت ہی چاہیے کہ بعد نکاح کے پہلے ہی دن ولیمہ کرین اور اگر دوسرے دن ہو تو بھی مشروع ہی اور تیسرے دن ریا ہی فقط **قولہ** اور رزین العرب نے مشکوٰۃ شریف کے حاشیے مین لکھا ہی کہ ولیمہ بعد دخول کے مسنون ہی اور بعض نے نزدیک وقت نکاح کے اور بعض کے نزدیک دونون وقت مسنون ہی انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ولیمہ اُس کھانے کو کہتے ہین کہ عقد نکاح کے قریب یا بعد دخول یا دونون وقت بطریق اداے شکر نعمت طیاً رکیا جاوے آور جو یہ رواج ہی کہ بعد نکاح کے دُلھن کی طرف سے دولھا کو اور براتیون کو کھانا دیتے ہین وہ بھی اگر بہ نیت ضیافت دیوین تو درست ہی اگرچہ سنت نہین بشرطیکہ وہ مجلس منکرات نہو اور راگ ورنگ سے اور جمیع منہیات سے خالی ہو **قولہ** اور امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم مین منکرات ضیافت ولیمہ وغیرہ کے بہت لکھے ہین اُن مین سُننا اوتار کا یعنی باجون اور ساز کا اور سُننا ڈومنیون وغیرہ بے راگ کا اور عورتون کو چھت پر جمع ہو کر مردون کی طرف دیکھنا بھی لکھا ہی اسواسطے کہ مردون مین اکثر جوان بھی ہوتے ہین تو البتہ خوف فتنہ وفساد کا ہی پس یہ سب چیزین ممنوع اور منکر ہین اُنسے بچنا اور ایسی چیزون کو دور کرنا اور تا بمقدور خود مٹا دینا لازم ہی اور جو دور نہ کر سکے تو وہان بیٹھنا درست نہین بلکہ وہان سے اُٹھ جانا واجب ہی شریعت مین خلاف شرع چیز کے دیکھنے اور سُننے کو بیٹھنا حرام ہی انتہی یعنی امام محمد غزالی رح کے قول کا مطلب تمام ہوا اَب جاننا چاہیے کہ طعام ولیمہ کا کھانا اور اُسکی دعوت قبول کرنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہی اور نہ کھانا یا دعوت قبول نہ کرنا گناہ ولیکن اس مین بھی شرط ہی کہ وہان کوئی چیز خلاف شرع نہو یعنی وہ مقام منکرات شرعیہ اور بدعات شرکیہ سے خالی ہو تو دعوت قبول کرے اور جاوے اور جو کوئی چیز خلاف شرع وہان موجود ہو تو دعوت قبول کرنا اور ایسی طعام کو کھانا درست نہین شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ اگر سابق سے معلوم ہو کہ وہان اسباب منکرات اور مخالف شرع جمع ہین تو وہان ہرگز جاوے ہی نہین جان بوجھکر ایسی جگہہ

ف فائدہ یعنے جو شرطین کہ طعام ولیمہ مین ہین وہ سب شرطین اس مین بھی ہین فقط ۱۲

اور بغیر مانگے نثار کرتے ہین جائز ہی یا نہین جواب اگر اُسوقت بہ نیت اداے شکر و تصدق
دونون گروہ کے فقرا اور مساکین کو دین اور نثار کرین تو جائز بلکہ مستحب ہی مشکوٰۃ شریف
مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا کے نام پر کچھ مانگے تو اُسکو دو اور
جو اپنی ناموری کے واسطے یا معمول اور رسم جانکر دیوین تو درست نہین اسواسطے کہ ایسے اُمور
مین اعتبار نیت کا ہی مشکوٰۃ شریف مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال مین نیت
شرط ہی قولہ اور فقرا اور مساکین کو للہ دینا اور تصدق کرنا کسی حال مین منع نہین چنانچہ مشکوٰۃ شریف
مین لکھا ہی کہ بہیسہ نے ذکر کیا کہ میرے باپ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال
نہین فرمایا پانی پھر کہا یا نبی اللہ اور کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا وہ نمک ہی پھر پوچھا
یا نبی اللہ اور کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا تیرا اچھا کام کرنا تجکو بہتر ہی یعنی بھلا کر بھلا ہوگا
اور حدیث قدسی مین بھی وارد ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
ابن آدم تو خرچ کر مین تجھ پر خرچ کرون **ستائیسوان سوال** برات کے رخصت ہوتے وقت دُلھن
کی طرف والے دولھا کو بطریق سلامی اور اسی طرح دولھن کو دولھا کے گھر پہنچنے کے بعد
دولھا کی طرف والے بطور رونمائی یعنے منھ دکھائی نقد اور زیور وغیرہ دیا کرتے ہین یہ رسمین
جائز ہین یا نہین **جواب** شریعت محمدی مین ان باتون کی کچھ اصل پائی نہین جاتی لیکن بحسب
ظاہر مباح معلوم ہوتا ہی اور لازم کر لینا امر مباح کا ضرور نہین پس جو کوئی اپنی خوشی سے دیوے تو
مباح ہی اور جو نہ دیوے تو اُسپر کچھ طعن و ملامت کی بات نہین اور جس چیز کا لازم ہونا اصول اربعہ یعنی کتاب
اور سنت اور اجماع اور قیاس سے ثابت نہو اُسکو اپنے ذمے پر لازم کر لینا جائز نہین بلکہ بدعت اور احداث
فی الدین ہی **اٹھائیسوان سوال** طعام ولیمہ برادری کے لوگونکو قبل نکاح کے کھلانا سنت ہی یا بعد نکاح کے **جواب**
طعام ولیمہ مین سنت یون ہی کہ نکاح کے بعد دولھا یا اُسکا ولی دو تین دن کھانا کھلادے اور جو نکاح سے پہلے
کھلاوے تو سنت ادا ہونا عجب ہی اور عین العلم مین لکھا ہی کہ ولیمہ کرنا قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

خلاف شرع نہین تو البتہ قبول کرنا چاہیے تنبیہ اب جاننا چاہیے کہ ان سب احکام پر عمل کرنے مین
مرد اور عورت سب برابر ہین یعنی جیسا کہ مردون کو بُری جگہ جانا اور منکرات و منہیات سے کنارہ پکڑنا اور
احکام شرع کو سیکھنا سکھانا اور حق و باطل و درست و نادرست کو ہر ایک پر صاف صاف ظاہر
کر دینا فرض ہے ویسا ہی عورتون کو بھی فرض ہے یعنی جس بے شرع کے گھر کسی شادی مین ڈھول
منکرات اور ممنوعات شرعیہ موجود ہون یا غمی مین نوحہ وغیرہ رسومات اہل جاہلیت و بدعت کے
ہون وہان عورتین بھی نہ جاوین اور نہ چھپکر دیکھین بلکہ ہمیشہ ایسے مقام مین جانے سے
پرہیز کرتی رہین اور گناہ کبیرہ جانا کرین تو قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے
بچین گناہ کے مقام مین بغیر عذر شرعی جانے کو درست سمجھنا کفر ہے اگر ہا وجود گناہ جاننے کے
بے عذر شرعی جانا کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہ پر اصرار قریب بہ کفر ہے اگرچہ اُس جگہ صرف عورتین
ہی ہون تو وہان کسی اور عورت مسلمان کو جانا نہ چاہیے اور اگر بنا دانستگی ایسی جگہ کسی عورت
کو جانے کا اتفاق پڑ جاوے اور بعد پہونچنے کے کوئی امر خلاف شرع وہان دیکھے یا معلوم
کرے تو اُسکو مٹا دے اور سب عورتون کو جو اُس امر نامشروع پر جمع ہین ایسے حرکات سے
منع کر دے اگر باز آوین تو آپ بھی بیٹھے نہین تو ناخوش ہو کر چلی آوے وگرنہ یہ بھی اُنکے
برابر اُس گناہ کے عذاب مین گرفتار ہوگی اور جو بغیر حکم خاوند کے جاوے گی تو بموجب روایت
محیط اور کفایہ کے مہر اور نان و نفقہ وغیرہ اُسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور جو خاوند اور اولیا
اُسکے اپنی رضامندی سے اُسکو وہان بھیجین گے تو بموجب روایت فتاواے خانیہ اور
خزانۃ الروایات کے دیوث ہو جاوین گے اُنکے پیچھے نماز درست نہین اگرچہ عالم اور قاری ہون
علی ہذا القیاس یہی حکم تعزیت کا بھی ہے یعنی موتے کی تعزیت کو اہل مصیبت کے پاس باوجود
منکرات شرعیہ کے مرد اور عورت کو جانے مین یہ سب قباحات مذکورہ موجود ہین واللہ اعلم
بالصواب والیہ المرجع والمآب اُنتیسوان سوال کچھ نقد یا کھانا پکا ہوا یا غلہ محتاجون کے دینے
کو جنازۂ میت کے ساتھ بھیجنا درست ہے یا نہین جواب جو کوئی میت کو ثواب پہونچانے کی

جانا گناہ ہی اور جو وہان پہونچنے کے بعد دریافت کرے تو اس صورت مین اگر یہ جانے والا مقتدا ہی یعنی لوگ اسکے چلن اور طریق کو سند پکڑتے ہین اور شریعت کے مقدمے مین اسکی پیروی کرتے ہین تو اسکو لازم ہی کہ اُس خلاف شرع چیز کو اپنے ہاتھ سے دور کرے یا زبان سے منع کر کے دور کروا دے تو بیٹھے اور جو خود دور نہین کر سکتا اور زبانی کہنا بھی اثر نہین کرتا تو ناخوش ہو کر وہان سے چلا آوے اور ہرگز نہ بیٹھے اور اگر یہ شخص جانے والا عوام الناس مین سے ہے کہ اُسکے قول و فعل کی کچھ سند نہین اور منع بھی نہین کر سکتا تو دل سے بُرا جانے اور ناچاری کو بیٹھکر کھانا کھا لیوے عامی کو نہ چاہیے کہ بدعت کے لحاظ سے سنت کو ترک کرے جیسی جنازے پر اگر عورت نوحہ گر حاضر ہو تو بھی نماز جنازے کی ترک نہ کرین انتہی یعنی شرح وقایہ کا مطلب تمام ہوا لیکن باوجود جواز کے اس عامی کو بھی واجب ہی کہ ایسے مقام مین حاضر ہونے کو دل سے مکروہ اور بُرا جانے اگر بخوشی خاطر وہان بیٹھے گا اور دل مین کراہت نرکھے گا تو خوف زوال ایمان کا ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر شی غیر مشروع کو ہاتھ سے دور کرنیکی اور زبان سے منع کرنے کی طاقت نہو تو دل مین ضروری کراہت رکھے اور ایسا شخص بڑا ضعیف الایمان ہی اور یہ بھی معلوم کیا چاہیے کہ فقط راگ رنگ ہی اسباب منکرات شرعیہ سے نہین ہی بلکہ جو چیز خلاف شرع ہو وہ سب ممنوع و منکر ہی چنانچہ ان مین ایک یہ بھی ہی کہ امیرون اور دولتمندون کو ولیمے کی دعوت مین بلاوین اور فقیرون اور محتاجون کو ترک کرین مشکوٰۃ شریف مین بخاری و مسلم سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کھانون مین بُرا کھانا اُس ولیمے کا ہی جس مین دولتمندون کو بُلاوین اور فقیرون غریبون کو محروم چھوڑین اور جو شخص دعوت کو یعنے ولیمے کو ترک کرے وہ خدا کا اور اُسکے رسول کا گنہگار ہوا انتہی تائید اور ینابیع مین لکھا ہی کہ جس شخص کو کھانا کھانے کے واسطے بُلاوین اُسکو واجب ہی کہ قبول کرے اگر قبول نہ کرے گا گنہگار ہوگا بشرطیکہ وہان کوئی چیز گناہ اور بدعت کی نہین اور اگر ہی تو ہرگز نہ جاوے بلکہ اس زمانے مین قبول نکرنا اَولیٰ ہی لیکن اگر خوب یقین ہو کہ وہان کوئی بے چیز

علماے حنفیہ کے نزدیک ثواب عبادت بدنی او مالی کا میت کو پہونچتا ہے ہدایہ مین لکھا ہے کہ انسان
کو اپنے اعمال نیک کا ثواب دوسرے کو دینا نزدیک اہل سنت وجماعت کے جائز ہے نماز ہو یا
روزہ صدقہ ہو یا کچھ اور رہا اور سیوطی نے شرح الصدور مین لکھا ہے کہ طبرانی نے اوسط مین نقل
کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے سنا ہے کہ جو شخص
مرجاتا ہے اور بعد اُسکے اُسکے وارث اُسکی طرف سے کچھ تصدق اور خیرات کرتے ہین تو جبرئیل اُس
صدقے کے ثواب کو ایک نور کے طبق مین رکھکر اُس میت کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر
کہتے ہین ای گہری قبر والے یہ تحفہ تجکو تیرے گھر والون نے بھیجا ہے تو اُس کو قبول کر پھر وہ ہدیہ
اُس میت کے پاس پہونچتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور خوشخبری پاتا ہے اور وہ مردے جو اُسکے
ہمسائے ہین اور اُنکے وارثون نے کچھ ہدیہ تحفہ نہین بھیجا ہوتا ہے وہ مردے اسکو دیکھکر غمناک
اور دلگیر ہوتے ہین اور شرح الصدور مین یہ بھی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے کا درجہ بہشت مین بلند کرے گا تو وہ
بندہ عرض کرے گا خداوندا یہ درجہ مجکو کہان سے اور کیونکر ملا یعنی میرے اعمال تو اس لائق نہین تھے
حق تعالی فرمائیگا کہ تیرے بیٹے نے تیرے واسطے استغفار کیا تھا اس سبب سے تجکو یہ درجہ ملا اور شیخ
عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے جامع البرکات مین جو مشکوٰۃ شریف کی شرح کا منتخب ہے قول
شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ کا لکھا ہے کہ عبادت مالی ثواب اور اُسکا فائدہ جو کوئی کسی میت کو پہونچاوے تو بالاتفاق
پہونچتا ہے اور عبادت بدنی کے ثواب پہونچنے مین اختلاف ہے اور قول اصح یہ ہے کہ پہونچتا ہے تنبیہ ہر انسان کو
چاہیے کہ اپنے والدین اور اقربا کے واسطے بلکہ جمیع مومنین اور مومنات کیواسطے حق تعالی کی جناب مین
دعا اور استغفار کرتے رہین اور حتی المقدور کسی طرح کی حاجت روائی محتاجون کی محض بہ نیت للہ کر کے
اسکا ثواب اُنکو پہونچایا کرین تو قیامت کے دن عذاب سے بھی نجات پاوین اور درجات عالیات کو
بھی پہونچین اکتیسوان سوال دستور ہے کہ جو کوئی مرجاتا ہے تو اُسکے خویش و اقارب اور ہمسائے
اُس میت کے وارثون کو کھانا پکاکر بھیجتے ہین یہ کھانا بھیجنا کے روز تک درست ہے جواب برایق

نیت سے کچھ نقد یا غلہ یا کھانا محتاجون اور مسکینون کو اپنے مال مین سے للہ تقسیم کریں تو بہرحال درست ہی
اور اگر اُس میّت کے ترکے مین سے اُسکے ثواب کو دیوے تو اس شرط سے درست ہی کہ وارث
اُسکے سب جوان ہون اور سب کی مرضی دینے پر ہوا اور جو اُسکے وارثون مین نابالغ بھی ہون یا
بعض جوانون کی مرضی مین دینا منظور نہو تو چاہیے کہ اُس ترکے کو بعد ادا کرنے اُن حقوق کے جو
میراث پر مقدم ہین باقی کو بموجب فرائض اللہ تقسیم کر کے چھوٹون کا حق علیحدہ کر کے جوانون مین
جو چاہے جتنا چاہے محتاجون کو خالصاً للہ دیکر ثواب اُسکا میّت کو بخشے قبل تقسیم کسی کو دینا جائز
نہین اور اِن چیزون کا میّت کے ساتھ قبر پر لیجانا جاہلیت کی رسم ہی شرع شریف سے ثابت
نہین اور جس چیز کی نظیر اصل شریعت مین پائی نہ جاوے اُسکا کرنا حرام ہی یا مکروہ اور میّت کے
ثواب کے واسطے محتاجون اور مسکینون کو دینا جائز ہی لیکن جنازے کے ساتھ قبر پر ہرگز نہ لیجاوین
اسواسطے کہ جو چیز میّت کے ثواب کی نیت سے محتاجون کو دیتے ہین تو مستحب ہی کہ خالصاً
لوجہ اللہ بے روی وریا بلا تعین روز اور وقت کے دیوین نہین تو بدعت ہو جاوے گی
اور اس صورت مین اسطرح سے انکا دینا کراہت سے خالی نہین اللہ تعالی ہر ایک کو نیک
توفیق دے آمین تنبیہ جاننا چاہیے کہ جو چیزین میّت کے ترکے مین میراث پر مقدم ہین وہ تین
ہین تجہیز و تکفین میّت اداے دَین میّت اور اجراے وصیّت میّت تا ثلث مابقی یعنی سب سے
پہلے میّت کے ترکے مین سے اُسکی تجہیز و تکفین یعنی گور و کفن وغیرہ اسباب ضروریہ بغیر افراط و تفریط
کے کرین بعد اسکے جو باقی رہے اُن مین سے اُسکے ذمّے کا قرض جو ہو سو ادا کرین اور جو روکا مہر
بھی قرض مین داخل ہی بعد اداے قرض کے اگر میّت وصیّت کر مرا ہو کہ میرے بعد اسقدر میرے
مال مین سے فلانے کو دینا تو اُس مال مین سے جو بعد اداے دَین کے بچا ہی وصیّت جاری کرین
تہائی مال تک بشرطیکہ غیر وارث کے واسطے وصیّت کی ہو پھر جو ان تینون کامون کے بعد
بچ رہے اُسکو علی فرائض اللہ وارثون پر تقسیم کردین تیسوان سوال عبادت بدنی
اور مالی کا ثواب جو زندہ لوگ مُردون کو پہونچاتے ہین پہونچتا ہی یا نہین جواب

اور اُسکو غریق رحمت کرے اور تجکو اس مصیبت پر صبر عنایت فرما دے اور اُسکی موت پر تجکو اجر دے اسی طرح مضمرات مین بھی فتاوا ے حجت سے منقول ہی اور عالمگیری مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے وقت وہ الفاظ فرماتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہی اللہ ہی کا ہی جو کچھ کہ اُسنے لے لیا اور جو کچھ کہ اُسنے دیا اور ہر ایک چیز کا اللہ کے پاس وقت مقرر ہی سو یہ الفاظ کہنا بہت خوب ہی تنبیہ لیکن کافر کی تعزیت کسی وقت مین جائز نہین اسواسطے کہ تعزیت کیوقت مُردے کے واسطے دعا مغفرت کی کرنا چاہیے اور کافر مستحق استغفار کا نہین فقط قولہ اور حدیث شریف سے مطلق دعا مین ہاتھ اُٹھانا ثابت ہی پس اُسوقت بھی مضائقہ نہین لیکن تخصیص اُسوقت کی حدیث سے منقول نہین کہ اُسوقت کے واسطے ضرور ہاتھ اُٹھانا چاہیے تینتیسوان سوال میت کی تعزیت کب تک درست ہی جواب مرنے کے وقت تین دن کے اندر ایک بار تعزیت کرنا جائز بلکہ مستحب ہی ایک بار سے زیادہ اور تین دن کے بعد ماتم پُرسی مکروہ ہی لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا اہل مصیبت کہین دور رہون تو جب میسر آوے تب تعزیت کرنا مضائقہ نہین عالمگیری مین لکھا ہی کہ حسن رض نے زیاد رض سے روایت کی ہی کہ جو شخص ایک بار اہل مصیبت کے پاس تعزیت کر چکا ہو تو پھر دوسری بار تعزیت کو جانا سزاوار نہین اور وقت اُسکا مرنیکے وقت سے تین دن تک ہی بعد تین دن کے تعزیت کرنا مکروہ ہی مگر درصورتیکہ تعزیت کرنیوالا یا اہل مصیبت یعنی جنکے پاس تعزیت کو جاوین وہ مرنے کیوقت سے تین دن کے اندر وہان نہو تو جب میسر آوے تب تعزیت کرنا جائز ہی اور جامع البرکات مین لکھا ہی کہ تعزیت کرنا مرنے کے وقت سے تین دن تک مستحب ہی اور تعزیت کے معنی اہل مصیبت کو صبر اور تسلی دلاسا فرمانا اور عزا کے معنی صبر کرنا اور اہل مصیبت کو مکروہ ہی کہ اپنے دروازے پر بیٹھین اور لوگ جمع ہوکر تعزیت کرین بلکہ یون چاہیے کہ جسوقت مُردے کو دفن کر چکین تب وہان سے پھر کر سب لوگ اپنے اپنے کام کو جاوین اور اہل میت اپنے کام مین لگین اور بخارا کے بعض مشائخ نے لکھا ہی کہ تعزیت حاضر کی تین دن اور غائب کی ایک دن ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اہل مصیبت کو

شرح مواہب الرحمٰن مین لکھا ہی کہ میت کے ہمسایون کو اور قریبون کو اور بعید دن کو مستحب ہی کہ اُسکے
وارثون کو یعنی جو اہل مصیبت ہین اُنکے واسطے کھانا پکاکر اسقدر بھیجین کہ ایک دن اور رات کو اُنکے
واسطے کفایت کرے کہ اپنے گھر پکانے کی حاجت نہ پڑے یعنی دونون وقت پیٹ بھر کر کھالین انتہے
اور صحیح ترمذی مین عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جس وقت جعفرؓ کے شہید ہونیکی
خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئی تو آپ نے لوگون سے فرمایا کہ جعفرؓ کے گھر والون کے
واسطے کھانا طیار کرو کہ اُن کو اس مصیبت مین کھانا پکانے کی فرصت نہین اور مشکوٰۃ شریف
مین بھی یہ حدیث منقول ہی مگر کچھ لفظون کا فرق ہی اور شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے جامع البرکات
مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے ہمسایون اور قریبون کو اور دوست
اور آشنا کو مستحب ہی کہ اہل میت کے واسطے کھانا طیار کرین اور بعضون نے لکھا ہی
کہ اہل مصیبت کے واسطے پہلے دن کھانا بھیجنا جائز ہی اسواسطے کہ اُنکو اُس دن میت
کی تجہیز و تکفین کے سبب کھانا پکانے کی فرصت نہین ہوتی اور دوسرے دن مکروہ
ہی اگر اُن مین عورت نوحہ گر جمع ہون اس واسطے کہ نوحہ گر کو کھانا دینا گناہ پر مدد کرنا ہی اور
اہل مصیبت کے سوائے کسی اور کو وہ طعام کھانا بعض علما کے نزدیک جائز اور بعض کے
نزدیک مکروہ ہی اور ابو القاسم نے کہا ہی کہ اگر غیر آدمی یعنی اجنبی میت کی تجہیز و تکفین مین مشغول
ہو اور اپنے گھر تک جانے کی فرصت نہ پاوے تو اُسکو بھی وہ کھانا مضائقہ نہین چنانچہ
مطالب المومنین مین ایسا ہی لکھا ہی تینتیسوان سوال میت کی تعزیت اور ماتم پرسی کے
واسطے اہل میت کے پاس جانا اور دونون ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ پڑھنا درست ہی یا نہین جواب
میت کی تعزیت کو اہل میت کے پاس جانا اور میت کے واسطے دعا مغفرت کی اور
اہل مصیبت کے واسطے دعا حصول صبر کی کرنا مستحب ہی فتاوائے عالمگیری مین لکھا ہی کہ
تعزیت مین اہل مصیبت کے واسطے دعا حصول صبر اور خیر کی کرنی مستحب ہی کہ اہل مصیبت
سے یون کہے کہ اللہ تعالی تیری میت کی مغفرت کرے اور اُسکے گناہون سے در گذرے

لبجانا اور قرآن پڑھکر دعوت لینا اور صالحون اور قاریون کو تمام کلام اللہ یا سورۂ انعام یا
سورۂ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہی اور اہل مصیبت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہی
اس لیے کہ ضیافت لینا شادی مین چاہیے غمی مین نہین چاہیے کہ بدعت قبیحہ ہے اسی طرح مستملی
شرح منیۃ المصلی اور فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہی
کیونکہ یہ بات شادیون مین مشروع ہی نہ کہ ماتمون مین اور نزاد ر الفتاوے مین آیا ہے
کہ جو کھانا مُردے کے واسطے تیسرے دن یا ساتوین دن یا چہلم کو یا برسی کو طیار کرین
وہ کھانا علما اور فضلا کو کھانا مکروہ ہی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مُردے کا
کھانا دل کو مُردہ کرتا ہی اور مریض کا کھانا دل کو مریض کرتا ہی اور نوادر الہشام مین لکھا ہے
کہ جو کھانا مُردون کی روح کے واسطے طیار کیا ہو اُسکا قبول کرنا مکروہ ہی اور یہی مضمون
فتاوای قراخانی مین بلکہ سب معتبر فتاوون مین غرب سے شرق تک مندرج اور مملو ہے
لیکن بلا تخصیص اور بلا تعیین ان دنون کے اور کسی اور دن کے جب چاہے تب
مُردے کی طرف سے کھانا پکا کر محتاجون اور مسکینون کو دینا بہت خوب ہی چنانچہ بزازیہ نے کہا ہے
کہ اگر کھانا محتاجون کے واسطے طیار کیا جاوے تو بہتر ہی اور جامع البرکات مین مذکور ہے
کہ جو کھانا مُردون کی طرف سے محتاجون پر تصدق کرنے کو پکاوین کہ ثواب اُسکا مُردون کو
پہونچے وہ کھانا سوا محتاجون اور فقیرون کے کسی اور کو کھانا درست نہین کیونکہ تصدق
تو فقیرون ہی پر ہوتا ہی اور اغنیا کے واسطے ہدیہ مقرر ہی اور یہ جو اس ملک مین رسم ہے
کہ طعام وغیرہ کے سامنے رکھکر دونون ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ وغیرہ بطور رواج اس دیار
کے پڑھتے ہین سو یہ طریق اور دستور علماے سلف سے منقول نہین بلکہ حرمین شریفین
مین آج تک کوئی اہل فضل وکمال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف سے اب تک
اُسی دیار پُر انوار مین رہتے آئے ہین طعام یا شیرینی پر کھا چکنے سے پہلے اس فاتحہ
مروجہ مذکور کے طریق سے واقف بھی نہین مگر جو لوگ ہندوستان کے حرمین کی

تین دن تک اپنے دروازے پر یا مسجد مین بیٹھنا مضائقہ نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر سنی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے اور آدمی آتے تھے اور تعزیت کرتے تھے اور یہ اس
زمانے کے لوگ تکلفات کرتے ہین جیسا کہ تیسرے دن فرش و فروش بچھانا اور شامیانے وغیرہ
کھڑے کرنا اور خوشبو تقسیم کرنا اور اسی طرح کچھ اور واہیات کرنا سب بدعت شنیعہ اور حرکات منہیہ ہین
اللہ تعالی اُنکی مغفرت کرے اور اُنکو توفیق راستی کی دے انتہی یعنی جامع البرکات کی عبارت کا مطلب
تمام ہوا تائید اور فتاواے ظہیریہ مین خانیہ اور محیط سے یون منقول ہی کہ اہل میت کو جائز ہی کہ تین
دن تک اپنے گھر مین بیٹھین اور لوگ اُنکے پاس آکر تعزیت کرین اور نہ بیٹھنا افضل ہی اور بیٹھنا دروازے
پر مکروہ ہی کہ یہ عمل جاہلیت کا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہی چنانچہ
نصاب الاحتساب مین بھی اسی طرح منقول ہی فقط چونتیسواں سوال دستور ہی کہ مرنے سے
تیسرے دن لوگ جمع ہوکر تعزیت کے واسطے میت کے گھر جاکر کلمۂ طیب اور سورۂ فاتحہ اور
سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکر ثواب بخشتے ہین اور اہل میت شیرینی وغیرہ اُسوقت حضار مجلس مین تقسیم
کرتے ہین یہ جائز ہی یا نہین اور تیجا اور دسوان اور بیسوان اور چالیسوان وغیرہ مقرر کرنا
درست ہی یا نہین جواب تعزیت کرنے کی اصل تو شریعت سے ثابت ہی جیسا کہ اوپر
معلوم ہو چکا لیکن تیسرے دن حافظون اور قاریون کو تمام کلام اللہ یا کوئی سورہ پڑھوانے
کو جمع کرنا مکروہ ہی نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ قرآن شریف کا بلند آواز سے جماعت
کے ساتھ پڑھنا جسکو سیپارہ خوانی کہتے ہین مکروہ ہی تنبیہ اور اکیس وجہین مکروہ
ہونے کی اُس مین لکھی ہین اس مختصر مین اُنکا لکھنا بخوف طوالت نامناسب ہے فقط
قولہ اور تیجا اور دسوان وغیرہ مقرر کرنا اور اُن دنون مین کھانا پکانا اور قرآن
پڑھکر اہل میت سے دعوت لینا مکروہ ہے فتاواے بزازیہ مین لکھا ہے کہ پہلے اور
تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا طیار کرنا اور موسم کے دنون مین قبر کے پاس کھانا یا شیرینی

اور امام کی قرارت کو سُنتے رہتے اور فتاوای بزازیہ مین اور فتاوای تاتارخانیہ مین لکھا ہی کہ کچھ
کھانا یا روٹی سامنے آوے تو کھانا شروع کردے اور سالن کا انتظار نہ کرے انتہی اب جاننا
چاہیے کہ اس ملک ہندوستان مین رواج ہی کہ جب کبھی کسی کو بزرگ یا کسی اور میّت کے
واسطے کھانا یا شیرینی وغیرہ کا ثواب پہونچانا منظور ہوتا ہی تو پہلے اکثر امیرون کو اور اپنی
برادری کے لوگون کو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ اُنکے روبرو رکھ دیتے ہین پھر
گھڑی دو گھڑی تک یا کم و بیش اُس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ مصطلحہ مروجہ اُس ملک کی پڑھتے ہین
بعد اُسکے وہ کھانا وغیرہ اُن لوگون کو کھلاتے ہین یعنی جبتک کہ فاتحہ مذکورہ بتما مہا عمل مین
نہ آوے اُسوقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا یا اُس مین کسی طور پر
تصرف کرنا روا نہین جانتے اور یہ بات اور عادت اوپر کی حدیثون اور روایتون کے
صریح خلاف ہی مناسب ہی کہ جو کھانا کسی کے ثواب پہونچانے کے لیے پکا دین تو فقیرون
اور محتاجون کو کھلا کر پھر ثواب اُسکا مُردے کی روح کو بخشدین اور چاہین تو الحمد و قل
ہو اللہ وغیرہ پڑھکر اُس کھانا کھلائے ہوئے کا اور ان سورتون وغیرہ سب کا ثواب اکٹھا
بخشدین راہ نجات مین لکھا ہی کہ جس کسی کو ثواب پہونچانا منظور ہو کھانا یا پانی محتاج کو دیکر ثواب
اُسکا مُردے کی روح کو بخشدین زیادہ بکھیڑا بیوقوفی ہی پینتیسوان سوال دستور ہی
کہ حافظون کو نوکر رکھکر میّت کی قبر پر مقرر کرتے ہین کہ وہان بیٹھکر کلام اللہ پڑھا کرین
اور اُسکا ثواب میّت کو بخشین یہ طور جائز ہی یا نہین جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی
اور روایتین مختلف اس باب مین منقول ہین فقہ کی بعض کتاب سے ایسا معلوم ہوتا
ہی کہ حافظون کو قرآن پڑھنے کے واسطے قبر کے پاس بٹھانا مکروہ ہی چنانچہ خزانۃ الروایات
مین فتاوای شاہان سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اسواسطے نوکر رکھے
کہ قبر کے پاس بیٹھکر کلام اللہ پڑھا کرے تو اُس پڑھنے کا ثواب نہ میّت کو پہونچے نہ اُس
پڑھنے والے کو ملے انتہی اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ قبر کے پاس قرآن شریف

زیارت کو جاکر وہان رہ گئے ہین اور اقامت اور بود و باش وہان کی اختیار کی ہی وہ البتہ
ہندوستان کی رسم اور عادت کے موافق اپنے گھرون مین مرتکب اس امر کے ہوتے ہین
سو اُنکا کچھ اعتبار نہین بلکہ وہان کے علماء ان ہندوستانیون کی ان حرکات پر خبردار ہو کر اُن کو
زجر اور توبیخ کرتے ہین اور جامع البرکات مین منقول ہی کہ طریق علماے سلف کا یون تھا کہ
کھانے کے بعد اہل ضیافت کے واسطے دعا مغفرت کی کرتے تھے اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہی
کہ مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھا کر صاحب طعام کو اس طرح دعا کرے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَہٗ وَيَسِّرْ لَہٗ اَنْ
يَّفْعَلَ خَيْرًا مِّنْہُ وَقَنِّعْہُ بِمَا اَعْطَيْتَہٗ وَاغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاجْعَلْنَا وَاِيَّاہُ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ
اور یہ بھی اس کتاب مین ہی کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہے اور بعد فراغت کے قل ہو اللہ احد پڑھے
اور جو پہلے بسم اللہ کہنا بھول جاوے تو جب یاد آوے تب کہے اور جو بعد کھانے کے یاد
آوے تو یون کہے بسم اللہ اوّلہٗ و آخرہٗ اور جو کچھ کہ علما رسلف سے بروجہ عبادت منقول نہین اُسکو
عمل مین لانا بدعت ہی اور جو بدعت ہی سو گمراہی ہی تنبیہ کھانے کے آداب سے ہی کہ جس وقت
کھانا سامنے رکھا جاوے تو بسم اللہ کہکر جلد کھانا کھانے مین مشغول ہو جاوین توقف روا نہین
یہانتک کہ اگر کھانا حاضر ہو اور اتفاقاً اُدھر نماز کے واسطے تکبیر اقامت شروع ہو تو یہ لوگ
کھانا کھاوین اور اپنی نماز مین تاخیر کرین مشکوٰۃ شریف مین حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ کہا اُنھون نے سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنی جبکہ کھانا موجود ہو تو نماز کو توقف کیا چاہیے انتہی اور
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ تم مین سے
کسی کے سامنے کھانا رکھا جاوے اور تب بھی نماز کے واسطے تکبیر شروع ہو جاوے تو
وہ شخص پہلے کھانا شروع کر دے تاکہ کھانے سے فراغت ہو اور نماز بعد فراغت کے
ادا کرے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ اگر کھانا اُنکے سامنے رکھا جاتا اور اُدھر اتفاقاً
نماز کے واسطے تکبیر شروع ہوتی تو جب تک کہ کھانے سے فراغت نہوتی نماز کو نہ آتے

تفسیر فتح العزیز مین زیر تفسیر آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا کے لکھا ہو کہ اس آیت سے اور اُن حدیثون سے جو اس آیت کی تفسیر اور معنی مین وارد ہین علما نے استنباط اور ثابت کیا ہو کہ مزدوری اور اُجرت علم دین کے پڑھانے اور سکھانے پر لینا حرام ہو کیونکہ پڑھانا اور بتلانا علم دین کا فرض ہو لیکن اگر کوئی شخص کسی کے گھر جاکر قطع مسافت کر کے کسی کو علم دین کا پڑھاوے یا لڑکون کو صبح سے شام تک یا کم یا سوا علم دین کی تعلیم کے واسطے قید مین رکھے یا کسی مدرسے مین تعلیم کے واسطے مقید ہو کر بیٹھے تو بیشک یہ اُجرت لینا اس قطع مسافت وغیرہ کے عوض مین ہو نہ مقابل تعلیم علم دین کے اور وہ جو علماے متاخرین نے تعلیم قرآن مجید پر اُجرت لینا جائز رکھا ہو وہ یہی صورت ہو اور مراد اس سے یہی تعلیم ہو اور جو کوئی شخص کسی کے پاس آکر کہے کہ فلانی آیۃ مجکو سکھا دو پھر وہ اُس سے مزدوری طلب کرے سو یہ اُجرت بالاتفاق علماے متقدمین و متاخرین حرام ہو انتہی محصلہ

چھتیسوان سوال عُرس کا دن مقرر کرنا اور اُس دن کھانا وغیرہ محتاجون کو اور برادری کے لوگون کو بطور بھاجی کے تقسیم کرنا درست ہو یا نہین اور یہ جو مشہور ہو کہ شب جمعہ وغیرہ مین مُردون کی روحین اپنے اپنے گھر مین آکر آواز نرم سے کہتی ہین کہ اے میرے وارثو تم میرے واسطے کچھ صدقہ دو یہ روایت حدیث کی معتبر کتابون سے ثابت ہو یا نہین

جواب عُرس کا دن مقرر کرنا درست نہین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری مین لکھا ہو کہ اولیاء اور شہداء کی قبرون کو سجدہ کرنا اور اُن کے گرد پھرنا اور اُن پر چراغ روشن کرنا اور اُن پر مسجدین بنانا اور ہر برس روز کے بعد عید کی طرح جمع ہو کر عرس کرنا کچھ جائز نہین یہ سب افعال جاہلون کے ہین انتہی اور بغیر تعین دن کے مُردے کو ثواب پہونچانے کی نیت سے طعام وغیرہ محتاجون کو بانٹنا جائز ہے اس کو کوئی منع نہین کرتا لیکن وہ کھانا جو مُردے کے بعد طیار کر کے خانہ بخانہ برادری مین بھاجی کی طرح بھیجتے ہین اسکا کچھ اعتبار نہین اس لیے کہ ایسی چیز دینے مین ثواب کی اُمید

پڑھنے کو قاری مقرر کرنا بدعت ہی اور اُسکے عوض مین قاری کو کچھ دینا بے معنی بات ہے
اور یہ کام کسی نے خلفاؓ اور صحابہؓ مین نہین کیا اور دُرمختار سے معلوم ہوتا ہی کہ قبر کے پاس
قاری بٹھلانا مکروہ نہین بلکہ یہی مذہب مختار ہی اب جاننا چاہیے کہ قاعدہ اصول فقہ کا یون
مقرر ہو رہا ہی کہ اختلاف کی صورت مین احتیاط پر عمل کرین تو اب اس صورت مین بھی
احتیاط کے لحاظ سے حافظ اور قاری کو قبر کے پاس نہ بٹھانا اَولیٰ تر ہی اور مجالس وعظیہ
مین خوب لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر مین کلام اللہ پڑھکر کہے کہ یا الٰہی مین نے اپنے اس
پڑھنے کا ثواب فلانے بزرگ کو یا فلانے اہل قبور کو بخشا سو تو اُسکا ثواب میرے بدلے
اُسکو پہونچا دے تو مقرر اُن کو وہ ثواب پہونچتا ہی اسواسطے کہ یہ دعا ثواب پہونچانے کے واسطے
ہوئی اور دعا بلاخلاف پہونچتی ہی بس قبر کے پاس بیٹھکر کلام اللہ پڑھنے کی کیا حاجت ہے تنبیہ
مأتہ مسائل مین لکھا ہی کہ اصل قاعدہ فقہا کا یون مقرر ہی کہ اُجرت دینا لینا طاعت اور بندگی
کے عوض مین جائز نہین اور دو ختم یا چار ختم کے عوض مین ایک روپیہ یا دو روپیہ مثلاً مقرر
کر دینا صریح اُجرت مقرر کر دینا ہوا اور جو پہلے سے اُجرت مقرر نہین کی اور بعد ختم کے
کچھ دیا تو یہ دینا شبیہ باُجرت ہوا اور حدیث شریف سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ قرآن
پڑھکر اُسکے عوض کچھ نہ کھاوے نہ لیوے خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا
ہی کہ ہمارے نزدیک اصل اور قاعدہ یون ٹھہر رہا ہی کہ بندگی اور گناہ کے کام پر اجارہ
کرنا جائز نہین اور مشکوٰۃ شریف مین بُریدہؓ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ پڑھکر اُس کو دنیا کمانے کا وسیلہ مقرر کرے تو وہ شخص قیامت کے
روز محشر مین اس شکل سے آویگا کہ مُنھ اُسکا صرف ایک استخوان ہوگا جس پر کچھ گوشت
نہ ہوگا بس اس حدیث کی وعید سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھکر یا پڑھوا کر اُجرت
لینا دینا اور کھانا کھلانا گناہ کبیرہ ہی انتہی اب اس مقام مین ایک بات بڑے
فائدے کی ضرور جانکر لکھتا ہون وہ یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے

ف فائدہ یعنی مطلب اور غرض ثواب پہونچانا سو وہ بھی حاصل ہوا اور بدعت سے بھی بچ گیا ۱۲

موت آگئی استغفر اللہ ثم استغفر اللہ قولہ اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہی کہ میت کی روح
شب برات اور شب عرفہ اور شب جمعہ وغیرہ کو اپنے گھر مین آتی ہی سو یہ روایت کتب صحاح
ستہ مین منقول نہین اور جو روایت کہ صحیح مرفوع متصل الاسناد نہو وہ روایت درجہ اعتبار سے
ساقط ہی اگرچہ بعض لوگ اُس کو اپنی کتاب مین نقل کرین بلکہ بعض علماے محدثین مثل ملا علی
قاری اور شیخ الاسلام وغیرہ کے ان روایات کو ضعیف کہتے ہین اور شیخ عبد الحق
رحمہ اللہ علیہ نے جامع البرکات مین اِس روایت کو غریب کر کے لکھا ہی کہ بعض روایات
غریبہ مین آیا ہی کہ روح میت کی شب جمعہ کو اپنے گھر مین آکر دیکھتی ہی اور منتظر رہتی ہی کہ
کوئی میرے لیے بھی کچھ تصدق کرتا ہی یا نہین واللہ اعلم انتہی سینتیسوان سوال قبر
پر چبوترہ اور چار دیواری اور گنبد اینٹ اور چونے سے بنانا درست ہی یا نہین اور اگر
قبر کو اسی حالت پر کچا رکھین اور گرد قبر کا چونے سے پختہ کر دین تاکہ پانی کے صدمے
سے قبر بیٹھ اور دھسک نہ جاوے یہ درست ہی یا نہین جواب قبر کو پکا کرنا اور اُسپر
گنبد بنانا اور گرد و پیش قبر کے چار دیواری اور چبوترا تعمیر کرنا جائز نہین چنانچہ
صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو گچ کرنے سے اور اُس پر
عمارت بنانے سے اور اُسپر بیٹھنے سے منع فرمایا ہی اور مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ
زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہی اور بعد دفن میت کے قبر کو محکم اور مضبوط
کرنا مکروہ ہی اور فتاوائے عالمگیری مین بھی ایسا ہی لکھا ہی اور تحفۃ الملوک مین لکھا ہی کہ پانی
کے صدمے سے بچنے کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہی اسواسطے کہ قبر اور جو چیز
کہ قبر کے تابع ہی وہ استحکام اور مضبوط کرنے کی جگہ نہین پس جیسا کہ قبر کو کچا رکھنا
بہتر ہی ویسا ہی اُسکے گرد بھی کچا رکھنا بہتر ہی انتہے لیکن ٹوٹی قبر کو صرف مٹی سے

لہ فائدہ شیخ عبد الحق نے مشکوٰۃ شریف کے ترجمے مین لکھا ہی کہ حدیث مرفوع اُس حدیث کو کہتے ہین کہ جو منتہی ساتھ حضرت نبوت کے ہو مثلاً کہین کہ فرمایا یا کیا یا تقریر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا یون کہین کہ رفع کیا اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پس اسکو حدیث مرفوع کہتے ہین اور جو کوئی راوی راویان حدیث سے درمیان سے ساقط نہو اور اسناد اسکی برابر چلی آوے اسکو حدیث متصل کہتے ہین فقط ۱۲ ت ۱۲ ۱۲

مطلق نہین کیونکہ اس مین ناموری اور نمود منظور ہی چنانچہ شیخ عبدالحق نے جامع البرکات مین
لکھا ہے کہ جو کھانا چہلم یا ششماہی یا برسی کے تمام کا اس ملک مین پکا کر برادری مین تقسیم کرتے ہین اور
اسکو بھاجی کہتے ہین سو کچھ قابل عتبار کے نہین اسکا نہ کھانا بہتر ہے مناسب ہی کہ نہ کھاوین انتہی
اور شیخ الاسلام نے شیخ کی اس تحریر پر تمسک اور اعتماد کرکے بعینہ عبارت شیخ قدس سرہ کی اپنی
کتاب کشف الغطا مین نقل کی ہی تنبیہ اور شیخ عبدالحق قدس سرہ نے ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ
مین لکھا ہی کہ مین نے ایکبار اصل حقیقت اس عرس کی جو ہر سال اس دیار مین اولیا و مشائخ کی وفات
کے دنون مین ہوا کرتا ہی اپنے استاد امام شیخ عبدالوہاب المتقی المکی سے پوچھی تو جواب دیا کہ تقرر عرس کا
طریق اور عادات مشائخ کا ہی اور انکو اہین ارادے اور نیتین ہین پھر مین نے کہا کہ سوے اور دنون کے
ان ہی دنون کی تخصیص اور تعین کی کیا وجہ ہی تو فرمایا کہ ضیافت تو علی الاطلاق بلا قید مسنون ہے
پس اگر تعین دن کا بھی ہوا تو خیر اس سے قطع نظر کیا چاہیے اور اس تعین کیواسطے نظین اور مثالین
ہین جیسے مصافحہ بعض مشائخ کا بعد نمازون کے اور جیسے سرمہ آنکھون مین لگانا روز عاشورا کہ یہ باتین
سنت ہین علی الاطلاق اور بدعت ہین از راہ خصوصیت پھر فرمایا کہ بعض مشائخ متاخرین سا کنان مغرب
نے بیان کیا ہی کہ مقرر کرنا عرس کا ان دنون مین اس سبب سے ہی کہ اس دن یہ بزرگ لوگ بطرف
جناب عزت اور حظائر قدس واصل ہوتے ہین سو اس سبب سے اسدن حاصل ہونا خیر اور
برکت اور نورانیت کا بہ نسبت اور دونون کے زیادہ تر متوقع ہی جبکہ شیخ ممدوح یہ سب
فرما چکے تو تھوڑی دیر سر جھکا کر متامل ہوے پھر سر اٹھا کر کہنے لگے کہ حق بات تو یہ ہی کہ یہ طریق عرس کا
زمانہ سلف مین کچھ نہ تھا صرف مشائخ متاخرین نے پسند کرکے ایجاد کرلیا ہی واللہ اعلم انتہی پس جبکہ یہ طریق عرس
کا اور فاتحہ مصطلحہ اہل ہند کا صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور مشائخ متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے
اصلا مطلقا ثابت نہین پھر اسپر اسقدر اہتمام اور تاکید کرنا کہ کبھی ایک بار بھی ترک نہ کرین بلکہ اسکے
ترک کرنے والون پر طعن اور تشنیع کرین نماز اور روزہ وغیرہ جو فرض عین ہین ان کے فوت
ہونے کا کچھ غم نہ ہو اور اس عرس و فاتحہ مخترعہ کی ایک قید اور شرط اگر کم ہو جاوے تو گویا

پڑھنا درست ہی اسواسطے کہ نعش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سریر پر رکھکر نماز پڑہی گئی تھی اور عرب کی زبان مین تخت کو اور چارپائی وغیرہ کو سریر کہتے ہین چنانچہ قاموس مین لکھا ہے کہ کھجور کے پتون کے بان بنا کر اس سے سریر کو بنتے ہین اور اس سریر کو زبان فارسی مین چارپائی اور ہندی مین کھاٹ بولتے ہین اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے بھی مشکوۃ شریف کے ترجمے مین سریر کے معنے کھاٹ کے لکھے ہین پس لفظ سریر کا لغت عربی مین عام ہی یعنی تخت اور چارپائی وغیرہ کے معنی مین آتا ہی پس جو شخص جنازے کی نماز چارپائی پر رکھکر پڑہنے کو منع کرے وہ محاورات اہل عرب سے واقف نہین اور کلمۂ طیب جنازے کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑہنا کہ دوسرا نہ سُنے تو مضائقہ نہین پکار کر پڑھنا مکروہ ہی عالمگیری مین شرح طحاوی سے لکھا ہی کہ جنازے کے ساتھ والون کو چاہیے کہ خاموش یعنے چپکے چلین بلند آواز سے اللہ اللہ کہتے یا قرآن شریف پڑھتے ہوئے چلنا مکروہ ہی اور عالمگیری مین فتاوی قاضی خان سے منقول ہی کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ کلمۂ طیب پڑھا چاہے تو آہستہ اپنے جی مین پڑھے انتہی اور قبر مین میت کے فرش بچھانا چارون مذہب مین ممنوع ہی یعنی کسی مذہب مین درست نہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف جسم مبارک کے نیچے جو چادر بچھائی تھی سو یہ بات صرف آپ کو مخصوص تھی اور ملا علی قاری نے مشکوۃ شریف کی شرح مختصر مین بیان کیا ہے کہ سب علما کے نزدیک قبر مین فرش بچھانا مکروہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین شقران رض نے بغیر کہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چادر بچھادی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین ہی اور جامع البرکات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین جسم مبارک کے نیچے چادر سرخ بچھائی گئی سو سبب اُسکا یہ تھا کہ شقران رض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی تھا اسنے بغیر حکم اور بلا استرضای صحابہ رضی اللہ عنہم کے صرف

مرمت کر دینا مضائقہ نہین عالمگیری مین مذکور ہی کہ جب کوئی قبر خراب ہو جاوے تو اُس پر
مٹی ڈال دینا یا مٹی سے مرمت کر دینا مضائقہ نہین ہی طرح فتاوای تاتارخانیہ مین ہی انتہے
تنبیہ جو مٹی کہ قبر سے نکالی گئی ہی اُس سے زیادہ قبر پر ڈالنا مکروہ ہی اس لیے کہ یہ زیادتی
بمنزلہ بنا کے ہی چنانچہ بحرالرائق اور ردمختار اور عینی شرح کنز مین ایسا ہی لکھا ہی فقط قولہ اور
شیخ عبدالحق نے جامع البرکات مین بیان کیا ہی کہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے
ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ اے علی تو جس جگہ کوئی تصویر دیکھے
تو اُسکو مٹا کر معدوم اور نا معلوم کر دینا اور جہان کہین کوئی قبر بلند یعنے اونچی دیکھے
تو اُسکو پست اور ہموار کر دینا ایسا کہ زمین سے نزدیک ہو جاوے اور جابر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گور کو گچ کرنے سے منع فرمایا ہی اور
بعضے کہتے ہین کہ اگر قبر کو گچ گل کر دین اس لحاظ سے کہ ویران اور خراب نہ ہو جاوے
تو درست ہی تنبیہ مالابدمنہ مین لکھا کہ قبر مین پکی اینٹین یا نے رکھکر خاک سے بھر دین اور
مانند کوہان اونٹ کے قبر کو مٹی سے بناوین پکی اینٹ اور چونا اور گچ اور لکڑی قبر مین
رکھنا مکروہ ہی اور اولیا کی قبرون پر جو عمارتین اونچی بناتے ہین اور روشنی کرتے ہین
اور چراغ جلاتے ہین سوا اسکے اور جو کچھ اس طرح کی باتین کرتے ہین سب حرام ہی یا
مکروہ انتہی اور مفاتیح مین بیچ بیان بدعت ضلالت کے لکھا ہی کہ بُری بدعت ہی وہ چیز جسکو
بُرا کہا ہی ائمہ مسلمین نے جیسے کہ قبرون پر گنبد بنانا اور قبرون کو گچ کرنا سو اسطے کہ نبی صاحب
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن باتون سے منع فرمایا ہی فقط **اٹھتیسوان سوال** جنازے کو
چارپائی پر رکھکر اسکی نماز پڑھنا اور جنازے کے ساتھ آہستہ یا پکار کر بلند آواز سے کلمہ طیب
پڑھتے چلنا اور قبر مین مردے کے نیچے فرش بچھانا اور بعد موت کے مُردے کو تلقین کرنا اور
بعد دفن کے بشمار چالیس قدم کے قبر کے پاس سے ہٹ کر قبر کے پاس جانا اور میت کے
واسطے نماز ہول پڑھنا جائز ہی یا نہین **جواب** جنازے کو چارپائی پر رکھکر اس کی نماز

عینی شرح ہدایہ میں ہو اور معراج الدرایہ میں مضمرات سے نقل کیا ہو کہ ہم تو قریب موت کے
اور وقت دفن کے دونون وقت تلقین کیا کرتے ہین انتہی یعنی عالمگیری کا مطلب تمام ہوا
اور مستملی شرح منیۃ المصلی مین ہو کہ تلقین کرنے والا وقت نزع کے کلمہ شہادت بطور یاد دلانے
کے کہے تاکہ وہ سنکر آپ کہنے لگے اُس سے بطور خطاب اور حکم کے نہ کہے کہ اسے
فلانے کلمہ پڑھ کیونکہ شاید نزع کی سختی مین کوئی اور کلمہ نامناسب. قول اُسکے تائید مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے رسالہ فیض عام مین بیان کیا ہو کہ مریض جب اِس حالت
کو پہونچے کہ امید زندگی کی نہ رہے اور قریب ہونا موت کا ثابت اور متحقق ہو تو اُسکے
وارثون کو چاہیے کہ اول اُسکو غسل یا وضو یا تیمم کروا کر اچھی طرح سے پاک کرین اور
رو بقبلہ اُسکی چارپائی کو بچھا دین اور اُسکے اِس پاس گرد و پیش بہت اچھی طرح بوجہ احسن
پاک و صاف و شُست و شُو کر کے گلاب اور عطر وغیرہ سے خوشبو کرین بعد ازان
دُنیا کا ذکر اور جورو لڑکون کی فکر اُسکے سامنے کہنا موقوف کرین اور رونا پیٹنا اور
نوحہ اور بیان کرنا ہرگز روا نہ رکھین اور جن لوگون کے ساتھ اُسکو تعلق قوت اور روزی
کا ہو جیسے زن و فرزند سوا انکو اُسکے روبرو نہ لادین اور جو وہ خود بخود اُن کو یاد کرے
تو ایک دو بار سامنے لانا مضائقہ نہین اور کلمہ استغفار با آواز بلند بار بار اُس کے
آگے پڑھتے رہین تاکہ وہ بھی از خود یاد کر کے آپ کہنے لگے اُس سے بتاکید نہ کہین
کہ تو کلمہ استغفار پڑھ بلکہ اوروں سے آپ پکار کر پڑھتے رہین تاکہ اُس کو یاد آوے اور
اسی طرح اُسکے آگے قبر کی دہشت اور حساب کا خوف اور قیامت کی سختیان بیان نہ کرین
بلکہ رحمت الٰہی کی وسعت اور گناہون کی مغفرت اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت اور ذکر ارواح صالحین اور پیران طریقت کا اُسکے آگے بیان کرین اور
گنہگارون کے گناہ معاف کرنے کا اور اعمال کے قبول ہونے کا ذکر کرین تاکہ خوف پر
رجا اُسکی غالب ہو جاوے اور جو کچھ کہ اُسوقت وصیت کرے اُسکو خوشدلی سے قبول کر کے

اس لحاظ سے بچھادی تھی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص اسکو استعمال مین نہ
لاوے اور علماء کچھ کپڑا قبر مین مردے کے نیچے ڈالنے کو اسراف کے لحاظ سے مکروہ
رکھتے ہین اور بعضے لکھتے ہین کہ یہ امر نبوت کے خواص سے ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے مزار مبارک مین بعد حیات جلوہ افروز ہین اور ایک روایت مین یون بھی
آیا ہے کہ اصحاب نے بعد دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کرکے چاہا کہ اس چادر کو
نکال لین لیکن مزار مبارک کا کھولنا مناسب جانا واللہ اعلم بالصواب استنئے اور مریض
قریب الموت کو یعنی محتضر کو وقت نزع کے تلقین کرنا اجماع سے ثابت ہے بلکہ مستحب ہے
اور بعد موت کے تلقین کرنے مین علما کا اختلاف ہے ظاہر روایت مین ہے کہ بعد موت کے تلقین
نہ کرین اور بعض روایت مین ہے کہ وقت نزع کے اور بعد دفن کے دونون وقت تلقین
کرین چنانچہ عالمگیری مین لکھا ہے کہ مریض قریب الموت کو کلمۂ شہادتین تلقین کیا جاوے
اور طریق تلقین کا یہ ہے کہ وقت نزع کے قبل غرغرہ یعنے جان کندنی کے
وقت سے پہلے اس بات سے کہ روح اسکی حلق مین آوے اور آواز گلے مین آمد شد
کرے اسکے پاس والے پکار کر باواز بلند پڑھین اور اسکو سناوین اَشْہَدُ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنے گواہ ہون مین اس بات پر کہ اللہ ایک
ہے کوئی اسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بندے خدا کے ہین
اور رسول خدا کے ہین لیکن اس سے یون نہ کہین کہ تو کلمہ پڑھ اور بہت کد اور الحاح بھی
نہ کرین کیونکہ مبادا شاید اس شدت در جان کندنی کی حالت مین تنگ ہوکر کچھ اور کہہ بیٹھے
اور اگر ایک بار اس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا پھر دوبارہ اس کے آگے تلقین کی
حاجت نہین مگر اس صورت مین کہ بعد اسکے پھر کچھ اور کلام کرے تو البتہ حاجت
تکرار کی ہے جوہرہ نیرہ مین اسیطرح منقول ہے اور یہ تلقین سب علما کے نزدیک
مستحب ہے اور بعد موت کے تلقین ظاہر روایت مین منع لکھا ہے جیسا کہ

اُنتالیسوان سوال قبرون کی زیارت کرنا جیسا کہ مردون کو درست ہی عورتون کو بھی
درست ہی یا نہین جواب عورتون کو قبر کی زیارت کرنا قول اصح سے مکروہ تحریمی
ثابت ہوا ہی چنانچہ مستملی شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی کہ قبرون کی زیارت مُردون کو مستحب ہی
اور عورتون کو مکروہ اور مجالس واعظیہ مین لکھا ہی کہ عورتون کو قبرستان مین جانا
حلال نہین اس لیے کہ مشکوٰۃ شریف مین ابی ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اُن عورتون پر جو قبرون کی زیارت کرتی ہین اور
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مشکوٰۃ شریف مین روایت ہی کہ جو عورتین قبرون کی زیارت
کرتی ہین اور جو لوگ قبرون پر مسجدین بناتے ہین اور وہان چراغان کرتے ہین
اُن سب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہی انتہی اور نصاب الاحتساب مین
لکھا ہی کہ کسی شخص نے ایک قاضی سے پوچھا کہ عورتون کو قبرستان مین جانا درست ہی
یا نہین قاضی نے کہا کہ تو اس بات کے جواز اور عدم جواز کا حال مت پوچھ بلکہ یہ پوچھ کہ
عورتون کو قبرستان مین جانے سے کس قدر لعنت ہوتی ہی سو اب تو جان لے کہ جس
وقت سے عورت قبرون پر جانے کا ارادہ کرتی ہی اُسی وقت سے اللہ تعالےٰ کی
اور فرشتون کی لعنت مین گرفتار ہوتی ہی اور جس وقت دروازے کے باہر نکلتی ہی
تو ہر طرف سے شیطان اُسکو گھیر لیتے ہین اور جب قبرستان مین پہونچتی ہی تو مُردون کی
روحین اُسکو لعنت کرتی ہین اور جب وہان سے پھرتی ہی تو اُسوقت سے گھر مین بیٹھنے
تک خدا کی لعنت مین رہتی ہی معاذ اللہ من ذلک اور یہ بھی حدیث مین آیا ہی کہ جو عورت
گھر سے نکل کر قبرستان کی طرف جاتی ہی تو اُسکو ساتون زمین کے اور ساتون آسمان
کے فرشتے لعنت کرتے ہین پس وہ عورت خدا کی لعنت مین چلتی ہی اور جو عورت اپنے
گھر مین بیٹھی ہوئی مونے اکے واسطے دعاے خیر کرتی ہی اللہ تعالیٰ اُس عورت کو ایک حج اور
ایک عمرے کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہین کہ ایک روز

تو کوئی شخص قبر کے پاس ذرا دیر کھڑا رہے یا چند قدم ہٹ کر پھر آوے اور مقابل میت
بیٹھکر پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یَا فُلَانَ بْنَ فُلَانَۃَ پھر ذرا دیر ٹھہر کر کہے یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ اُذْکُرْ مَا
خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنْ رُوْحِ الدُّنْیَا اِلٰی مَضِیْقِ الْاٰخِرَۃِ مِنْ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَا عَبْدَ اللّٰہِ وَابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ قَدْ جَآءَکَ السَّآئِلَانِ مِنَ اللّٰہِ
الْمَلَکَانِ الْکَرِیْمَانِ الْمَامُوْرَانِ لَا یَنْفَعَانِکَ وَلَا یَضُرَّانِکَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا
تَحْزَنْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ وَابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ یَسْئَلَانِکَ مَنْ رَّبُّکَ فَقُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ
وَیَقُوْلَانِ مَنْ نَّبِیُّکَ فَقُلْ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانِیْ بِالْحَقِّ وَیَرُدَّانِ
مَا دِیْنُکَ فَقُلْ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَالْاِنْقِیَادُ لِاَمْرِ اللّٰہِ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا
وَّبِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیًّا وَّبِفِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ یَقِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ الصّٰلِحِیْنَ اِخْوَانًا وَّاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَۃَ
اٰتِیَۃٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی
الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
انتہیٰ اور سوا اس دعا کے شرح برزخ مین اور دعائین بھی میّت کی شفاعت کیواسطے
منقول ہین کہ بعد دفن کے پڑھی جاوین اور اُس کے مؤلف نے اُس کے حاشیے
مین لکھا ہے کہ قبر کے پاس سے ہٹ کر پھر آنا اسواسطے ہے کہ جب تک بعد دفن میت کے
کوئی ایک آدمی بھی قبر کے پاس موجود رہتا ہے اُسوقت تک فرشتے سوال کے قبر مین
داخل نہین ہوتے ہین اسواسطے مستحب ہے کہ چالیس قدم قبر کے پاس سے سب لوگ علحدہ
ہو جاوین تاکہ فرشتے سوال کے قبر مین داخل ہون پھر کوئی شخص قبر کے پاس جا بیٹھے اور
دعائے مرقومہ بالا تلقین کرے چنانچہ بعض مشائخ کا اسی پر عمل ہے فقط انتہیٰ

سو بوسہ دینا بطریق اولیٰ ممنوع ہوا چاہیے انتہی اور تفصیل ان امور کی اگلے سوال کے جواب مین بیان ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ تائید اور عین العلم مین ہی کہ قبرون کی زیارت کے وقت مردون کو دعا کرنے کی نیت اور اپنے واسطے آنسو بہنے اور نرم دل ہونے کی نیت کرے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ زیارت کرنا قبرون کا موت کو یاد دلاتا ہی اور آنسو بہاتا ہی اور دل کو نرم کرتا ہی انتہی اور فتاوای عالمگیری مین بحر رائق سے ہے اور فتح القدیر مین لکھا ہی کہ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت نہین وہ چیز قبر کے پاس کرنا مکروہ اور ممنوع ہی اور سنت سے تو اسیقدر ثابت ہوا ہی کہ قبرون کی زیارت کرے اور وہان کھڑا ہو کر مونے کے واسطے حق تعالیٰ سے مغفرت چاہے اور دعا کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع مین قبرون کے پاس تشریف لیجا کر اہل قبور کے واسطے حق تعالیٰ کی جناب مین دعا فرماتے تھے انتہی اور تنجرۃ الایمان مین لکھا ہی کہ گورستان مین کچھ کھانا اور پینا اور وہان پر سونا اور آگ جلانا اور چراغ روشن کرنا اور قبر کو بوسہ دینا اور اسکی طرف سجدہ کرنا اور اسکو ہاتھ سے چھونا اور اسکے گرد پھرنا اور طواف کرنا اور صاحب قبر سے حاجت روائی چاہنا اور قبر کو اینٹ اور چونے سے بنانا یہ سب امور ممنوع اور مکروہ تحریمی ہین اور قبر پر پھول ڈالنا بدعت ہی اور جو کھانا کہ نذر بزرگون کی ہی اسکا کھانا حرام[1] ہی انتہی چالیسوان سوال اہل قبور سے بطریق دعا کے حاجت چاہنا اور گرد قبر کے پھرنا اور اسکو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور قبر کے گرد روشنی کرنا اور اسپر غلاف ڈالنا اور پھولون کی چادر جنازے پر یا قبر پر ڈالنا اور اسپر شامیانہ اور خیمہ کھڑا کرنا اور غیر خدا کے کسی کی منت ماننا اور نذر کرنا اور شیرینی یا کچھ اور کھانا اسکے آگے رکھنا جائز ہی یا نہین جواب اہل قبور سے استعانت اور استمداد کسی طرح پر جائز نہین مجمع البحار مین لکھا ہے کہ جو شخص واسطے زیارت قبور

[1] فائدہ یعنے جو کھانا کہ نذر بزرگون کی ہو اور اس سے تقرب بغیر خدا اور تعظیم نادر کو منظور ہو تو حرام ہی اور اگر اسنے وہ کھانا للہ دیا اور اس کھانے کا اور رفاتے کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخشا ہو تو حلال ہی لیکن ایسا کھانا حق مسکین کا ہی اور مالدار کو کھانا درست نہین فقط ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلکر دروازے پر کھڑے ہوئے اتنے مین حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا حاضر ہوئین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ ای فاطمہ تم کہان سے
آتی ہو عرض کیا کہ فلانی عورت جو مر گئی ہی مین اُسکے گھر تک گئی تھی آپ نے فرمایا کہ تو اُسکی
قبر پر گئی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا خدا کی پناہ جو مین آپ سے اسکی برائی سُنکر
پھر ایسا کام کرتی پھر آنحضرتؐ نے فرمایا ہی ای فاطمہ اگر تو اُسکی قبر پر جاتی تو تو بہشت کی بُو بھی
نہ سونگھتی انتہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحؒ نے رسالہ مالابُدمنہ مین لکھا ہی کہ قبرون کی زیارت
کرنا مردون کو جائز ہی اور عورتون کو نہین انتہی اب جاننا چاہیے کہ مردون کو بھی زیارت
قبور کے واسطے جانا اس شرط سے جائز اور مستحب ہی کہ وہان جاکر کوئی بات خلاف سنت عمل
مین نہ لاوین اور جس قدر اور جس طرح سنت سے ثابت ہی اُس سے کم و زیادہ نکرین اور اِس
مقدمے مین سنت یون ہی کہ جب قبرستان مین پہونچے تو قبرون کی طرف منھ اور قبلے کی طرف
پیٹھ کرے اور کھڑا ہو کر یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ
یا کوئی اور دعا جو کتب احادیث مین منقول ہی وہ پڑھے اور اپنے واسطے اور موتی کیواسطے دعا
مغفرت اور رحمت کی چاہے اس لیے کہ جامع البرکات مین لکھا ہی کہ عقائد مین آیا ہی کہ زندون
کی دعا مُردون کیواسطے اور مُردون کی طرف سے کچھ خیرات اور تصدق کرنا اُنکو نفع اور فائدہ دیتا
ہی انتہی اور چاہیے کہ وہان جاکر عبرت پکڑے اور آنسو بہاوے اور اپنے مرنے کو یاد کرے اور کوئی
بات خلاف سُنت کے عمل مین نہ لاوے یعنی قبر کو بوسہ نہ دے اور اُسکی خاک منھ کو نہ ملے اور اہل قبور سے
کچھ حاجت بھی نہ مانگے اور قبر کو سجدہ نکرے اور اُسپر ہاتھ نہ رکھے اور پیٹھ کو خم نہ کرے اور ملا علی قاری رحؒ
نے عین العلم کی شرح مین لکھا ہی کہ قبرستان مین جاکر قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ
ایسی باتین تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت بابرکت کیساتھ بھی کرنا حدیث شریف مین منع آیا ہی
پس کوئی اور قبر کس گنتی اور شمار مین ہی اور قبر کو بوسہ بھی نہ دے کہ بوسہ تو ہاتھ لگانے سے بھی زیادہ ہی

زیارت کرنی صرف اسی واسطے مقرر ہوئی کہ وہان جاکر اپنے واسطے اور اہل قبور کے واسطے
اللہ تعالی کی جناب مین دعا اور استغفار کرین اور دعا اور کلام اللہ پڑھ کر اُن کو فائدہ پہونچاوین
انتہی اب جاننا چاہیے کہ شیخ کی اس عبارت سے ایسا ثابت ہوا کہ اہل قبور سے استعانت
اور استمداد ممنوع ہے لیکن انبیا علیہم السلام اس حکم مین داخل نہین بلکہ مستثنی ہین یعنے
انبیا علیہم السلام کی مقابر شریفہ کے پاس جاکر اُن سے استعانت ممنوع نہین اس لحاظ
سے کہ انبیا علیہم السلام کو عالم برزخ مین حیات ابدی ثابت ہے کہ اورون کو سواے شہدا
کے جو فی سبیل اللہ مارے گئے ہین ثابت نہین اور حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ حیات برزخ
کی مماثل اور مانند حیات دُنیا کے نہین بلکہ احکام دنیا کے اور طریق پر ہین اور احکام برزخ
کے اور نہج پر سو اس دلیل مذکور سے استمداد اور استعانت کے واسطے انبیا علیہم السلام
کو مخالفت استعانت اور استمداد اہل قبور سے استثنا کرنا اوپر قاعدۂ فقہا کے درست نہین آتا
بس حق بات یہ ہے کہ انکار فقہا کا اس امر استعانت اور استمداد مین عام ہے یعنی کسی اہل قبور سے
استعانت اور استمداد جائز نہین خواہ وہ اہل قبور انبیا علیہم السلام ہون خواہ اولیا اور شہدا علیہم
الرضوان جیسا اوپر مشکوٰۃ کی حدیثون سے اور مجمع البحار اور معالم کی عبارت سے معلوم ہوچکا
تفصیل اسکی یہ ہے باوجودیکہ انبیا اور شہدا علیہم الصلوٰۃ والثنا کو عالم برزخ مین حیات ابدی
ثابت ہے لیکن جیسا کہ دُنیا مین تکلیف شرعی مثل تبلیغ احکام رسالت اور جہاد اور
صوم اور صلوٰۃ اور حج اور زکوٰۃ اور کلام اور سلام اور انجاح مطالب ہر خاص و عام وغیرہ
ذلک جاری تھی سو اب یہ سب باتین عالم برزخ مین اُن سے مرفوع اور موقوف ہین
تنبیہ مأۃ مسائل کے چھبیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہے کہ اکثر حنفیہ کے نزدیک سماعت
موتی کی ثابت نہین چنانچہ کافی شرح وافی اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین مستخلص شرح
کنز اور کفایہ شرح ہدایہ سے بیچ احکام یمین بالضرب و القتل وغیرہا کے نقل کیا ہے کہ اگر
کوئی شخص کسی سے کہے اگر مین کبھی تجھکو مارون یا کبھی تجھ سے کلام کرون یا کبھی تیرے

انبیا اور صلحا کے اس نیت سے جاوے کہ وہان جاکر اُنکے پاس نماز پڑھونگا اور دعا چاہونگا اور
اہل قبور سے اپنی حاجتین مانگونگا سو یہ تو کسی عالم اہل اسلام کے نزدیک جائز نہین اس لیے کہ
عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کا حق ہی اور بغویؒ نے معالم
مین لکھا ہی کہ استعانت بھی ایک قسم عبادت کی ہی اور عبادت اطاعت ہی ساتھ عجز اور انکسار کے
اور بندے کا نام بندہ اسیواسطے رکھا ہی کہ اسمین ذلت اور انقیاد ہی چنانچہ عرب مین بولا کرتے
ہین طریق مُعبّد اے مُذلّل انتہے تائید مجیب ممدوح یعنی مولانا محمد اسحٰق دام ظلہٗ نے مأتہ مسائل
کے چوبیسوین سوال کے جواب مین نقل کیا ہی کہ فتاوے بزازیہ وغیرہ مین بحر رائق سے لکھا ہی
کہ جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ ارواح مشائخ کی حاضر رہتی ہین اور معلوم کرلیتی ہین وہ کافر ہی
جیسا کہ فخر الدین ابو سعید عثمان الحیانی بن سلیمان الحنفی نے اپنے رسالے مین لکھا ہی کہ جو
شخص ظن کرے اس بات کا کہ میت تصرف کرتا ہی کامون مین سواے اللہ تعالے کے اور
وہ شخص اسپر اعتقاد رکھے وہ کافر ہی انتہی فقط قولہ اور مشکوٰۃ شریف مین بروایت احمدؒ اور
ترمذیؒ منقول ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مین ایک روز آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ تجکو یاد رکھے گا
یاد رکھ اللہ کو کہ تو پاوے گا اُسکو اپنے روبرو اور جب کبھی تو کچھ چیز مانگے تو اللہ ہی
سے مانگنا اور جب کبھی تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا اور یقین جان لے
اس بات کو کہ بیشک اگر سب لوگ اتفاق کرین اور اکٹھے ہوجاوین اس بات پر کہ تجکو کچھ فائدہ
پہونچاوین نہ پہونچا سکین گے تجکو کچھ فائدہ مگر جتنا کہ لکھدیا ہی اللہ نے تیرے واسطے اور اگر
اکٹھے ہوجاوین سب لوگ اس بات پر کہ تجکو کچھ نقصان پہونچاوین نہ پہونچا سکین گے تجکو کچھ
نقصان مگر اُسیقدر جو لکھدیا ہی اللہ نے تجھ پر اُٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ انتہے
اور شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ شریف کی عربی شرح مین لکھا ہی کہ سواے انبیا
علیہم السلام کے اور کسی اہل قبور سے مدد چاہنا اکثر فقہا نے منع اور انکار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ قبرون کی

کہ مقصود اس کلام سے زندون کو پند اور نصیحت تھی نہ کہ سمجھانا اور سنانا موتی کا انتہی اور
مأتہ مسائل کے چوبیسوین سوال کے جواب مین روایت نقی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے
منقول ہو کہ جاننا چاہیے اس بات کو کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کوئی بات غیب کی نہین جانتے
تھے مگر جسقدر کہ اللہ تعالیٰ اُنکو کسی وقت کوئی چیز معلوم کروا دیتا ہو سو جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتین معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اُس شخص پر تکفیر کا حکم کیا
ہو لمعارضۃ قولہ تعالے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا
یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ یعنے حکم تکفیر کا اسواسطے کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہو کہ سواے اللہ کے
کوئی شخص آسمان مین ہو یا زمین مین غیب کی بات کو نہین جانتا پھر اُسنے خلاف فرمودۂ حق تعالے
کے کیون ایسا اعتقاد کیا انتہی مأتہ مسائل کی عبارت کا مطلب تمام ہوا اور فتاوی قاضی خان
کی فصل شرائط النکاح مین لکھا ہو کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اللہ تعالے کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا وے تو نکاح باطل ہو اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہو کہ نکاح بغیر گواہون کے جائز نہین پس نکاح جو بگواہی خدا اور رسول کے ہو وہ نکاح شریعت مین
نو ہو اور بعض فقہا نے کہا ہو کہ یہ گواہ کرنا اور ایسی بات کہنا کفر ہو اسلیے کہ اُسنے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جان لیتے ہین اور یہ اعتقاد کرنا کفر ہو انتہی اور اسیطرح مالابدمنہ
اور عقائد سنیا اور عینی اور عالمگیری اور فصول عمادی اور خزانۃ الروایات اور درمختار اور شرح
فقہ اکبر تصنیف ملا علی قاری ہین بھی لکھا ہو یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ ہم جو غیبت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو گواہ کرتے ہین تو آنحضرت سنتے اور جانتے ہین سو ایسا اعتقاد کرنے سے کفر لازم
آتا ہو اور یہی مضمون عدم سماعت موتی کا تفسیر کشاف اور مدارک اور بیضاوی اور جلالین اور
جامع القرآن اور موضح القرآن اور شرح مقاصد اور رشاشی اور نظم الدلائل اور شرح ہدایہ علامہ
قاسم اور غرائب فی تحقیق المذاہب اور بحر رائق اور فصول فی تحقیق الاصول اور مجمع البحار
اور فتح القدیر وغیرہ کتب فقہیہ مین موجود ہو چنانچہ واسطے سند کے عبارت اِن سب کتابون

پاس آؤن یا کسی عورت سے کہے اگر کبھی مین تیرے ساتھ وطی کرون یا تیرا بوسہ لون تو میرا فلانا غلام آزاد ہی یا میری فلانی عورت کو طلاق ہی سو یہ سب باتین متعلق اور مقید بحیات مخاطب ہین حتی کہ اگر جس شخص سے اُسنے یہ عہد کیا تھا اور قسم کھائی تھی وہ مر گیا اور بعد مرنے کے اُس عہد کرنے والے نے اُس مُردے کو مارا یا اُس سے کلام کیا یا اُسکے پاس آیا یا وہ عورت مرگئی اور اُس عہد کرنے والے نے اُسکے ساتھ بعد مرنے کے وطی کی یا اُس کا بوسہ لیا تو وہ عہد کرنے والا حانث نہوگا اور وہ غلام اُسکا آزاد نہوگا اور اُسکی عورت کو طلاق نہوگی اس واسطے کہ ضرب اُس فعل کا نام ہی جس سے درد و الم پہونچے اور مُردے کو بعد موت کے کسی کی ضرب سے متالم ہونا متصور نہین اور مراد کلام کرنے سے کلام کا سمجھانا ہی سو وہ بھی بعد موت کے ثابت نہین بقولہ تعالی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور کسی کے پاس جانے سے یا اُسکی تعظیم منظور ہی یا تحقیر سو وہ بھی بعد موت کے متحقق نہین اس واسطے کہ میت کی قبر پر جانے سے قبر کی زیارت ہوئی نہ میت کی زیارت اور مقصود وطی سے اور بوسہ لینے سے قضاے شہوت ہی سو وہ بھی بعد موت کے حاصل نہین اور اُن کتب مستندۂ مذکورہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ اگر کوئی یہ سوال کرے اور یہ پوچھے کہ جس صورت مین یہ سب باتین متعلق بحیات ہین یعنی بعد موت کے ثابت نہین تو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مشرکین مقتولین جنگ روز بدر کے لاشہاے ناپاک سے فرمایا تھا کہ تم نے پایا وہ جو عدہ کیا تھا تم سے تمھارے رب نے اس فرمانے سے کیا حاصل اور فائدہ تھا اُسکا یہ جواب ہی کہ اوّل تو اس حدیث کی صحت اور ثبوت ہی مین کلام ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسکو سنکر فرمایا کہ ابن عمر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اس واسطے کہ اللہ تعالے تو خود فرماتا ہی اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور فرماتا ہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اور اگر بالفرض یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اسکا یہ جواب ہی کہ یہ امر مخصوص ہی ساتھ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے بطریق معجزے کے اور زیادتی حسرت کے یا یہ فرمانا آپکا ضرب المثل تھا اور بعض نے یون جواب دیا ہے

فی عدم السماع یبعثہم الله فی الاخرۃ ثم الیہ یرجعون ہ یردون فیجازیھم باعمالھم
انتہی و فی جامع القران قولہ تعالی اِنَّمَا یستجیب دعوتک بالایمان اَلَّذِیْنَ یَسْمَعُوْن
لامن ختم اللہ علی سمعہ فلا یتامل ولا یفھم وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُہُم اللہ ای الکفار کالموتے
لا یسمعون یبعثہم فیعلمون حین لا ینفعھم انتہی اور موضح القرآن مین اسی آیت کے
فائدے مین لکھا ہے کہ یہ کافر مثل مُردے کے سُنتے نہین قیامت مین دیکھکر یقین کرینگے انتہی
و فی شرح المقاصد اما قولہ تعالی و ما انت بمسمع من فی القبُوْرہ فتمثیل حال الکفرۃ
بحال الموتی ولا نزاع فی ان الموتی لا یسمعون انتہی و فی الشاشی من حلف لا یتکلم فلانا
فکلمہ بعد موتہ لا یحنث لعدم السماع انتہی و فی نظم الدلائل ونحن نعترف بان الذین
فی القبور لا یسمعون ما یکونون موتی انتہی و فی الدار للعلامۃ القاسم و المیت لا
یملک و انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامر کفر انتہی و فی الغرائب فی تحقیق المذاھب
رأی الامام ابو حنیفۃ رحمہ اللہ من یاتی القبور لاھل الصلاح فیسلم ویخاطب و
یکلم و یقول یا اھل القبور ھل لکم من خبر و ھل عندکم من اثر انی اتیتکم من شہور
ولیس سؤالی منکم الدعاء فھل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفۃ یقول مخاطب
بھم فقال ھل اجابوا لک قال لا فقال سحقا لک و تربت یداک کیف تکلم اجسادا
لا یستطیعون جوابا و لا یملکون شیئا و لا یسمعون صوتا و قرأ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ
فی الْقُبُوْرِہ انتہی و فی مجمع البحار من قصد لزیارۃ القبور الانبیاء و الصلحاء ان یصلی
عند قبورھم و یدعو عندھا و یسألھم الحوائج فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین
فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ حق للہ وحدہ انتہی و فی فتح القدیر فی کتاب الجنائز
ھذا عند اکثر مشائخنا وھو ان المیت لا یسمع عندھم علی ما صرحوا بہ فی کتاب الایمان
فی باب الیمین بالضرب لو حلف لا یکلم فلانا فکلمہ میتا لا یحنث لانہا تنعقد علی ما حیث
یفھم و المیت لیس کذالک لعدم السماع انتہی و ایضا فیہ فی ذلک الباب قولہ و کذالک الکلام

مذکور ہوئی لفظاً لفظاً لکھی جاتی ہے فی الکشاف قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ
یعنی ان الذین تحرص علی ان یصدقوک بمنزلۃ الموتی الذین لا یسمعون وانما یستجیب
من یسمع کقولہ انک لا تسمع الموتی والموتی یبعثہم اللہ مثل بقدرتہ علی الجائہم
الی الاستجابۃ بانہ ہو الذی یبعث الموتی من القبور یوم القیامۃ ثم الیہ یُرْجَعُوْنَ ۵
للجزاء فکان قادرًا علی ہؤلاء الموتی بالکفران یحلیہم بالایمان وانت لا تقدر علی ذلک
وقیل معناہ وہؤلاء الموتی یعنی الکفرۃ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ ثُمَّ اِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۵ فحینئذ یسمعون اما
قبل ذلک فلا سبیل الی اسماعہم انتہی وفی المدارک قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یعنی
بالقراٰن وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقیل کذبوا بحجج اللہ وادلتہ علی توحیدہ صُمٌّ یعنی
سماع الحق وَبُکْمٌ یعنی عن النطق والمعنی انہم فی حال کفرہم وتکذیبہم کمن لا یسمع ولا یتکلم
فلہذا اشبہ الکفار بالموتی لان الموتی لا تسمع ولا تتکلم کذا قال ابن الخازن لعراقی الشافعی
فی تفسیر لباب التاویل فی معنی التنزیل وقال الامام محیی السنۃ فی معنی التنزیل تحت
ہذا الاٰیۃ انک لا تُسْمِعُ الموتی الاٰیۃ انہم لفرط اعراضہم عما یدعون الیہ کالمیت الذی
لا سبیل الی سماعہ والصم الذی لا یسمع انتہی وایضاً فی المدارک قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ
انہا الہتکم من دونہ من دون اللہ وہم الملئکۃ وعیسیٰ وعزیرا ونفر من الجن عبدہم
ناس من العرب ثم اسلم الجن ولم یشعروا فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۵
ای ادعوہم فلا یستطیعون ان یکفوا عنکم الضر من مرض او فقر او عذاب ولا ان یحولوہا
الی اخرہ انتہی وفی البیضاوی انما یستجیب الذین یَسْمَعُوْنَ ای انما یجیب الذین
یسمعون بفہم وتاویل کقولہ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَہُوَ شَہِیْدٌ ۵ وہؤلاء کالموتی الذین لا
یسمعون وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ فیعلمہم حین لا ینفعہم الایمان ثُمَّ اِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۵ للجزاء
انتہی وایضاً فی البیضاوی فی قولہ تعالیٰ وَہُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ ۵ لانہم جمادات
واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالہم انتہی وفی الجلالین والموتی ای الکفار شبہہم بہم

فقط لم یُرزق منہُ شیئاً فرمایا ہی لم یُرزق طعاماً نہین فرمایا چنانچہ اکثر دعا مین کہتے ہین اَللّٰھُمَّ اُرْزُقنِی علماً نافعاً وفہماً کاملاً انتہیٰ پس حق وہی ہی جو مجیب ممدوح نے لکھا کہ انکار فقہا کا اس امر استعانت اور استمداد مین عام ہی الی آخر ماقال قولہ اور اسی طرح کسی قبر کے گرد طواف کرنا اور اسکے پاس پھرنا بھی جائز نہین خواہ کسی نبی علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر شریف ہو خواہ کسی ولی علیہ الرحمۃ کی ہو چنانچہ ملا علی قاریؒ رحمہ اللہ نے شرح مناسک مین لکھا ہی کہ طواف نہ کرے یعنی گرد نہ پھرے کسی مکان بزرگ ومتبرک کے کیونکہ طواف کرنا کعبہ شریفہ کو مخصوص ہی پس قبور انبیا اور اولیا علیہم الصلوٰۃ والثنا کے گرد طواف کرنا حرام ہی اور اس فعل کو اگر عوام جُہال عمل مین لادین تو اُنکا کچھ اعتبار نہین اگرچہ بظاہر علما اور مشایخ کی صورت مین ہون انتہے تنبیہ توا؟ح مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص سوا کعبہ شریفہ کے کسی اور مسجد کا طواف کرے تو اُسپر خوف کفر کا ہی اسی طرح کفایہ حاشیہ ہدایہ مین بھی ہی انتہے فقط قولہ اور اسی طرح قبر کو بوسہ دینا اور اُسکی طرف کو سجدہ کرنا اور اُسپر چراغ جلانا بھی درست نہین شجرۃ الایمان مین لکھا ہی کہ گور کی طرف کو سجدہ کرنا اور اُسکو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا اور اُسکے گرد پھرنا اور اہل قبور سے حاجت روائی چاہنا اور قبرستان مین چراغان یعنے روشنی کرنا یہ سب اُمور مکروہ تحریمی ہین انتہے تائید احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ قبرون کی زیارت کرنے مین مستحب یون ہی کہ قبلے کو پیٹھ دیکر اور مُردے کی طرف مقابل کھڑا ہوکر سلام علیک کہے جیسے کہ اوپر لکھا گیا لیکن قبر کو نہ ہاتھ سے چھوے نہ بوسہ دے کہ یہ عادت نصاریٰ کی ہی انتہے ا

۱؎ فائدہ حاصل اس تطویل تحریر اور تفصیل تقریر سے یہ ہی کہ فی الحقیقۃ قبرین واسطے روئے حاجات زائرون کے نہین ہین بلکہ واسطے نشان مُردون کے ہین تاکہ زندہ لوگ قبرستان مین جاکر اپنی طرف سے دعا اور استغفار کرکے مُردون کو ثواب اور فائدے پہونچایا کرین اور قبرون کو دیکھکر آپ عبرت پکڑین اور اپنی موت یاد کرکے آنسو بہائیں دنیاے ناپائدار کی بے رغبتی حاصل کرتے رہین نہ یہ کہ برخلاف مقصود شارع علیہ السلام کے وہان جاکر اہل قبور سے دنیا طلبی کرین اور حاجت روائی چاہا کرین غرضکہ ان سب کتابون سے ثابت ہوا کہ اکثر مشایخ کبار اور فقہاء پرہیزگار کے نزدیک موتی سے استمداد مطلق جائز نہین بلکہ بدعت اور معصیت ہی اور بعض فقہا اس امر کو جائز اور مباح کہتے ہین کہ قبر کے پاس جاکر اہل قبور سے استعانت مضائقہ نہین اسطرح کہ اُنسے کہے تم اللہ تعالیٰ کی جناب مین میرے انجاح مطلب کیواسطے دعا کرو سو یہ اسواسطے کہ ارواح کو قبر دکلی ساتھ فی الجملہ تعلق رہتا ہی مگر جاننا چاہیے کہ اس مقام مین احتیاط کیواسطے اکثر کا اتباع لازم ہی کیونکہ اگر فی الحقیقۃ یہ امر استعانت بغیر اللہ مباح ہی تو امر مباح پر عمل کرنا نکرنا برابر ہی یعنی نہ کرنے پر کچھ مواخذہ نہین اور اگر یہ امر جائز نہین بلکہ موافق قول اکثر علما کے اسکے عمل مین لانے سے گناہ لازم آتا ہی تو اُسپر مواخذہ ہونا ظاہر ہی اور یہ بھی مشہور ہی کہ للاکثر حکم الکل والنادر کالمعدوم پس بہرحال پیروی اکثر کی اس مقام مین ضرور ہی اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اُن بعض فقہا کے نزدیک جو موتی سے استمداد جائز ہے سو فقط قبر ہی کے پاس جائز ہے نہ جیسا اس زمانہ [illegible] لوگون نے اختیار کیا ہی کہ ہزارون کوسون اور منزلون سے انتہی بیٹھے اہل قبور کو پکارتے اور حاجات اُنسے مرادین مانگتے ہین [illegible] سوالون کو بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰

یعنی اذا حلف لایکلمه اقتصر علی الحیوة فلو کلمه بعد موته لایحنث فان المقصود منه
الافهام والموت ینافیه لانه لایسمع فلا یفهم انتہی اور مالا بدمنہ مین ہی کہ انبیا اور ملائکہ علیہم
السلام باوجودیکہ اشرف المخلوقات اور مقرب بارگاہ ہین لیکن مانند سایر مخلوقات کے کچھ علم اور قدرت
نہین رکھتے مگر جسقدر کہ حق تعالی نے اُنکو علم دیا ہی اور قدرت بخشی ہی اور ساتھ ذات اور صفات حق تعالے
کے ایمان رکھتے ہین جیسا کہ سب مسلمان رکھتے ہین اور بیچ دریافت اور ادراک کنہ الٰہی کے
ساتھ عجز اور قصور کے معترف اور مقر ہین اور ادا سے حقوق بندگی اور اطاعت مین بقدر وسعت
اور طاقت بشکر و توفیق الٰہی ناطق ہین انتہی محصلہ اور مولانا عبد القادر محدث دہلوی قدس سرہ نے
موضح القرآن مین آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ٥ اَمْوَاتٌ
غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ٥ کے فائدے مین لکھا ہی شاید یہ اُنکو فرمایا جو مرے
ہوئے بزرگون کو پوجتے ہین اور موضح القرآن مین بیچ قصہ اصحاب کہف کے قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ
یَوْمٍ کے فائدے مین لکھا ہی کہ اصحاب کہف کو اپنا سیکڑون برس غار مین رہنا ایک دن معلوم ہوا مُردہ اور
سوتا برابر ہی یعنی جیسا کہ مُردہ کچھ سُننا جانتا نہین ویسا ہی سوتے کو بھی کچھ نہین معلوم ہوتا اور موضح القرآن
مین یہ بھی لکھا ہی کہ حضرت عُزیر پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کو اپنا سو برس مُردہ رہنا ایک دن معلوم ہوا انتہی
سو اس سے بھی ثابت ہوا کہ مُردون سی حاجت روائی چاہنا بیفائدہ ہی اور اُنکو عالم الغیب اعتقاد کرنا کفر ہی
اور موضح القرآن مین اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ الی آخرہ کے فائدے مین ہی کہ یہ کافر مثال مُردے
کے ہین سُنتے نہین قیامت مین دیکھکر یقین کرینگے انتہی اور بلاغ المبین مین لکھا ہی کہ ثمرات الحیوۃ مین
حدیث من زار حیا ولم یرزق منه شیئا فکانما زار میتا کے معنی مین بیان کیا ہی کہ ظاہر حدیث سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی کسی زندے سے ملاقات کرے اور کچھ کھانے کی چیز اُس سے کھانے کو
نہ پاوے تو گویا اُسنے مُردے کو دیکھا لیکن فی الحقیقۃ اگر کسی زندہ ولی کو یاد کرے اور اُس سی کچھ فائدہ باطنی
حاصل نہو تو گویا اُسنے مُردہ ولی کو دیکھا اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ نے بھی فرمایا ہی
کہ اس حدیث مین رزق سے رزق عام مراد ہی خواہ فائدہ ظاہری ہو خواہ باطنی ہو اسوا سطے کہ حدیث مین

کرنا چاہئین جن سے دنیا کا بھولنا اور اُس سے بے رغبتی حاصل ہو اور عاقبت یاد آوے
کہ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کا حکم فرمایا ہی سو جو کام کہ خلاف مقصود
شارع کے ہی وہ زیارت قبور سے مطلوب نہین اور آرایش اور تجمل قبور کی صریح خلاف
مقصود شارع کے ہی اور جو لوگ کہ سبزہ اور گل قبر پر ڈالنا جائز رکھتے ہین وہ اس حدیث کو
سند پکڑتے ہین اور دلیل لاتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبرون پر گذرے تو
فرمایا کہ یہ دونون قبر والے عذاب مین گرفتار ہین اس سبب سے کہ ایک ان دونون کا پیشاب
کرنے کے بعد استنجا نہین کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک ہری شاخ کو دو ٹکڑے کر کے دونون قبرون پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا یارون نے
پوچھا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا امید ہی کہ ان ٹکڑون کے سوکھنے سے پہلے ان دونو
کے عذاب مین تخفیف ہو جاوے شیخ عبد الحق قدس سرہ نے اس حدیث کی
شرح مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو ایک جماعت سبزہ اور گل اور ریحان قبر پر ڈالنے کیواسطے
سند لاتے ہین اور خطابی جو اہل علم کے امام اور شارحان حدیث کے پیشوا ہین انھون
نے اس قول کو رد کیا ہی اور کہا ہی کہ اس بات کی کچھ اصل نہین اور قبرون پر سبزہ اور گل
ڈالنے کے واسطے اس حدیث کو سند ٹھہرانا بیجا ہی اور صدر اول مین نہ تھا اور انھون
نے کہا ہی کہ بنا اس تحدید اور توقیت کی اس پر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن دونون کے واسطے جناب الٰہی مین شفاعت کی تخفیف عذاب مین سو وہ
شفاعت قبول ہوئی اُس شاخ کے خشک ہونے کے وقت اور لفظ لعل کا جو حدیث مین
وارد ہی سو وہ لفظا اسی مطلب کو چاہتا ہی اور کرمانی نے لکھا ہی کہ لکڑی مین واسطے دفع
عذاب کے کچھ خاصیت نہین بلکہ دفع عذاب بسبب برکت دست مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا فقط قولہ اور قبر پر خیمہ اور شامیانہ کھڑا کرنا بھی مکروہ ہے
شرعة الاسلام وغیرہ مین لکھا ہی کہ قبر پر مسجد بنانا نماز پڑھنے کو اور اسپر قبہ بنانا

اور قنیہ مین ہی کہ علامۂ جار اللہؒ سے منقول ہی کہ مشائخ مکہ کے ان سب باتون کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ عادت اہل کتاب کی ہی اور مأتہ مسائل کے اٹھتیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہی کہ ملا علی قاریؒ نے عین العلم کی شرح مین اور سوا اسکے اور فقہا نے لکھا ہی کہ قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے ساتھ ایسی حرکات کرنے کو منع وارد ہی پس اور کسی کی قبر کا کیا اعتبار ہی اور بوسہ بھی نہ دے کہ بوسہ تو ہاتھ لگانے سے بھی زیادہ ہی اور حجر اسود کو مخصوص ہی فقط قولہ اور شیخ الاسلام نے کشف الغطا مین لکھا ہی کہ قبر پر ہاتھ نہ رکھے اور نہ چھوئے اور پیٹھ نہ جھکاوے اور اسکی خاک منھ کو نہ ملے کہ یہ عادت نصاری کی ہی اور مشائخ علما ان سب باتون کو بہت تشدد اور تاکید سے منع فرماتے ہین اور یہ مضمون سب کتابون مین موجود ہی اور قبر پر غلاف اور چادر ڈالنا بھی درست نہین چنانچہ نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ مرد کی قبر پر غلاف ڈالنا درست نہین مطلقاً اور عورتون کی قبر مین تختہ رکھنے سے پہلے نامحرمون کی نظر سے عورت کا جنازہ پوشیدہ کرنے کو غلاف ڈالنا جائز ہی بعد دفن کر چکنے کے عورت کی قبر پر بھی غلاف ڈالنا جائز نہین ایک بار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کی قبر پر غلاف پڑا دیکھا تو آپ نے لوگون کو اس حرکت سے منع کیا اور علی ہذا القیاس قبر پر پھول ڈالنا بھی درست نہین اسواسطے کہ تقرب الی غیر اللہ ممنوع ہے اور حرام اور چادر پھولون کی جنازے پر ڈالنا بدعت ہی اور مکروہ تحریمی **تنبیہ** مأتہ مسائل کے اکتالیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہی کہ اگر واسطے تقرب میت کے اسکی قبر پر پھول ڈالتے ہین تو بالاجماع باطل اور حرام ہی جیساکہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی اور اگر واسطے زیب اور آرایش قبر کے ہی تو بھی مکروہ ہی اس واسطے کہ قبر محل زیب اور زینت کا نہین بلکہ جگہ خوف اور عبرت کی ہی پس قبر کے پاس ایسے کام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶ ــــ سما ئر اکہتے ہین اور اولیا کی کرامات کا منکر جانتے ہین سو وہ حال سے خالی نہین یا یہ کہ اُنکے علم اور سماعت اور قدرت کو اللہ تعالے کا سا علم اور سماعت اور قدرت ثابت کرتے ہین یا یہ کہ انکو ہر وقت ہر ایک کے پاس حاضر اور ناظر سمجھتے ہین سو یہ دونون باتین صریح کفر اور شرک ہین اب اعتقاد تو حضرت پیغمبر صاحب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھنا بھی درست نہین باوجودیکہ وہ تو سارے جہان کے سردار اور مخلوقات سے افضل ہین چنانچہ تفصیل اسکی اور شرح ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے معلوم ہو سکتی ہے فقط

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اُسپر مینھ برسنے سے صاحب قبر کے گناہ معاف ہوتے ہین انتہی اور طحطاوی حاشیۂ درمختار مین لکھا ہی
کہ زینت کیواسطے قبر پر کچھ بنانا حرام ہی اور محکم اور مضبوط ہونے کے واسطے بنانا مکروہ ہی اسواسطے کہ
بنا تو واسطے بقا کے ہوتی ہی اور قبر مقام فنا کا ہی انتہی اور اسیطرح فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری
اور فتاوی رحمانیہ اور فتاوی سراجیہ اور فتاوی ابراہیم شاہی اور مختار الفتاوی اور فتاوی عجیب
اور مفید المستفید اور محیط اور برہنہ اور رسالہ بدعہ اور امداد الفتاح شرح نور الایضاح وغیرہ مین بھی موجود
ہی اور مفید المومنین مین لکھا ہی کہ قبرون پر بنا کرنا حرام ہے اور جو شخص کہ اسکو مباح کہے تو اُس نے ایسی
چیز کو مباح کہا جو سنت سے ممنوع اور منہی عنہ ہی انتہی اور رحمۃ العلماء مین لکھا ہی کہ قبرون پر مثل قبہ وغیرہ کچھ
بنانا جائز نہین خواہ وہ قبرین اولیا اور علما کی ہون خواہ کسی اور کی انتہی غرضکہ سیکڑون کتب فقہ اور
حدیث مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور فقہا اور محدثین متقدمین
اور متاخرین سے حرمت اور کراہت ان سب چیزونکی مرقوم ہی فقط قولہ اور سوائے خدای تعالی کے
کسی اور کے واسطے نذر یعنی منت ماننا اور شیرینی یا طعام بطریق نذر کے یا بطریق تقرب کے قبر کے پاس
لیجانا بھی جائز نہین بلکہ بدعت اور مکروہ تحریمی ہی اور ایسے کام تو کفار اپنے بتون کی ساتھ کیا کرتے ہین
درمختار مین لکھا ہی جو نذر کہ موتی کے واسطے مقرر کرتے ہین اور جو دراہم اور روغن اور شمع اور تیل وغیرہ
کہ اہل قبور کے تقرب کے لحاظ سے اولیاء کرام کی قبرون کے پاس لیجاتے ہین سو یہ کام بالاجماع سب علما کے
نزدیک باطل اور حرام ہی جبتک کہ اُسکے خرچ کرنے کا قصد فقرا اور مساکین پر نہو اور ان باتون مین بہت لوگ
مبتلا اور عادی ہورہے ہین علی الخصوص اس زمانہ مین چنانچہ علامہ قاسم نے درر البحار کی شرح مین بیان کیا ہی کہ
اسی واسطے امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر عوام لوگ میرے غلام ہوجاوین تو مین اُن سب کو آزاد کردون
اور اُنکی میراث قبول نکرون اور یہ اسواسطے کہ وہ عوام سمجھتے نہین سو ہر کوئی اُن کی یہ حرکتین دیکھکر
فریفتہ اور مغرور ہورہے ہین انتہی اور کشف الغطا مین بحر رائق سے منقول ہی جو نذر کہ
عوام الناس اولیا اور صلحا کی قبرون کے پاس جاکر مانا کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ فلانے
حضرت اگر تم ہماری فلانی حاجت پوری کردوگے تو ہم اسقدر نقد یا کھانا وغیرہ تمہاری نذر ادا کرینگے سو یہ نذر

یا خیمہ کھڑا کرنا قبر پر سایہ کرنے کو مکروہ ہی اسواسطے کہ میت کو تو اسکا عمل ہی سایہ کرتا ہی تائید اور حافظ الاسلام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح مین بیچ باب الجریدۃ علے القبر کے لاے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ کھڑا ہوا دیکھا تو کہا لوگون سے کہ اسکو دور کرو عبد الرحمٰن کا تو عمل ہی اسکو سایہ کرتا ہی انتھے اور مأۃ مسائل مین جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے اور اسپر کچھ بنا کرنے سے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہی رواہ مسلم کذا فے المشکوٰۃ اور مراد بنا سے حدیث مین عام ہی کہ عمارت بنائی جاوے یا خیمہ کھڑا کیا جاوے جیسا کہ ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق اور شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رح کے سے معلوم ہوتا ہی الی آخرہٖ انتھے اور طیبی نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مین لکھا ہی کہ لفظ حدیث کا یعنے ان یبنی علیہ دو وجہون کا احتمال رکھتا ہی ایک یہ کہ بنا قبر پر پتھرون سے بنائی جاوے یا جو چیز کہ قائم مقام پتھر کے ہو اور دوسری وجہ یہ کہ قبر پر خیمہ اور مانند اسکے کچھ اور کھڑا کیا جاوے سو دونون چیزین ممنوع ہین اسواسطے کہ اس سے کچھ فائدہ نہین اور عمل جاہلیت کا ہے انتھے اور جوہرہ نیرہ شرح قدوری مین لکھا ہی کہ قبر کو کہگل کرنا اور اسپر گچ کرنا اور اسپر کچھ بنانا اور کچھ لکھنا مکروہ ہی کیونکہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قبرون کو گچ مت کرو اور نہ ان پر کچھ بناؤ اور نہ ان پر بیٹھو اور نہ کچھ لکھو انتھے اور اسیطرح زیلعی شرح کنز اور بحر رائق شرح کنز اور فتح القدیر اور منح الغفار اور درر اور ایضاح اور خلاصۃ الفقہ اور خلاصی اور مجمع البحرین مین بھی لکھا ہی اور صغیری شرح نیۃ المصلی اور مستملی شرح نیۃ المصلی مین لکھا ہی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ قبر پر گھر یا قبہ یعنے گنبد وغیرہ بنانا مکروہ ہی اور جامع رموز شرح مختصر وقایہ مین لکھا ہی کہ قبر پر مقبور کا نام لکھنا اور کچھ بنانا اور نقش و نگار کرنا یا قبر کو اونچا کرنا اور گچ کرنا یہ سب مکروہ ہی انتھی اور مضمرات اور منیۃ المفتی ... ہی کہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قبر کو ہوا لگنے سے اور

کہ بڑی عمر ہونے مین رنج اور تکلیف دنیا کی زیادہ ہوگی اور محتاج اور کنگال رہنا اسواسطے اچھا ہی
کہ جسقدر دنیا مین آدمی کے پاس مال اور اسباب دنیا کا کمتر ہوگا اُسیقدر قیامت کے دن مواخذہ اور
محاسبہ بھی کمتر ہوگا اور فرمایا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو دنیا مین اسطرح پر رہنا اختیار کرنا کہ جیسے
کوئی مسافر یا راہگیر اور شمار کر اپنی جان کو اہل قبور مین اور جاننا چاہیے کہ تین چیزین مرنے کے
بعد جنازے کے ساتھ جاتی ہین ایک میت کے خویش اور اقربا دوسرا مال تیسرا میت کے اعمال
سو مال اور اقربا تو یہان ہی رہجاتے ہین اور صرف اعمال اُسکے خواہ نیک ہون یا بد ہون سو ہمیشہ قیامت
تک اُسکے ساتھ رہتے ہین سو قیامت کے دن اُن عملون کا بدلہ ضرور دیکھے گا چنانچہ اللہ صاحب
فرماتے ہین جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کریگا اُسکو بھی دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ برابر بدی کرے گا اُسکو
بھی دیکھے گا قولہ اور دنیا مین آدمی کو چار چیز کی حاجت بہت ہی کہ بغیر اُسکے حیران اور پریشان رہنے
والا ڈانوان ڈول بادجھول رہتا ہی ایک رہنے کو مکان دوسرے بدن چھپانے کو لباس تیسرا جی جلانے
کو کھانا چوتھا پیاس بجھانے کو پانی سو آدمی کو لازم ہی کہ ان چیزون کو بقدر ضرورت بہم پہونچا کر شب
روز عاقبت کے سنبھالنے کی فکر مین لگا رہے کیونکہ قیامت کے دن پانچ چیز کا سوال ہر ایک سے
ہوگا ایک عمر کا سوال کہ کس کام خرچ کی دوسرا جوانی کا کہ کس چیز مین صرف کی تیسرا اور چوتھا یہ کہ مال
کہان سے لایا اور کہان اُٹھایا پانچوان عمل کا بعد علم کے یعنی جان بوجھکر اور علم پڑھکر اعمال نیک
کیون نہین کیے پس آدمی کو اُس روز کی بازپرس پوچھ گچھ کا اندیشہ اور خیال رکھنا اور قیامت کے
عذاب سے ڈر کر ہر وقت دل مین اُسکا خیال رکھنا اور اپنی عمر عزیز کو حق تعالی کی بندگی اور عبادت
مین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت مین صرف کرنا لازم ہی اور جو یہ چاہے کہ دنیا
سے بھی مزے لوٹے اور دین کی بھی بھلائیان سمیٹے سو یہ بات بہت مشکل ہی یہ نہین جانتا کہ دنیا
کے مزون مین پڑکر تو اچھے لوگ بھی بگڑ جاتے ہین بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ قطعہ ہر کہ ہست از
فقیہ و پیر و مرید ٭ وز زبان آوران پاک نفس ٭ چون بہ دنیائے دون فرود آمد ٭ بعسل در بماند ہمچو
مگس ٭ اور بقول مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ بیت دین و دنیا ہر دو کے آید بدست ٭

بالاجماع باطل ہی اسواسطے کہ کسی مخلوق کی نذر ماننا اور اُسکا کرنا جائز اور روا نہین انتہی اور فتاواے عالمگیری مین بھی اسی طرح لکھا ہی اور مشکوٰۃ شریف مین لکھا ہی کہ ابوداؤد نے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ یعنی جس نذر کے وفا کرنے مین اللہ تعالیٰ کا گناہ ثابت ہو اُسکا وفا کرنا درست نہین رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تائید مالابدمنہ مین لکھا ہی کہ انبیا اور اولیا علیہم الصلوٰۃ والثنا کی قبرون کی طرف سجدہ کرنا اور اُنکے گرد پھرنا اور اُنسے دعا مانگنا اور اُنکی نذر ماننا حرام ہی بلکہ بعضی چیزین اُنمین کفر کو پہونچا دیتی ہین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگون پر لعنت کی ہی اور ایسے کامون سے منع فرمایا ہی اور کہا کہ میری قبر کو بت مت بنائیو انتہی فقط قولہ خاتمہ اس بیان مین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی جو شخص ہی سو اُسکو مرنا برحق ہی پس کسی آدمی کو موت سے چارہ نہین ہر ایک کو شربت موت کا چکھنا لازم ہی سو باوجود اس امر یقینی اور لابدی کے کوئی نہین جانتا کہ کہان سی کھائیگا اور کب مریگا اور کل روز آیندہ مین کیا کریگا یہانتک کہ سب انبیا اور سب رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اس باب مین یہی ملتے آئے ہین کہ ہمکو اسکی اصلا کچھ خبر نہین چنانچہ اشرف المخلوقات سرور کائنات حبیب خدا سرگروہ انبیا یعنی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا اور کئی بار قسم کھا کر کہا کہ باوجودیکہ مین رسول خدا کا ہون تو بھی نہین جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمھارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا پس اس صورت مین ہر ایک مسلمان کو لازم ہی کہ جمیع حق دارون کے حقوق ادا کرنے مین جلدی کرین اور سب کے حق ادا کرتے رہین کہ مبادا ایسے وقت مین موت آکر گھیرے کہ نوبت حق ادا کرنے کی نہ پہونچے بادی پھر اس حق کی بدلے مین قیامت کے دن ماخوذ اور گرفتار ہون اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ جسوقت کسیکی موت آپہونچی ہی تو ایکدم کی فرصت اور تقدیم اور تاخیر نہین ہوسکتی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ آدمی کو دنیا مین دو چیزین بہت ناخوش ہین ایک موت دوسری محتاج کنگال ہونا حالانکہ یہ دونون بہتر ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر مین کہ بعضی چیز ایسی ہی کہ وہ تمکو بری معلوم ہوتی ہی اور فی الحقیقۃ وہ چیز تمھارے حق مین اچھی ہی اور بعض چیز تمکو اچھی لگتی ہی باوجودیکہ وہ چیز تمھارے واسطے بری ہی سو موت تو اسواسطے بہتر ہی

اور کسی وقت کسی ادنیٰ آدمی کو بھی ناحق اور بموجب شرعی اپنے ہاتھ اور زبان سے نہ ستا دے
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف
اور ایذا نہ پہونچے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اُنکے طریق اور سنت کا اتباع ہر وقت
ظاہر اور باطن حاضر اور غائب ہر فرد انسان پر فرض اور واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
اور اطاعت کا ثمرہ محبت حق تعالیٰ کی ہے[۱] قولہ اور جب تک کہ خدا اور رسول خدا کی محبت ساری
مخلوقات کی محبت پر انسان کے دل مین غالب نہوگی حلاوت اور مزہ ایمان کا نہ پاویگا چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران مین خود فرمایا ہے کہ اے ہمارے رسول مقبول تم اُن لوگون سے
جو ہماری محبت کا دعویٰ رکھتے ہین فرما دو کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو اور اُسکو چاہتے ہو تو میری تابعداری
کرو اور میری راہ چلو تو اللہ تمکو چاہے اور تمھارے گناہون سے درگذرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص مین تین چیزین ہووین گی تو وہ شخص اُن چیزون
کے باعث سے ایمان کی حلاوت اور چاشنی پاویگا ایک یہ کہ اُسکے نزدیک سب سے زیادہ تر دوست
اور محبوب ہووے اللہ اور اُسکا رسول دوسری یہ کہ کسی کو دوست رکھے تو محض للہ دوست رکھے
تیسری یہ کہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد اور کافر ہوجانے کو اور اسلام سے پھر جانے کو ایسا بُرا
جانے جیسا کہ اپنی جان کو آگ مین پڑنے کو بُرا جانتا ہے اور ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ آپس مین
ایک دوسرے کا حق ادا کرتے رہین یعنی جسوقت ملاقات ہو تو سلام اور کلام اور طعام سے پیش
آوین اور پیٹھ پیچھے اُنکی خیرخواہی کرین اور حسد اور بغض اور ہجو اور دشنام سے یاد نکرین اور غیر
کے عیب کو اپنا عیب سمجھکر ستاری اور پردہ پوشی کرین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا
ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے[۲] قولہ اور یہ بھی چاہیے کہ مسلمانون کی غیبت اور بدگوئی اور

---

[۱] فائدہ یعنی جو شخص کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلیگا اور اُنکی اطاعت قبول کریگا بیشک اُسکو محبت اللہ تعالیٰ کی حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی اُسکو چاہیگا اور اُسکے ساتھ محبت کریگا نفعنا[؟]

[۲] فائدہ یعنی جیسا کہ آدمی آئینے مین اپنا چہرہ دیکھکر چہرے کے عیب کو حتی المقدور مٹاتا ہے اور آراستہ کرتا ہے اور آئینے کے زنگ اور کدورت کو دور کرتا ہے اور غلاف مین چھپا کر محافظت سے رکھتا ہے ویسا ہی چاہیے کہ کسی مسلمان مین کسیطرح کا عیب دیکھکر آپس عیب سے بچے اور اُسکی عیب پوشی کرے اور تنہائی مین اُسکو اس عیب پر آگاہ کرکے سمجھا دے کہ ایسے کام کرنے سے پرہیز لازم ہے چاہیے کہ ایسے کام پھر کبھی نہ کرے نفعنا[؟]

اِن نفضو لیہا لکن اے خود پرست ۔ اور جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ پانچ چیزون کو غنیمت جانو جوانی کو بوڑھا ہونیسے پہلے صحت کو بیمار ہونے سے پہلے فراغت کو مفلس ہونے سے پہلے بیکاری کو کسی کام مین مشغول ہونیسے پہلے زندگی کو مرنے سے پہلے قولہ حاصل اِس تحریر اور تقریر کا یہ کہ جسکو بعد ایمان کے عمل صالح نصیب ہوے اور ہمیشہ آخر عمر تک نیک کام کرتا رہا اور مرتے وقت کلمہ توحید زبان سے کہکر اِس جہان فانی سے عالم باقی کو رخصت ہوا تو قطعًا اور یقینًا بلا حساب جنتی ہوا چنانچہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص کا سب کلاموں سے پچھلا کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ بہشتی ہی اسواسطے کہ اعمال صالحہ بغیر ایمان اور اسلام کے ہرگز کچھ کام نہ آوینگے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب قیامت کے دن بندہ مومن کے اعمال حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب معلیٰ مین حاضر ہونگی اول نماز روبرو آکر کہے گی یا الٰہی مین نماز ہون تب اللہ صاحب فرمادینگے کہ تو خیر اور نیکی پر ہی پھر زکوٰۃ آکر عرض کرے گی کہ مین زکوٰۃ ہون اُسکو فرمادے گا تو بھی خیر اور نیکی پر ہی بعد اسکے روزہ حاضر ہوکر بولے گا کہ مین روزہ ہون اُسکو بھی باری تعالیٰ ارشاد کریگا کہ تو بھی خیر اور نیکی پر ہی غرضکہ اسیطرح اُسکے بعد سب اعمال نیک درجہ بدرجہ حضور والا مین حاضر ہوکر عرض کرینگے اور سب کو وہی جواب ملیگا آخر کو سب کے بعد اسلام حاضر ہوکر یون کہے گا کہ خداوندا تو سلام ہی اور مین اسلام ہون تو حق تعالیٰ اُسکو اسطرح فرمادے گا کہ تو بھی خیر اور نیکی پر ہی اور مین آج تیرے باعث سے مواخذہ کرونگا اور تیرے واسطے بخشونگا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر احوال فرما چکے تو یہ آیت پڑھی وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ یعنے جس شخص کو اللہ چاہتا ہی کہ اُسکو ہدایت کرے اور راہ راست اسلام کی دکھاوے تو اُسکا سینہ کشادہ اور فراخ کردیتا ہی اسلام کے واسطے اب جاننا چاہیے کہ پورا مسلمان وہ ہی جو دنیا اور عقبیٰ کے جمیع امور مین ہر وقت اور ہر ساعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کا لحاظ رکھے

ف فائدہ یعنی جوانی کو اور تندرستی کو اور دولتمندی کو اور بیکاری کو اور زندگی کو غنیمت سمجھ کر جسقدر ہو سکے بندگی اور عبادت اپنے مالک حقیقی کی کرلو کہ ضعف اور پیری مین اور بیماری مین اور تکلیف اور تصدیع مین اور دنیا کا کام کرنے مین بندگی اللہ تعالیٰ کی کرنا دشوار ہی اور بعد موت کے تو اصلا مطلق کچھ بھی کام نہین ہو سکتا اور سوا افسوس اور حسرت کے کچھ حاصل نہوگا فقط ۱۲

سلام علیک کہکر ملاقات کرے گا اور کبھی حشم حقارت سے اُسکو نہ دیکھے گا اور کبھی ٹھٹھا اور تمسخر نہ کریگا تو وہ اُس دوسرے سے افضل اور بہتر ہی اللہ تعالی نے سورۂ حجرات مین فرمایا ہی کہ ای ایمان والو ٹھٹھا نہ کرین ایک لوگ دوسرون سے شاید وہ بہتر ہون ان سے اور نہ عورتین دوسری عورتون سے شاید وہ بہتر ہون انسے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑ ایک دوسرے کی گنہگاری پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی لوگ ہین بے انصاف قولہ اور چاہیے کہ جو لوگ دین کے پیشوا اور اہل یقین کے رہنما تھے اُنکے واسطے ہمیشہ دعا مغفرت اور رحمت کی کرتے رہین چنانچہ کاتب الحروف بھی رسالے کو اسی دعا پر ختم کرتا ہی رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے ای رب ہمارے بخشدے تو ہم کو اور ہمارے بھائیون کو جو آگے پہونچے ہم سے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دلون مین بیر ایمان والون کا ای رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان اور تمامیت ہماری دعا کی اسپر کہ سب خوبی اللہ کو ہی جو صاحب سارے جہان کا ہی الحمد للہ و المنۃ کہ امروز تاریخ ستائیسوین شہر ذی الحجہ سنہ ایک ہزار دوسو چھپن ہجری قدسی مین اس بندۂ عاصی خادم المومنین الموحدین محمد سعد الدین کو اقامہ اللہ تعالی نے علی طریق سنۃ سید المرسلین محمد ن المصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ترجمہ اور شرح رسالۂ متبرکہ موسومہ بہ مسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین کے سے مع دیگر فوائد اور لوازمات فراغت حاصل ہوئی اللہ تعالی مجکو اور جمیع مومنین و مومنات کو اسکے مطالب کے یاد کرنیکا شوق عمل کرنے کی توفیق عنایت فرماوے اور اس رسالۂ مختصرہ مجموعۂ فوائد موجزہ کو میری واسطے ذلت اور خواری سے بچنے کا وسیلہ اور عقبی کے عذاب اور عقاب سی خلاص ہونیکا ذریعہ کرے غرض اس عاصی کی اس رسالۂ نادرہ کو بزبان اردو بیان کردینے سے یہی ہی کہ ہر ایک واقف اسکے مضامین پر واقف ہو کر خدا کا خوف کرے اور جمیع شادی اور غمی مین موافق احکام شریعت غرا اور مطابق سُنت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثناء کے عمل کرتا رہے اور بدعات اور منہیات سے

بدگمانی سے احتراز کرین حدیث شریف مین غیبت کو زنا سے بھی زیادہ برا فرمایا ہی لیکن تین آدمیوں کی غیبت کرنا یعنی پیٹھ پیچھے اُن کے عیب پر لوگون کو خبردار اور آگاہ کر دینا روا ہی تاکہ لوگ اُنکا عیب دریافت کرکے اُن کی صحبت سے احتراز کرین اور آپ عبرت پکڑین اور اُس عیب سے دور رہین تائید عین العلم مین حدیث شریف نقل کی ہی کہ فاجر کا عیب لوگون کے آگے بیان کر دو تاکہ لوگ اُس سے پرہیز کرین انتہی اور ایک فائدہ یہ بھی متصور ہی کہ شاید کوئی شخص اسکا عیب سنکر اسکو وعظ اور نصیحت کر دے تو وہ اُس حرکت سے باز آوے اور آیندہ کو توبہ کرے یا لوگون مین اپنی عیب اور بدخوئی کا چرچا ہونا سنکر وہ از خود غیرت مین آکر اُس عیب کو چھوڑ دے اور راستی اختیار کرے فقط قولہ اُن تین مین جن کی غیبت درست ہی ایک حاکم ظالم ہی دوسرا بدعتی تیسرا وہ فاسق جو گناہ کرکے لوگون مین اپنا عیب ظاہر کرے اور شیخی مارے اور اترا وے چنانچہ کتاب ابن ابی الدنیا مین غیبت کی مذمت اور برائی بیان کی ہی اسکے ضمن مین ایک حدیث مرسل حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے بروایت حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ منقول ہی کہ تین شخص کی ہتک حرمت کرنا حرام نہین ایک وہ جو اپنے فسق اور گناہ کو لوگون پر ظاہر کرے دوسرا بادشاہ ظالم تیسرا بدعتی اور ریاض الصالحین وغیرہ مین ان تین شخص کے سوا بعض بعض اور لوگون کی بھی غیبت کرنا روا لکھا ہی واللہ اعلم غرضکہ مسلمانون کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے آپس مین اتفاق اور اتحاد کی راہ سے ایک دوسرے کی خیرخواہی اور حاجت روائی مین دریغ نہ کرین اور اپنے برابر دوسرے کی بھی بھلائی چاہین اور ہر ایک کے عیب کو اپنا عیب جانکر عیب پوشی لازم جانین اور تنہائی مین اُنکے عیبون پر انکو آگاہ اور خبردار کرکے نیک کامون کی نصیحت کیا کرین کیونکہ یہی تو عین دین اور اسلام ہی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین تو نصیحت اور بندہی کا نام ہے اگر اتفاقاً بر تقدیر کسی معاملہ دنیاوی کے سبب آپس مین کچھ شکر رنجی اور ناخوشی ہو تو تین دن سے زیادہ سلام اور کلام ترک نہ رکھین بلکہ تین دن کے اندر ہی ملاپ کرلین جو شخص ناخوشی کی حالت مین اپنے دل سے کدورت اور رنجش کو دور کرکے صاف نیت سے پہلے

بچکر اسراف بیجا اور زیر باری اور قرضداری کی بیفایدہ سے رفاہ یاوے اور جب کہ اُس پر عمل کرنے کے سبب سے دُنیا اور آخرت کی زیرباری اور عذاب سے رفاہ حاصل ہونا ضرور ہی اسی واسطے اسکا نام رفاہ المسلمین فی شرح مسائل ربعین رکھا ہی یا مجیب الداعین یا ارحم الراحمین بطفیل جناب سرور عالم فخر بنی آدم مہر عرب ماہ عجم سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ افضل صلوات المصلین واکمل تسلیمات المسلمین مجکو اور سب مسلمانوں کو کفر اور معصیت اور شرک اور بدعت سے محفوظ رکھو اور جمیع فرائض اور واجبات اور سُنن اور مستحبات مین ساتھ اتباع سنت کے امحای بدعت نصیب کرامین الٰہی ثم آمین وآخر داعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصل علی خیر خلقک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تمت

سب تعریف اُس مبدع ارض وسموات کو شایان ہی جسنے اپنے مقدس کلام مین حلال وحرام کو بیان فرمایا اور درود وسلام نازل ہو اُسکے رسول معظم پر جنھون نے تمام اہل زمان کو نجات کا راستہ بتایا۔ اور اُنکے آل واصحاب پر جنھون نے اتباع حق مین قدم جمایا امابعد کتاب مستطاب ہادی راہ نجات قامع شرک وبدعات شرح اُردو مسائل اربعین نے بیان سنۃ سید المرسلین یعنی رفاہ المسلمین تصنیف عالم بے بدل فاضل اجل حامی شرح مبین جناب مولوی محمد سعد الدین صاحب بدایونی حسب الارشاد جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسۂ عالیہ نمبر ۱۶ باہتمام تام دبیر فرزین حاجی محمد قسمر الدین صاحب مالک ومہتمم مطبع قیومی بماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ سنہ ہجری مطبع قیومی کانپور محلہ ٹپکا پور مین بار دوم زیور طبع سے مجلی ہوی امید ناظرین والاتمکین سے یہ ہی کہ جو صاحب اس سے فائدہ اُٹھائین محرک ومہتمم ومصحح وکاتب کو دعاء خیر سے یاد فرمادین ؛